

ایجندہ
برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب
منعقدہ، 19۔ اگست 2008

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

2۔ سرکاری کارروائی

سوالات (محکمہ مقامی حکومت و سماجی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

3۔ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

قواعد انصباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 87 کے
تحت تحریک

حصہ دوم

قراردادیں (مفادات عامہ سے متعلق)

حصہ سوم

متفرق تحریک

قواعدہ A-244 کے تحت قواعد انصباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997
میں ترمیم کی تحریک

حصہ چہارم

عام۔ بحث

872

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

منگل، 19-اگست 2008

(یوم الشلاہ، 16-شعبان المظہم 1429ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چمبرز، لاہور میں صبح 11 نج کر 30 منٹ پر

زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاؤت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ ، بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ ، عَلَى الْأَدِينِ
كُلِّهِ ۝ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ ۝ وَالَّذِينَ مَعَهُ ، أَشِدَّاءُ
عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۝ تَرَاهُمْ رُكَعًا سُجَّدًا يَتَّسِعُونَ فَضْلًا مِّنْ اللَّهِ
وَرَضْوَانًا ۝ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثْرِ السُّحُودِ ۝ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
الْتَّوْرَةِ ۝ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزْرُعٌ أَخْرَجَ شَطْئَهُ ، فَازَرَهُ ، فَأَسْتَغْلَظَ
فَأَسْتَوَى عَلَى سُوقِهِ يُعْجِبُ الْزُّرَّاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۝ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
ءَامَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

سُورَةُ الْفَتْحِ آیات 28 تا 29

وہی ہے اللہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دنیوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ ۰ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل تو انہیں دیکھے گا رکوع کرتے سجدے میں گرتے اللہ کا فضل و رضا چاہتے ان کی عالمت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے یہ ان کی صفت توریت میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں جیسے ایک کھیتی اس نے اپنا پھانکا لاپھرا سے طاقت وہی پھر دیز ہوئی پھر اپنی ساق پر سیدھی کھڑی ہوئی کسانوں کو بھلی گتی ہے تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں اللہ نے وعدہ کیا ان سے جوان میں ایمان اور اچھے کاموں والے ہیں بخشش اور بڑے ثواب کا ۰

نعت رسول مقبول ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ جناب غلام حیدر نے پیش کی۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ
میرا دل اور میری جان مدینے والے
تجھ پہ سو جان سے قربان مدینے والے
تیرا در چھوڑ کے جاؤں تو کدھر جاؤں
میرے آقا میرے سلطان مدینے والے
میرا دل اور میری جان مدینے والے

پوانٹ آف آرڈر

انڈیا کے اخبار روزنامہ "ہندوستان" میں نبی کریم ﷺ
کی فرضی شبیہ سازی پر قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ
جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوانٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر: جی، جناب مستی خیل!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم
عنایت فرمایا۔ میں آپ کی توجہ انتہائی نوعیت کے انسان سوز واقعے کی جانب دلانا چاہتا ہوں جو
ہندوستان کے اخبار میں شائع ہے اور کل جسے روزنامہ "ایسپریس" نے شائع کیا ہے کہ ہائینڈ اور
ناروے کے اخباروں کی طرح انڈیا کے ایک ہندی روزنامہ "ہندوستان" نے آفاقے دو جماں ﷺ
کی فرضی طور پر شبیہ سازی اور تصویر کشی کی ہے میں اس کی بھروسہ مذمت کرتا ہوں، ہم اس پر پر زور
احتجاج کرتے ہیں لیکن ہائینڈ اور ناروے کے اخبارات نے یہ چھاپا تھا اور پاکستان تو کجا پورا عالم
اسلام سراپا احتجاج تھا۔ آج میں آپ کی وساطت سے احتجاج کرتا ہوں کہ اس ہاؤس کی کارروائی کو معطل
کر کے اس انتہائی اہم نوعیت کے مسئلے پر بحث کروائی جائے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس پوری کائنات
کی تخلیق آفاقے دو جماں ﷺ کی وجہ سے تھی۔ اگر آج ہم اشرف المخلوقات ہیں، اگر آج ہم
انسان کمالانے کے حقدار ہیں تو آفاقے دو جماں ﷺ کے صدقے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے

گزارش کروں گا کہ ایک قراردادِ مذمت پاس کی جائے اور فیدرل گورنمنٹ کو بھیجی جائے کہ ان کے سفیر کو فوری طور پر طلب کر کے ان کے بارے میں condemnation پاس کریں اور میں گزارش کروں گا کہ یہاں ہاؤس میں اس پر بحث کروانی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا شاہ اللہ خان!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! آج ویسے بھی Private Members Day ہے تو میں مستی خیل صاحب سے یہ کہوں گا کہ اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو اس پر resolution لے آئیں تو ہمیں اس پر اعتراض نہیں ہو گا ہم اسے out of turn take up کر لیں گے۔ (نفرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، آپ تحریری resolution لے آئیں۔

جناب محمد شاہ اللہ خان مستی خیل: جناب سپیکر! میں زبانی پڑھ دیتا ہوں۔ یہ ایوان قرارداد پیش کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، بات سنیں۔ کسی ضابطے اور قواعد کے مطابق چنانچا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! میرے بھائی نے جس احترام کی بات کی ہے اور یہاں میں کوئی شک ہی نہیں ہے کہ پوری انسانیت کا بھرم آپ ﷺ کی ذات سے ہے تو اس کے لئے آپ ضابطے کے مطابق آئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ اپوزیشن کے دوستوں سے بھی مشورہ کر لیں۔ راجہ صاحب بھی یہاں پر بیٹھے ہیں تو سب دوستوں سے مشورہ کر کے مفترکہ طور پر ایک قرارداد لے کر آئیں جو well worded ہو۔

قائدِ حزب اختلاف (چودھری ظسیر الدین): جناب سپیکر! اگر یہ قرارداد مشترکہ طور پر لائی جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور معاملے کی طرف مبذول کروانی چاہوں گا، آپ کو یاد ہو گا کہ گزشتہ اجلاس میں ہمارے صحافی بھائیوں نے جرنلسٹ ہاؤسنگ کا لوئی پر قبضہ اور encroach کے حوالے سے walk out کیا تھا تو اس پر آپ نے میری سربراہی میں ایک کمیٹی بنا لی تھی۔ اس کمیٹی کی میٹنگ کر کے ہم نے اس معاملے کو

کیا تھا کہ وہاں پر جو معاملات proprietary rights کے حوالے سے چل رہے ہیں ensure ان کے فیصلے تو بہر حال عدالت ہی کرے گی لیکن موقع پر quo status ہر صورت بحال رکھا جائے اور کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہاں پر ناجائز قبضہ کرے۔ کل وہاں پر اس قسم کی کوئی کوشش ہوئی ہے اور میں ابھی راستے میں تھاتو راجہ ریاض صاحب ایک صحافی ہیں انہوں نے فون پر اطلاع دی کہ وہاں پر ایک محضیریٹ صاحب ناجائز قبضہ کر رہے ہیں تو میں نے اسی وقت اس معاملے کا نوٹس لیا، واقعی وہاں پر محضیریٹ چودھری غفور صاحب پلاٹ پر قبضہ کر رہے تھے تو اس قبضہ کو فوری طور پر رکوا گیا اور ان کے خلاف مقدمہ نمبر 511/448/506 زیر دفعہ 579 تھا نہ ہر بن پورہ درج ہو گیا ہے اور کچھ ملزم گرفتار ہو گئے ہیں اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ صحافیوں کی ہاؤسنگ کا لونی میں ناجائز قبضہ کی بنیاد پر لوگوں کو گرفتار کر کے کارروائی کی گئی ہے اور اس بات کو ensure کیا گیا ہے کہ کسی کو جرأت نہ ہو کہ دوبارہ وہاں پر ناجائز قبضہ کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا credit اس پورے ایوان اور آپ کو جاتا ہے کہ آپ نے اس معاملے کو ensure کروایا۔ (نصرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چلیں، ماشاء اللہ آپ نے بہت اچھی بات کی ہے۔ ہمارے صحافی بھائی بھی سن رہے ہیں اور آپ نے یہ نوٹس لیا ہے۔ میرے خیال میں صحافیوں کی طرف سے، میری طرف سے اور اس ہاؤس کی طرف سے بھی آپ کو اس بات کی مبارکباد اور شاباش ملئی چاہئے۔
چودھری شوکت محمود بسر (ایڈو وکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب شوکت محمود بسر!

چودھری شوکت محمود بسر (ایڈو وکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ کل قوم کو جو خوشخبری ملی ہے اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب کے بڑا بھائی ہونے کی وجہ سے آغاز ہم نے یہاں سے کیا تھا تو پنجاب اسمبلی کی طرف سے باقاعدہ شکرانے کے نوافل کا بندوبست کیا جائے اس لئے کہ وہ شخص جس نے ہمارے پورے پاکستان کو قید میں جکڑا ہوا تھا اور میں آج اخبار میں ایک statement پڑھ رہا تھا چودھری شجاعت حسین نے اس میں کہا ہے کہ پریزیڈنٹ کے استغفار کو negative ملتا یا جائے حالانکہ پریز مشرف کے قریبی ساتھی کہہ رہے تھے کہ پریز مشرف آج کل یہ شعر اکثر پڑھتے ہیں:

ایسے یاریاں وی ضرورتاں دے تبادلے سن
ضرورتاں نے ایسے پاک جذبہ پلید کیتا

جد وی نکلی منافت دی شراب نکلی
خلوص جد وی میں دوستاں دا کشید کیتا
جناب سپیکر! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ صوبہ پنجاب کو بڑا بھائی ہونے کے ناتے
پنجاب اسمبلی کی طرف سے شکرانے کے نوافل ادا کرنے چاہیں کہ اللہ پاک نے ہم پر اتنی بڑی رحمت
کی ہے۔

جناب سپیکر: کسی نے پاندی لگائی ہے؟

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈو وکیٹ): نہیں، پنجاب اسمبلی کی طرف سے شکرانے کے نوافل
ادا کئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، شکریہ۔

محترمہ ماجدہ زیدی: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! میں پانچ، چھ دن سے آپ سے نام مانگ رہی ہوں۔ ایک بڑا
ضروری مسئلہ تھا کہ بی بی پاک دامن کے مزار پر جزیراً ایک عرصے سے خراب ہے۔ جگہ کم ہونے کی وجہ
سے وہاں رش بھی بہت زیادہ ہے۔ زائرین پورے ملک سے وہاں پر زیارت کے لئے آتے ہیں اور جب
لائٹ بند ہو جاتی ہے تو وہاں پر بہت سی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ لاءِ منسٹر اگر چاہیں تو وہاں پر جا کر دیکھ
سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ میں ایک بفتے سے آپ سے پوانٹ آف آرڈر مانگنے کی کوشش کر رہی
ہوں لیکن آپ ادھر نظر نہیں کرتے۔ اس میں، میں دو تین points پر بات کروں گی۔ میرا خیال
ہے کہ اب ڈاکٹر قدیر کو رہا کرنے اور جوں کو بحال کرنے میں government coalition کو
کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور میں اپنی ذاتی رائے میں پر دوں گی کہ ڈاکٹر قدیر کو President of Pakistan
ہونا چاہئے اور جس دن 28۔ مئی کو ایسٹی دھا کے ہوئے تھے تو اسی وقت یہ اعلان ہونا
چاہئے تھا۔ اگر انڈیا میں ایک ایسٹی سائنسدار کو صدر بنایا جا سکتا ہے تو پاکستان میں ڈاکٹر قدیر خان کو
صدر کیوں نہیں بنایا جا سکتا؟

جناب سپیکر: آپ کی تجوادیز اچھی ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب محترمہ آمنہ الفت اور ان کے بعد بھٹی صاحب اور پھر عظمی زاہد بخاری کی باری ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! کل بھی میں point of order پر کھڑی رہی لیکن کل سارا دن مجھے موقع نہیں ملا۔ میں آپ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں نے باقی تو تین چار کرنی ہیں لیکن اس point of order پر میں جتنے بھی points raise کر سکوں۔ سب سے پہلے تو میرے بھائی وزیر قانون نے صحافی کا لوٹی پر قبضہ کے حوالے سے جوابت کی ہے یہ آپ کو پتا ہے کہ یہ منصوبہ سب سے پہلے چودھری پرویز الہی نے شروع کیا۔ ان کے جاتے ہی وہاں پر قبضے شروع ہو گئے تو ہم بڑے خوش ہیں کہ ان قبضوں کو وار گزار کرانے کے لئے آپ کو ششیں کر رہے ہیں جو ایک اچھا اقدام ہے۔

جناب والا! میں نے law and order سے related ایک point کی طرف آپ کی توجہ دلانی تھی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے point of order پر کھڑے ہو کر ہمیشہ relevant بات کی ہے اور میں نے کبھی بھی کسی کی ذات کو نشانہ نہیں بنایا اور ہمیشہ قاعدے اور قانون کے مطابق بات کی ہے۔ میں ہمیشہ یہ کو شش کرتی ہوں کہ قاعدے اور قانون کو سامنے رکھ کر بات کروں، کسی پر personal attack نہ کروں۔

جناب والا! پرسوں شب برات والے دن صبح 5 بجے میں 5 منٹ پر میرے گھر کے gate پر پتھر مارے گئے، اینشیں ماری گئیں اور اس کے بعد ایک گاڑی میرے گھر کے سامنے کھڑی ہو گئی اور مسلسل میرے گھر کے gate پر lights ڈالتی رہی اور اس کے بعد چلی گئی۔ میں نے کل تھانے میں رپورٹ درج کروادی تھی۔ میری کسی کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے، کوئی عناد نہیں ہے۔ ہم لوگ سیدھے سادھے ہیں اور سادگی سے اپنی زندگی گزار رہے ہیں۔ ہم پڑھ لکھے لوگ ہیں اور کسی قسم کے لڑائی جھگڑے میں شامل ہونے والے لوگ نہیں ہیں۔ اگر میرے ساتھ ایسا ہو رہا ہے تو پھر میرا آپ کے توسط سے وزیر قانون صاحب سے سوال ہے کہ پھر وہ عام آدمی کو کیسے سکیورٹی فراہم کر سکیں گے۔ اس سلسلہ میں وہ کیا اقدامات کریں گے کہ میں اپنے گھر میں پر سکون طریقے سے رہ سکوں اور مجھے کوئی خطرہ نہ ہو۔

جناب سپیکر: ایسے واقعہ کا ضرور notice لینا چاہئے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! محترمہ نے جس واقعہ کی نشاندہی کی ہے۔ میں اس کا پتا کروالیتا ہوں۔ اگر ان کی رپورٹ پر مقدمہ درج ہو گیا ہے تو بہتر ہے نہیں تو اس کا باقاعدہ مقدمہ درج کروائیں گے۔ محترمہ تفییض میں cooperate کریں تو جن خطوط پر یہ تفییض چاہیں گی انہی خطوط پر تفییض ہوگی۔ اس کے علاوہ سکیورٹی کے لئے یہ کوئی انتظامات چاہتی ہیں تو اس بارے میں بھی یہ اگر فرمائیں گی تو ہم اس کا بھی انتظام کر دیں گے۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ اجالس کے بعد وزیر قانون صاحب سے رابطہ کر لیں۔

پوائنٹ آف آرڈر تو اعد و خوابط کے مطابق اٹھانے کی ضرورت

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: جناب سپیکر! میں نے آپ کی موجودگی میں ایک پیشہ کی تھی کیونکہ ہمارے بہت سے ممبران پہلی مرتبہ منتخب ہو کر اسمبلی میں آئے ہیں۔ ان کی معلومات میں اضافے کے لئے اور Rules of Procedure کے بارے میں ان کو سمجھانے کے لئے انتظام کیا تھا۔ میں جب سے بیٹھا ہوں تو میں پوائنٹ آف آرڈر سن رہا ہوں۔ براہ مریبانی آپ ہی ممبران کو وضاحت کر دیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کیا ہوتا ہے اور یہ کب اٹھایا جا سکتا ہے۔ اب تک جو بھی پوائنٹ آف آرڈر ہوئے ہیں ان پر ذاتی تقریریں ہی کی گئی ہیں۔ ابھی یہاں بی بی پاکدا من کا ذکر کیا گیا ہے۔ ممبران ایوان میں دو دو گھنٹے دیر سے تشریف لاتے ہیں اور پھر اسمبلی میں جس برس کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے اس میں صرف اپنے ذاتی معاملات کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ جیسے ابھی ہماری فاضل خاتون نے بات کی ہے۔ یہ تحریک التوائے کا پیش کر سکتی ہیں۔ اس پر پوائنٹ آف آرڈر کمال بنتا ہے اور جو بی بی پاکدا من کی بات کی گئی ہے اس پر نہ تحریک التوائے کا رہنما ہے، نہ تحریک استحقاق بنتی ہے اور نہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔ میں یہ درخواست کروں گا کہ ہاؤس کو اینجذبے کے مطابق چلایا جائے اور وقفہ سوالات شروع کیا جائے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant ہے تو آپ کریں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بلاوج پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا اور تقریر کرنا واقعی مناسب نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ راہد بخاری: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ۔ میں ایک اہم معاملہ کی طرف ہاؤس کی توجہ دلانا چاہتی ہوں کہ آج صبح 9 بجے کے قریب چیچپ وطنی ہائی وے پر زائرین کی ایک بس سوون شریف جاری ہی تھی تو وہاں پر ایک سینٹر پٹرونگ آفیسر فاروق صاحب نے بس کو روک لیا بس روکنے کے بعد بجائے یہ بتانے کے کہ بس کو کیوں روکا گیا ہے انھوں نے پوچھا کہ آپ کماں جا رہے ہیں تو بس والوں نے بتایا کہ ہم لعل شہباز قلندر کے عرس پر جا رہے ہیں تو انھوں نے شیعہ سنی کی ایک عجیب و غریب قسم کی مذہبی منافرت پھیلانے کی کوشش کی۔ مجھے فون کیا گیا کیونکہ وہ بس شیخوپورہ سے جا رہی تھی۔ وہاں پر لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہونے کا خطرہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ آپ پرانی پارلیمنٹریں ہیں۔ آپ کے پاس راستے موجود ہیں اور جو راستے تعین کئے گئے ہیں آپ قاعدے کے مطابق ان کو اختیار کریں۔ مجھے بڑی خوشی ہو گی۔

محترمہ عظمیٰ راہد بخاری: جناب والا! میں بھی قاعدے اور قانون جانتی ہوں۔ یہ قاعدے اور قوانین یقیناً بہتری کے لئے بنائے جاتے ہیں لیکن یہ اس لئے نہیں ہوتے کہ آپ ہاؤس میں بالکل کوئی بات ہی نہیں کر سکتے۔ ابھی وقفہ سوالات شروع نہیں ہوا۔ یہ ایک اہم نوعیت کا معاملہ ہے وہاں لاءِ اینڈ آرڈر کی صورتحال گڑھ کتی تھی۔ میری گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی یہاں سے پولیس کو بجٹ بھیجنے ہے، پٹرونگ پولیس کو بھی بجٹ بھیجنے ہے اس لئے ہمیں ان کی کارکردگی پر بات کرنے کا پورا حق ہے اور جو public servants اپنی duty پر ہوتے ہوئے بھی اس طرح کے معاملات create کریں تو اس کا نوٹس لیں۔ ہم پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں اور ہمارا حق ہے کہ ہم اس طرح کے مسائل کے اوپر بات کریں۔ اگر ہم نے پنجاب اسمبلی میں بات نہیں کرنی تو پھر چوک میں بات کرنے سے تو ہم رہے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے چوک کی بات نہیں کی بلکہ میں نے قاعدے اور قانون کی بات کی ہے۔ میرے خیال میں اگر ہم اس کے مطابق چلیں تو بہتر ہو گا۔ آپ کی بات سن لی گئی ہے۔ وزیر صاحب اس پر نوٹس لیں گے۔

جناب آصف منظور موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مولہ صاحب!

جناب آصف منظور موال: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے محترم بزرگ کو سہ صاحب کی بات کی تائید کرتے ہوئے اس ایوان سے بات کر رہا ہوں کہ ہماری بہن نے جو بات کی ہے اس کا پوانت آف آرڈر نہیں بنتا بلکہ تحریک التوائے کا رفتہ ہے۔ وہ اس پر تحریک التوائے کار لے آئیں تو انشاء اللہ پورا ہاؤس ان کے ساتھ ہو گا۔

جناب سپیکر: ان کو پہنا ہے۔ میرے خیال میں ہم اس کے مطابق چلیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شیعہ، سنی فساد ہو جائے گا۔ سڑکیں بند ہو جائیں گی۔ جلاوجھر اور پھر تحریک التوائے کا آتی رہے گی۔

جناب سپیکر: آپ کی بات یقیناً سنی گئی ہے۔ اس کا نوٹ لے لیں گے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری عبدالغفور!

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جب میں یہاں پر آیا تو بات ہو رہی تھی کہ ڈاکٹر قدری خان کو پاکستان کا صدر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: جب کوئی قرارداد لائے گا تو پھر اس کو دیکھ لیں گے۔ اب اس بات کو جھوڑیں۔ میرے خیال میں اس وقت یہ مناسب نہیں ہے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری عبدالغفور): جناب سپیکر! جن لوگوں نے ڈاکٹر قدری خان کو قید کیا ان کو یہ بات کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے قید نہیں رکھا۔ جس نے رکھا ہو گا اس سے پوچھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ساجدہ میر صاحب!

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گی کہ کل 11 بجے یہاں سے حاضری رجسٹر اٹھایا جائے کیونکہ 10 بجے اجلاس کا وقت ہوتا ہے اور لوگ سڑھے 11 بجے آتے ہیں۔

میں سمجھتی ہوں کہ جو لوگ وقت پر نہیں آتے ان کو سزا ملنی چاہیے تو 11 بجے کے بعد جو بھی آئے اس کی حاضری نہ لگے تو بہتر ہو گا۔ اس طرح ممبران وقت پر آئیں گے۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! اجلاس کی timing change کر دی جائے۔ ہمارے معززار کان نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ ہم دور دراز کے علاقوں سے آتے ہیں اور ہمارے لاہور میں کام بھی ہوتے ہیں اس لئے اجلاس کا وقت تبدیل کیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، چنیوٹی صاحب!

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں ملکی وقار کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں کل بساونگر میں تھا، وہاں کے ایک اخبار "راہ تلاش" میں خبر آئی ہے کہ پہین میں ہمارا جو سفارت خانہ ہے وہاں 14۔ اگست کے حوالے سے جو تقریب ہوئی ہے اس میں نہ کوئی تلاوت، نہ کوئی نعمت، نہ نظم کوئی چیز نہیں تھی اور نہ کوئی تقریر ہوئی ہے صرف اور صرف ڈانس کا show پیش کیا گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے پورے ملک کا وقار مجرور ہوا ہے۔

جناب سپیکر: چنیوٹی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ relevant نہیں ہے۔

راجہ شوکت عزیر بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیر بھٹی: بہت مر بانی۔ جناب سپیکر! کل کا جو اجلاس آج تک متوجی ہوا تھا اس میں ایک اہم نکتے پر دوست اپنے خیالات کا اظہار کر رہے تھے۔ آپ مر بانی فرما کر وزیر قانون صاحب سے مشورہ کر کے ہمیں وہاں سے ہی بات کرنے کی اجازت دیں۔ یہ پاکستان کی 62 سالہ تاریخ میں ایک ایسا issue ہے اور سیاسی لیدر شپ کی جانب سے ایک ایسا کارنامہ رونما ہوا ہے کہ جس پر ہمارے دوست اور میری بھنسیں اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاء اللہ خان): جناب سپیکر! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے اور انہی کا ہی بزنس ہے تو اس بزنس کے بعد سب دوست جو کل بات کرنا چاہتے تھے انہیں اجازت دیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو واقعہ رونما ہوا ہے اس پر ہمیں آج کے بزنس کو suspend کر کے بحث کرنی چاہئے۔ کل جو حالات پیدا ہوئے ہیں ساری دنیا اس پر discuss کر رہی ہے تو پنجاب اسمبلی کے ممبر ان کو بھی اپنا اظہار رائے کرنے کا موقع ملنا چاہئے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! آج لوگوں کے بل اور قراردادوں ہیں اور کافی سارا بزنس اپوزیشن کے اراکین کا ہے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ آج کے بزنس کو suspend کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر بزنس شروع کر دیا جائے تو جتنی دیر میں ہم پونہنٹ آف آرڈر کر رہے ہیں اتنی دیر میں تو ہم آدھا بزنس ختم کر لیتے اور اس کے بعد جو دوست بات کرنا چاہتے ہیں انہیں موقع مل جاتا۔

چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈو وکیٹ): جناب سپیکر! یہاں پر پرویز مشرف کے لئے فتح خوانی بھی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: ایسی بات نہ کریں۔ آپ سمجھدار آدمی ہیں آپ کو ایسی بات نہیں کرنی چاہئے۔

ڈاکٹر محمد اختر ملک: جناب سپیکر! پرسوں ایک انتہائی اہمیت کے حامل مسئلے پر بڑی مشکل سے اسمبلی سے دو گھنٹے کا ٹائم لیا گیا تھا کیونکہ پورے پنجاب میں کھاد نہیں مل رہی۔

سوالات (محکمہ مقامی حکومت و سماجی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، وہ ٹائم آئے گا۔ اب ہمیں ایجاد کے مطابق چلنا چاہئے۔ وغیرہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ اب لوکل گورنمنٹ کیوں نئی ڈولیپنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سوال نمبر 4 میاں نصیر احمد کا ہے۔ تشریف فرمائیں ہیں۔

رانا محمد افضل خان: On his behalf سوال نمبر 4۔

لاہور کی اہم شاہراہوں پر ٹریفک کا دباؤ اور متعلقہ دیگر تفصیل

*4۔ میاں نصیر احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شہ بیان فرمائیں گے کہ:-

- (الف) کیا لاہور کی اہم شاہراہیں موجودہ ٹریفک کے دباؤ اور وہیکلز کے مطابق صحیح ہیں؟
- (ب) لاہور کی ان شاہراہوں کے نام بتائیں جن پر ٹریفک کا دباؤ انتہائی زیادہ ہے، نیز کیا ان شاہراہوں کی توسعے کا منصوبہ زیر غور ہے؟
- (ج) کیا محکمہ مقامی حکومت وکیوں نئی ڈیلپینٹ کا مکملہ داخلہ کے ساتھ ٹریفک کے اضافے اور سڑکوں کی چوڑائی و گنجائش کے معاملے میں کوئی کوآرڈینیشن ہے یا نہیں؟
- (د) مندرجہ بالا سوالات کی روشنی میں حکومت اس معاملے میں کیا اقدامات اخباری ہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

- (الف) (1) مال روڈ (2) فیروز پور روڈ (3) کینال روڈ (4) جین مندرجہ قرطبه چوک
 (5) قرطبه تاجین مندرجہ (6) چھسی چوک تادا تادر بار (7) چوبرجی تاٹھو کرنیاز بیگ
 (8) ریلوے سٹیشن تامستی گھٹائی (9) فیروز پور روڈ تاپنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی
 یہ لاہور کی اہم شاہراہیں ہیں جو کہ موجودہ ٹریفک کے دباؤ اور وہیکلز کے مطابق صحیح نہ ہیں
 کیونکہ ان سڑکوں پر ٹریفک کا دباؤ زیادہ ہے اور سڑکوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے اکثر روڈ بلاک ہو جاتے ہیں۔

- (ب) لاہور کی تمام بڑی شاہراہوں پر خصوصی طور پر پرش کے وقت میں دباؤ زیادہ ہوتا ہے، ان بڑی شاہراہوں کے نام جو محکمہ ورکس اینڈ سروسز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے متعلقہ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں جن کی مرحلہ وار بحالی (ری سیبلینیشن) کا پروگرام ہے۔

- | | |
|----|--|
| 1. | علامہ اقبال روڈ |
| 2. | کینال بینک روڈ |
| 3. | ملتان روڈ (چوبرجی تاٹھو کرنیاز بیگ) |
| 4. | علامہ اقبال روڈ کی توسعے (گڑھی شاہروتاڈھر مبوروہ پل) |
| 5. | سرکار روڈ کا منصوبہ۔ |
- (ج) محکمہ ورکس اینڈ سروسز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کا دیگر محکموں کے ساتھ ٹریفک کے اضافے اور سڑکوں کی چوڑائی و گنجائش کے معاملے میں کوآرڈینیشن رہتی ہے۔
- (د) سڑکوں کی مرمت، بحالی اور تعمیر کا کام ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! یہ بڑا ہم سوال ہے جو بڑھتی ہوئی ٹرینک کا پریشان شرکے اندر ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں کی نقل و حرکت میں اتنی تاخیر پیدا کرتا ہے جو working hours کے قومی نقصان کا باعث ہے۔ اس کے لئے بڑے عرصے سے منصوبہ بندی ہوتی رہی۔ میراوزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ rail light transit system کے light rail کے لئے جو منصوبہ بندی کی گئی ہے وہ کس مرحلے میں ہے اور کیا rail light transit system کا elevated transportation system جو light rail کے level پر ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس سلسلے میں ہمارے معزز ممبر کا fresh question بتاتا ہے اس کے اوپر میں چاہوں گا کہ آپ مجھے وقت دیجئے تاکہ ان کو مکمل details فراہم کر دی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ نے ان کی بات سن لی ہے؟

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: آپ کو اس حوالے سے fresh question دینا پڑے گا پھر وہ اس کا جواب دیں گے۔ رانا محمد افضل خان: میرا ضمنی سوال بالکل relevant ہے۔ اب سڑکیں تو چوڑی ہونیں سکتیں، بلڈنگیں ہم گرانہیں سکتے لہذا اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہمیں نیا transportation system introduce کرنا ہے تو اس کے لئے planning ایک ضروری عمل ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ماشاء اللہ پرانے پارلیمنٹریں ہیں، آپ کو خود یہ سوال کرتے ہوئے سوچنا چاہئے تھا۔ اس کا جواب واقعی وہ نہیں دے پائیں گے تاوقتیکہ آپ fresh question کو نہ دیں۔

چودھری عامر سلطان چیئرمین: ضمنی سوال۔

محترمہ فوزیہ بہرام: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: محترمہ! ادھر سے پہلے ضمنی سوال آرہا ہے ان کے بعد پھر آپ کی باری آئے گی۔

چودھری عامر سلطان چیمہ: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ یہ لاہور کی اہم شاہراہیں ہیں جو موجودہ ٹریک کے دباؤ اور ویکلز کے مطابق صحیح نہ ہیں تو حکومت ٹریک کے دباؤ کو کم کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے اور ان سڑکوں کو کشیدہ کرنے کے لئے حکومت کے پاس کوئی plan ہے تو واضح کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! معزز محترم ممبر کی بات پر میں صرف یہ کہوں گا کہ جتنی بھی سڑکوں کی نشاندہی کی گئی ہے ان سڑکوں سے آپ خود واقف ہیں۔ لاہور شہر کو جتنی بھی external routes connect کرتے ہیں عموماً ان کی ٹریک لاہور کے ایک سائیڈ سے دوسری سائیڈ پر جانی ہوتی ہے اور انہی شاہراہوں سے ہو کر گزرتی ہے جس کے حوالے سے گزارش ہے کہ رنگ روڈ کا منصوبہ بھی انشاء اللہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا جس کی وجہ سے ان شاہراہوں پر دباؤ کچھ کم ہو جائے گا۔ جہاں تک انہوں نے جزل ٹرانسپورٹ یا ان کی توسعے کے حوالے سے بات کی ہے تو اس پر حکومت منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ انشاء اللہ یہ سارے منصوبے بہت جلد عموم کے سامنے آجائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ!

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ لاہور کی سڑکیں جو چوڑی اور بہتر ہو رہی ہیں یہ بہت اچھا قدم ہے لیکن اس میں ایک بات کا وزیر موصوف کو اپنے ٹھکے کے حوالے سے خیال رکھنا چاہئے کہ جیسے شاہ جمال کی سڑکیں چوڑی اور اونچی ہوئی ہیں لیکن ان کی side link roads کو نہیں دیکھا گیا۔ اب جو بارشیں ہوئی ہیں تو تمام پانی سائیڈ والی سڑکوں پر جا کر ہم لوگوں کے گھروں میں چلا گیا۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ جب اس کی منصوبہ بندی کریں تو اپنے ٹھکے کو ہدایت کریں کہ محلے میں جو سڑکیں جا رہی ہیں ان کو بھی اس کے equivalent پر لے کر آئیں۔ شکریہ

جناب ذوالفقار علی: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر ہیں؟

جناب ذوالفقار علی: جی۔ میری گزارش یہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگر آپ کا ضمنی سوال ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تشریف رکھیں۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، پوچھیں؟

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری گزارش یہی ہے کہ آنے والے پچاس سالوں کے مطابق ٹریفک کا جو روش ہونا ہے اس کے مطابق سڑکیں چوڑی کی جائیں اور بارش کے پانی کی نکاسی کا بھی بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا fresh question بتاتے ہیں۔
محترمہ آمنہ الفت: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! heavy traffic کے حوالے سے کینال روڈ کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ نہر کے کنارے کیا کوئی ایسا منصوبہ زیر غور ہے کہ اس کو three lane stuck میں کیا جائے کیونکہ یہاں پر بڑے بڑے طریقے سے ٹریفک ہو جاتی ہے، اگر گورنمنٹ کا ایسا کوئی منصوبہ زیر غور ہے تو کیا اس صورت میں اردو گرد کے درختوں کو باحفاظت دوسری جگہ منتقل کرنے کا بھی کوئی منصوبہ ان کے زیر غور ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! چونکہ انہوں نے fresh question کیا ہے اس حوالے سے انہیں جو required details ہیں، اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو میں انشاء اللہ اگلے سیشن میں ان کو مکمل تفصیل فراہم کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری شفیق صاحب! آپ بڑے پرانے پارلیمنٹریں ہیں۔ جب اسمبلی کے کوئی معزز رکن تقریر فرماتے ہوں تو ان کے سامنے سے گزرنا مناسب نہیں۔ آئندہ سے تمام بھائی اس بات کا خیال کریں۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ پہلے بھی اس پر چار یا پانچ سوال ہو گئے ہیں۔ جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ پچھلی حکومت بت کتی رہی کہ ہم نے بڑی ڈولیمینٹ کی ہے اس کے باوجود یہ سڑکیں پریشر برداشت نہیں کر سکتیں۔ میں پوچھتی ہوں کہ کیا کوئی خاص فنڈ اس کے لئے مختص کئے جائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس پر منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اور انشاء اللہ اس حوالے سے فذر مختص کئے جائیں گے۔
جناب سپیکر: اگلا سوال بھی میاں نصیر احمد کا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: On his behalf سوال نمبر 10۔

نوال کوٹ ملتان روڈ لاہور پر ٹریفک جام اور تجاوزات کا مسئلہ

10: میاں نصیر احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ طیب کالونی (مہاجر آباد) نوال کوٹ ملتان روڈ لاہور ایک گنجان آبادی ہے اور اس کی سڑکوں پر عموماً ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس علاقے میں بالخصوص مین چوک، زاہد سٹریٹ، لیاقت چوک نزد مدنیہ مسجد، شیخ عزیز سٹریٹ، مدنیہ سٹریٹ میں دکاندار اور ہوٹل والے تجاوزات آگے بڑھاتے چلے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک اور عوام الناس کا گزرنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک عرصہ سے حکومت نے وہاں پر قائم تجاوزات کے خاتمے کے لئے کوئی آپریشن نہیں کیا جس کی وجہ سے وہاں کی سڑکیں روز بروز تنگ ہوتی جا رہی ہیں؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تجاوزات ختم کر کے عوام کو سولت پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک، نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں، ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سمن آباد ٹاؤن لاہور سے موصولہ روپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست ہے کہ (مہاجر آباد) نوال کوٹ ملتان روڈ ایک گنجان آبادی ہے مہاجر آباد میں سڑکیں نہ ہیں بلکہ تنگ گلیاں ہیں وہاں گاڑیاں نہ داخل ہو سکتی ہیں اس لئے ٹریفک بلاک کا مسئلہ نہ ہے۔

(ب) اس علاقہ میں تجاوزات کے خلاف مورخہ 05-09-2008 کو آپریشن ملین اپ کیا گیا ہے اور جرمانہ نکٹ (Under section 8/2A PLGO 2001) جاری کئے گئے ہیں۔ Eighth Schedule

(ج) T.M.A سمن آباد ناؤں نے تجاوزات کے خاتمے کے لئے آپریشن کیا ہے جہاں تک تنگ گلیوں کا مسئلہ ہے یہ کچی آبادی ہے اور L.D.A کے کنٹرول میں آتی ہے اس لئے L.D.A ہی تنگ گلیوں کے بارے میں بہتر حکمت عملی اپنائے گتھے ہے۔

(د) گلیوں کو سیدھا اور کشادہ کرنے کے لئے معاملہ L.D.A حکام کو بھیج دیا گیا ہے۔
جناب سپیکر: جی، کوئی ضمینی سوال؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! انہوں نے ملتان روڈ کی آبادی کے حوالے سے سوالات کئے ہیں۔ اس کا جواب بھی تحریر ہے جو یہ ہے کہ مہاجر آباد ناؤں کوٹ ایک گنجان آبادی ہے اور یہ کار و باری علاقہ ہے۔ لوگوں نے وہاں پر تھڑے بنارکے ہیں جس کی وجہ سے اگر کوئی پک آپ آمنے سامنے آ جاتی ہے تو اس صورت میں کسی بندے کا بھی وہاں سے گزرنانا ممکن ہو جاتا ہے اور بڑی سخت دشواری ہوتی ہے، اردو گرد پونکہ تھڑے بڑھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: جواب انہوں نے دیا ہے، اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو اس کا کوئی ضمینی سوال پوچھنا ہے تو وہ پوچھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ ادارے نے اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا منصوبہ بنایا ہے کہ وہاں پر جو اس طرح کی مشکلات پیدا ہو رہی ہیں کہ لوگوں نے تھڑے آگے بڑھائے ہوئے ہیں اور وہاں پر گلیوں میں تصور بنے ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے بڑی خواری ہے کیا ان تھڑوں اور تصوروں کو ہٹانے کے حوالے سے بھی کوئی سیکیم زیر غور ہے؟ ان سے تیسرا سوال یہ ہے کہ یہ جو سوال انہوں نے جمع کر دیا تھا یہ 24/4/2008 کو کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہاں پر آپریشن شروع ہوا ہے کیا اس سوال کو raise کرنے کی وجہ سے وہاں پر آپریشن شروع ہوا اور کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں ان کو اس چیز کی نشاندہی کروانا چاہتا ہوں کہ ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن 5/9/2008 کو شروع کیا گیا

تحاوار یہ سوال کے بعد شروع نہیں ہوا بلکہ پہلے شروع کیا تھا۔ اگر محترمہ اس کے آخری جز پر توجہ دیں تو اس میں بڑے واضح طور پر جواب دیا ہو ہے کہ یہ آبادی ایل ڈی اے کے purview میں آتی ہے، لوکل گورنمنٹ کے purview میں نہیں آتی۔ اس حوالے سے جتنے بھی معاملات ہیں وہ ایل ڈی اے کو مناسب کارروائی کے لئے بھیج دیئے جائیں گے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! سوال 24/4/2008 یعنی اپریل میں move ہوا اور آپریشن 5/9 یعنی مئی میں ہوا ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ سوال کرنے کے بعد مجھے پر کوئی اثر ہوتا ہے، اور کئی چیزیں نوٹس میں آتی ہیں اور ان پر کارروائی ہوتی ہے۔ مقصد یہ جاننا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ان کے سوال سے پہلے آپریشن شروع ہو چکا تھا لیکن ان کی نشاندہی کے بعد باقاعدہ طور پر اس پر کارروائی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، شکریہ۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: حتمی سوال۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! جز (ب) میں انہوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ operation کیا گیا تھا تو کیا وزیر موصوف اس چیز کے لئے تیار ہیں جو ایک کمیٹی تشکیل دیں جو اس کو دیکھے کہ یہ کس حد تک کامیاب ہوا ہے اور اس operation clean up کے حوالے سے اس چیز کو ensure کریں کہ نہ صرف تجاوزات ہٹائی گئی ہیں بلکہ re-encroachment ہو گئی نہ ہو کیونکہ یہ بڑا ضروری ہے۔ کیا اس طرح کی کوئی کمیٹی قائم کرنے کا رادہ ہے؟

جناب سپیکر: اگر آپ اس سے مطمئن ہیں تو پھر تو ٹھیک ہے اگر آپ اس سے مطمئن نہیں ہیں تو ان کو بتا دیں کہ ہم اس سے مطمئن نہیں ہیں تو وہ آپ کو جواب دیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: میرے کہنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اگر انہوں نے disown ہی کر دیا ہے کہ ہمارا تو اس سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ dissatisfaction ہی یہی ہے کہ ایک آپریشن نہ ہمارے کہنے سے شروع ہوا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر بھیج دیا کہ operation clean up ہو گیا۔ کیا وزیر موصوف اس اسمبلی میں experts کی ایک کمیٹی تشکیل دینے کو تیار ہیں کہ وہ

اس up operation clean کی کامیابی یا ناکامی یا کوئی اس میں رکاوٹیں ہیں تو اس کو چیک کرے۔

جناب سپیکر: آپ نشاندہی کر دیں کہ وہاں ٹھیک کام نہیں ہوا۔ شاید وہ اس کا نوٹس لے لیں۔ کیمیاں کیوں ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس حوالے سے معترض کی بات بالکل جائز ہے لیکن مکمل اس پر پوری cognizance کر رہا ہے اور اگر کسی وقت محسوس ہوا کہ اس میں دیگر experties کی ضرورت ہے یا اس میں منتخب نمائندوں کی شمولیت بھی ضروری ہے تو ان شاء اللہ ہم ضرور غور کریں گے۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد افضل خان صاحب!

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ ایل ڈی اے کے کنٹرول میں یہ علاقہ آتا ہے اس لئے ایل ڈی اے ہی تنگ گلیوں کے بارے میں بہتر حکمت عملی اپنا سکتا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایل ڈی اے یا جتنی بھی ڈویلپمنٹ اخصار یزیں یہ وزارت لوکل گورنمنٹ کے تحت آتے ہیں۔ ان کی جو پالیسیاں ہیں اگر انہوں نے سوالات کے جواب دینے ہیں تو پھر انہی سے جواب آنے چاہیں یا پھر ان کے نمائندے ہم آئیں اور وہ بھی اپنا جواب دیں یا پھر وزارت proper کے ذریعے specific جواب آنا چاہئے۔ یہ کوئی جواب نہیں ہے اور وہ جو ادارے ہیں جو کام نہیں کر رہے اور ان کے اوپر جو عموم کے گلیوں، محلوں میں، ہر جگہ یہ مسائل ہیں تو ان اداروں پر وزارت لوکل گورنمنٹ کا کتنا کنٹرول ہے اور ان کے جواب کیسے آنے چاہیں۔ یہ درست جواب نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ایل ڈی اے وزارت لوکل گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وہ یہی پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ کس کے ماتحت ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اس کی وزیر اعلیٰ پنجاب کے ذمے ہوتی ہے۔ اس کا بہتر جواب انہی کی طرف سے آ سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ ہاؤسنگ سے متعلق ہے؟۔۔۔ ہاؤسنگ کا محکمہ کن کے پاس ہے؟ وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! جو devolution plan تھا، دیکھیں اب یہ رہتا ہے یا نہیں۔ ویسے موجودہ حکومت کی جو پالیسی ہے وہ یہ ہے کہ جو بھی لوگ گورنمنٹ آرڈیننس ہے اسے اس معزز ایوان کے سامنے رکھا جائے گا۔ اس کے اوپر بحث ہو گی، منتخب نمائندے اس کو دیکھیں گے اور اس کے بعد وہ جو بھی amendments چاہیں گے اس کے مطابق یہ نظام آگے چلے گا لیکن اب سرداشت جو معاملہ ہے وہ اس طرح سے ہے کہ یہ جو ضلعی نظام ہے یہ اپنے اندر کچھ معاملات میں اختیار ہے۔ جیسے یہ ایل ڈی اے کا معاملہ ہے۔ جز (د) کے مطابق ہے کہ گلیوں کو سیدھا اور کشادہ کرنے کے لئے معاملہ ایل ڈی اے حکام کو بھیج دیا گیا ہے اب اس علاقے میں جہاں تجاوزات کا معاملہ ہے اس علاقے میں آخر کوئی ناظم بھی تو منتخب ہوا ہے، کوئی نائب ناظم بھی منتخب ہوا ہے۔ وہاں پر 13/14 کو نسلر بھی منتخب ہوئے ہیں۔ یہ معاملات ان کے کرنے کے ہیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! میر اسوال یہی تھا کہ کچھ محکموں کے مادرپر آزاد حالات ہیں، ان پر حکومت کا کنٹرول نہیں ہے اور میں وزیر قانون سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ کنٹرول کی بہتری کے لئے نظام کی درستگی کی ضرورت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، سید حسن مرتضی صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

سید حسن مرتضی: جناب سپیکر! سوال نمبر 36 ہے۔

چنیوٹ شری میں نکاسی آب کے منصوبوں سے متعلق تفصیل

*36: سید حسن مرتضی: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یہ میں جنوری 2004 سے تا حال چنیوٹ شری میں سیور تج کی میں کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے، ان کے نام اور تغیینہ لائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ٹی ایم اے چنیوٹ سے موصول رپورٹ کے مطابق:-

کیم جنوری 2004 سے تا حال تخصیل چنیوٹ شر میں سیورٹج کی مد میں منصوبوں کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| تخصیص لائگ | سیورٹج کے منصوبے جات کی تفصیل | نمبر شار | سال |
|-----------------|---|----------|---------|
| 45.00 لاکھ روپے | ایکٹیشن سیورٹج سیکم دوڑخانہ ٹی ایم اے چوک تاریلو سبیل غفور آباد چنیوٹ | -1 | 2004-05 |
| 10.00 لاکھ روپے | سیورٹج سیکم، بمارکالوںی چنیوٹ | -2 | |
| 7.10 لاکھ روپے | تعیر ریلوے کرائیک و سیورٹج محلہ رائے چند چنیوٹ | -3 | |
| 5.00 لاکھ روپے | میاکرنے و بچانے سیورلائن از کونٹی بی ہسپتال تکینے میں مندرجہ چنیوٹ | -1 | 2005-06 |
| 15.00 لاکھ روپے | تعیر سیورٹج محلہ غفور آباد چنیوٹ | -2 | |
| 5.00 لاکھ روپے | تعیر بھائی سیورٹج بمارکالوںی و سیلیاںٹٹ ناؤں چنیوٹ | -3 | |
| 24.31 لاکھ روپے | بچانے سیورلائن از رو جو ع پچوک جھنگ روڈ تاسیم نہر جو ع روڈ چنیوٹ | -4 | |
| 6.53 لاکھ روپے | میاکرنے و بچانے سیورلائن از گلی حاجی تاکرم کریانہ سٹور صدر پچوگی روڈ محمد رشید یہ چنیوٹ | -5 | |
| 4.00 لاکھ روپے | بچانے سیورلائن از رو جو ع پچوک تاسیم نہر بھائیا حصہ فیرا | -1 | 2006-07 |
| 45.00 لاکھ روپے | سیورٹج سیکم چنیوٹ | -2 | |
| 14.00 لاکھ روپے | ریلوے کرائیک سیورٹج نزد محلہ اقبال آباد | -3 | |
| 3.00 لاکھ روپے | تعیر سیورٹج گلی فتح العلوم | -4 | |
| 5.00 لاکھ روپے | تعیر سیورٹج سیلیاںٹٹ ناؤں و بمارکالوںی | -5 | |
| 2.25 لاکھ روپے | تعیر سیورٹج از جنگ روڈ، گھر صداقت حبیں شاہ کلر سید والا | -6 | |
| 24.32 لاکھ روپے | بچانے جانے سیورلائن از محلہ نور والاتاؤ پیوول ور کس نیماںوالہ چنیوٹ | -7 | |
| 5.00 لاکھ روپے | بچانے جانے سیورلائن از گر لنکا ج مدد روڈ بشوں رائے نگ میں ہول | -1 | 2007-08 |
| 3.50 لاکھ روپے | بچانے سیورلائن سلارہ روڈ تاطرف محلہ لیٹاب | -2 | |
| 1.00 لاکھ روپے | بچانے سیورلائن ملٹھ گلی شفاغانہ جیوانات | -3 | |

جناب سپیکر: جو جواب آیا ہے اس سے آپ مطمئن ہیں؟

سید حسن مرتضی: جی، نہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید حسن مرتضی: جی، جناب!

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

سید حسن مرتفعی: جناب سپیکر! جواب میں ہے کہ 07-06-2006 ایک سیورٹیج سکیم چنیوٹ کے نام پر 45 لاکھ روپے رکھے ہیں۔ میں نے ان سے تفصیل مانگی تھی۔ اسی طرح جتنی بھی سکیمیں دی گئی ہیں، میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ بتا دیں کہ ان میں کتنی مکمل ہو چکی ہیں، کتنی نامکمل ہیں اور جو یہ 45 لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے یہ کون سی سکیم ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل ساتھی کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو تفصیل ہم سے مانگی تھی وہ میا کر دی گئی ہے۔ اب یہ تازہ تفصیل مانگ رہے ہیں۔ اگر آپ مجھے ملت دیں گے تو میں وہ آپ کی وساطت سے میا کر دوں گا۔

سید حسن مرتفعی: جناب سپیکر! میں نے تفصیل تومانگی ہے۔ اب اگر نئی مانگوں توجہ ماہ کے بعد جواب آئے گا۔ میں نے جو تفصیل مانگی تھی وہ تفصیل تو دیں نا۔ مجھے یہ بتائیں کہ 06-07 کی جو یہ سکیم ہے یہ کون سی سکیم ہے؟ نہ اس پر کوئی لکھا ہے کہ یہ کماں سے شروع ہوتی ہے، کماں ختم ہوتی ہے؟ 45 لاکھ روپیہ ہے، آپ ان بارشوں میں ہمارے شر کا حال دیکھیں وہاں سے آج تک بھی بندہ گزر نہیں سکتا۔ اتنے خراب حالات ہیں اور اب نئی detail میں اور کیا مانگوں؟ تفصیل ہی تو میں نے مانگی تھی اور وہ نہیں بتا رہے۔ جناب سپیکر! یہ fresh question بنے گا۔

جناب سپیکر: جی، منظر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! devolution plan کے نتائج کا نتیجہ ہے کہ آج ہم اپنے اپنے حلقوں میں ایسے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں لیکن جیسے میں نے پہلے اپنے فاضل ساتھی کو عرض کیا کہ انہوں نے جو سوال لے گئے کو بھیجا تھا اس کا جواب ہم نے دے دیا ہے اور اب یہ جو نئی بات کر رہے ہیں تو اس کے مطابق تفصیلات انہیں فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ ہمیں یہ بتایا جائے کہ سکیم کماں سے کماں تک شروع کی گئی؟ بار بار وہ یہ بات دھرا رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! انہوں نے تفصیلات مانگی نہیں تھیں۔

سید حسن مرتفع: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ کیا devolution plan میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہاں پر سوال کا جواب کوئی ٹکر کر دے گا؟ جواب تو وزیر صاحب نے ہی دینا ہے تو میں نے ایک تفصیل مانگی ہے اور میرا ضمنی سوال ہے کہ ”یہ سیورچ سکیم چنیوٹ کماں سے شروع ہوتی ہے اور کماں پر ختم ہوتی ہے؟ کس محلے کی ہے؟ کس گلی کی ہے؟ کس شخص نے یہ identify کی ہے؟“ مجھے کچھ تو بتا دیں نا؟

جناب سپیکر: انہوں نے آپ کو سارا شریف identify کر دیا ہے۔
سید حسن مرتفع: جی۔

جناب سپیکر: انہوں نے سارا شریف آپ کو identify کر کے لکھ دیا ہے کہ سیورچ سکیم چنیوٹ 45 لاکھ۔ سید حسن مرتفع: جناب سپیکر! یہ جواب غلط ہے اور اس غلط جواب پر میری تحریک استحقاق بنتی ہے۔ وزیر موصوف اگر کہتے ہیں کہ ملکہ نے غلط جواب دیا ہے تو میں اس حوالے سے تحریک استحقاق لاتا ہوں۔ میرا سابقہ سوال بھی آپ کو یاد ہو گا کہ اس کا جواب درست نہیں تھا اور وزیر موصوف نے بھی کما تھا اور میرے پاس آج بھی فوٹو کا پی پڑی ہے۔ اس سوال کا جواب بالکل غلط دیا گیا ہے۔ آج پھر غلط دیا گیا ہے تو میری تحریک استحقاق بنتی ہے اور میں وہ آج move کروں گا۔ (نعرہ ہائے گھسیں)

جناب سپیکر: آپ کے استحقاق کو کوئی روک نہیں سکتا۔ آپ کا جواب استحقاق ہے اور جو آپ کا حق ہے اسے کوئی deprive نہیں کر سکتا اور یہ آپ کی اپنی صوابدید ہے یا پھر آپ منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں تو میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا۔

سید حسن مرتفع: جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں اور آپ ہی اس کا نوٹس لیں کہ غلط جواب دے رہے ہیں اور پچھلی گورنمنٹ نے جتنا گند اکٹھا کیا ہوا ہے وہ سارے مجھے ہماری حکومت کو بدنام کرنے کے لئے یہ ساری حرکتیں کر رہے ہیں اور اگر ان محکموں کے خلاف تحریک استحقاق آئے اور انہیں پتا چلے کہ اب وہ حالات نہیں رہے اور اب اسمبلی میں ہر ملکہ جوابدہ ہے اور اگر غلط کریں گے تو ان کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ان کو بتانا چاہتا ہوں اور پھر سے میں دھراں گا اس چیز کو جو تفصیل انہوں نے ہم سے مانگ

تحقیقی و تفصیل ہم نے انہیں فراہم کی ہے اور جو fresh detail یہ مانگ رہے ہیں تو مجھے تھوڑی سی ملت دے دیں میں اسی question hour کے دوران وہ details provide کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب سپیکر: جملیں، ٹھیک ہے۔ آپ انہیں مطمئن کریں، نہیں تو پھر یہ اپنا استحقاق رکھتے ہیں۔
(اس مرحلہ پر آفیسرز سے ایک چٹ وزیر موصوف کے پاس آئی)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہماری حکومت بھی بوئیوں پر ہی چلنی ہے کہ باہر سے کوئی بوئی آئے تو یہ حکومت چلے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ جانتا چاہتی ہوں کہ rules میں کیا یہ درج ہے کہ مکملہ کی طرف سے جو بھی جواب آئے گا، وہ clear ہونا چاہئے، اس کو پورا explain ہونا چاہئے۔ یہ بالآخر categorical سوال تھا اور میں سمجھتی ہوں کہ مکملہ نے واقعی جواب غلط دیا ہے جو کہ پورے ایوان کی توجیہ ہے کہ مکملہ سے جو سوال پوچھا گیا تو اس میں ضمنی سوال کی ضرورت ہی نہیں اور نہ ہی اس میں ضمنی سوال بتتا ہے کیونکہ جو سکھیں اس میں دی گئی ہیں وہ بھی clear نہیں دی گئیں کہ ان سکھیوں کا مطلب کیا ہے؟ میں اس سلسلے میں آپ کی ruling چاہوں گی کہ مکملہ کی طرف سے ہاؤس میں جواب کیا آنا چاہئے؟

جناب سپیکر: جواب مکمل آنا چاہئے اور منسٹر صاحب کو بھی ہاؤس کو مطمئن کرنا چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ محترم معزز ممبران جو یہ بات فرماتے ہیں وہ صرف question پڑھ لیں اور وہ یہ ہے کہ یکم جنوری 2004 سے تا حال چینویٹ شر میں سیورتی کی مدد میں کتنی رقم کن کن منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے، ان کے نام اور تنخیلہ لگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟ اب اس میں اگر یہ پوچھ لیتے کہ ان کی execution کی کیا ہے؟ کون سی سکیم شروع ہو گئی ہے؟ کون سی سکیم کتنے نیصد کمل ہو گئی ہے تو پھر یہ condition

ساری تفصیل آجائی۔ اس میں صرف نام اور تینمیں لگت پوچھا گیا ہے اور اس کے مطابق جواب بالکل مکمل ہے۔

سید حسن مرتفعی: جناب سپیکر! میں بھی نام کی ہی گزارش کر رہا ہوں کہ ان کا نام توبادیں۔ میں نے کوئی اور نہیں پوچھا؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! نام تو انہوں نے لکھ دیا ہے کہ سیورٹی سکیم چنیوٹ۔ انہوں نے مکمل طور پر لکھا ہے اور آپ اس سے مطمئن نہیں ہو رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں 45 لاکھ روپے لکھا تو ہوا ہے کہ سیورٹی سکیم چنیوٹ۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں واقعی کوئی کمی ہے تو منہض صاحب نے ابھی کہا ہے کہ question کے دوران ہی اس سکیم کا خاص طور پر چنیوٹ کی سکیم کے بارے میں بات کر رہے ہیں تو اس کا جواب آپ کو مل جائے گا تو میرا خیال ہے کہ اتنی مدت دینی چاہئے اور ابھی information آجاتے گی تو اتنی دیر تک آپ اس کو pending کر کے الگ سوال پر چلے جائیں۔ اسے تھوڑی دیر کے لئے pending کر کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، اس کو pending کر دیا گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی ہے کہ جب سوالات کے جوابات ہاؤس میں آتے ہیں تو جواب پڑھ کر ہی ہم کوئی ضمنی سوال کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ وزیر موصوف کافی قابل ہیں۔ 45 لاکھ روپے کی کبھی سیورٹی سکیم چنیوٹ کے نام سے نہیں ہو سکتی اور میں اس کو چلچرنا چاہتی ہوں۔ کسی بھی سکیم کا نام کبھی سیورٹی سکیم چنیوٹ کے نام سے نہیں ہو سکتا۔ اس کا کوئی نہ کوئی حدود اربعہ ہوتا ہے کہ وہ شروع کماں سے ہو گی اور ختم کماں پر ہو گی؟ اس کو اس طرح سے نہ ٹالا جائے اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ گھے کی غفلت ہے اور گھے نے ہاؤس کو غلط جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو pending کیا گیا ہے۔ اب میں نے اس پر آرڈر کر دیا ہے اور اس کے آنے والے جواب سے اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو پھر آپ کی بات یقیناً سنوں گا لیکن یہ خیال کریں کہ ہمارے ادھر کے ساتھی ماشاء اللہ آج بڑے تیز ہیں اور مصالحے ٹھیک ہیں۔
ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! محترمہ عظیمی زاہد بخاری صاحبہ کو منسٹر بنایا جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ! آپ دعا کریں اور اپنے ساتھیوں کے لئے دعا کرتی رہا کریں۔ اگلا سوال وسیم قادر صاحب کا ہے۔ جی، نمبر پاریں۔

جناب وسیم قادر: سوال نمبر 84 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہو اتصور کیا جائے۔

سلطان محمود روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت کا مسئلہ

- * 84: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از رہ نواز شہنشاہی فرمائیں گے کہ:
- (الف) کیا یہ درست ہے کہ سلسلہ نہر سے محمود بولی تک سلطان محمود روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے؟
- (ب) کیا حکومت سلطان محمود روڈ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

وہ لگہ ٹاؤن لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

- (الف) یہ درست ہے کہ سلسلہ نہر سے محمود بولی تک سلطان محمود روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکی ہے۔
- (ب) سلسلہ نہر سے محمود بولی تک سلطان محمود روڈ کی تعمیر ٹاؤن میونسپل ایڈمنیسٹریشن وہ لگہ ٹاؤن کے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے مالی سال 2007-2008 میں شامل نہ ہے مذکورہ سڑک کی تعمیر پر تقریباً ایک کروڑ باون لاکھ روپے خرچ آئیں گے۔ فنڈز کی کمی کے پیش نظر ٹاؤن ہذاہ مذکورہ سڑک کی تعمیر کرنے سے قاصر ہے۔ اگر مناسب خیال فرمائیں تو مذکورہ سڑک کی

تعیر کی ذمہ داری مکملہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کو سونپ دی جائے یا وہگہ ٹاؤن کو گورنمنٹ کی جانب سے پیش گرانٹ کے اجراء سے تعیر کی جاسکتی ہے۔

جناب و سیم قادر: جناب پیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جواب میں خود ہی admit کیا ہوا ہے کہ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو میں منظر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا چونکہ اس سڑک سے تقریباً 30 ہزار افراد روزانہ گزرتے ہیں تو اس کے لئے وہگہ ٹاؤن کے پاس فنڈ نہیں ہے، کیا حکومت کی طرف سے کوئی پیش گرانٹ دی جائے گی کہ یہ سڑک بن سکے کیونکہ پچھلے آٹھ سالہ دور حکومت میں یہ سڑک نہیں بنی۔ اس سڑک کی تعیر کے لئے ایک کروڑ 52 لاکھ روپے کی گرانٹ چاہئے تو اگر آپ وعدہ کر لیں کہ مکملہ پیش گرانٹ دے دے گا تو میں مطمین ہو جاتا ہوں۔

جناب پیکر: جی، منظر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب پیکر! اپنے پارٹی ٹاؤن تواسے گرانٹ نہیں دے سکتا ابتدی یہ معاملہ ان کی move پر recommendation کر دیں گے اور کوشش کریں گے کہ گورنمنٹ اس پر فنڈ allocate کر دے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب پیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب پیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ساجدہ میر: جناب پیکر! وہگہ ٹاؤن سکھ نہر سے متعلقہ و سیم قادر صاحب کا سوال بڑا relevant ہے اور یہ صوبائی خود مختاری کا معاملہ ہے اور اس سے پہلے والا سوال بھی اس سے متعلقہ تھا تو جب بلدیات کا نظام صوبہ چلاتا ہے تو اس کے براہ راست فنڈز اور یہ صوبائی خود مختاری کا معاملہ ہے۔ اس سے پہلے والا question بھی اسی سے related تھا، آپ دیکھیں کہ بلدیات کا نظام صوبہ چلاتا ہے تو اس کے فنڈز direct مرنے سے ایوان صدر سے آتے تھے۔ پانچ سال حکومت بیٹھی رہی انہوں نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ اسی لئے آج ہمیں ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ وہگہ ٹاؤن کے پاس بھی فنڈز نہیں ہیں، شالیمار ٹاؤن کے پاس بھی فنڈز نہیں ہیں اس لئے یہاں کی گلیاں ٹوٹی ہوئی ہیں اور یہ مشکلات ہمارے سامنے آ رہی ہیں۔ آپ صوبائی خود مختاری کو یقینی بنائیں اور اس بلدیات کے نظام کو اپنے ہاتھ میں لیں تاکہ آنے والے وقت میں ہمیں پھر سے یہ سوالات نہ کرنا پڑیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: محترمہ! یہ ضمنی سوال نہیں ہے بلکہ آپ کی طرف سے تجویز آئی ہے۔ جی، منسٹر صاحب! وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میں محترمہ کو آپ کے توسط سے بتانا چاہتا ہوں کہ اسی حوالے سے ہماری گورنمنٹ نے کوششیں کی ہیں اور الحمد للہ آج چاروں صوبے، صوبہ سندھ، صوبہ بلوچستان، صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب اس پر متعدد ہیں کہ اس نظام کو ختم کر کے اور والپس 1979ء ایکٹ کے تحت جو پرانا بدیاہی نظام تھا اس کو بحال کیا جائے تاکہ یہ جو مشکلات اس نظام کے تحت پیش آ رہی ہیں ان سے مزید بچا جاسکے۔ (غیرہ ہائے تحسین)

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نگہت ناصر شیخ: جناب سپیکر! جو (ب) میں کہا گیا ہے کہ ایک کروڑ 52 لاکھ روپے سڑک پر خرچ آئیں گے۔ میرا سوال ہے کہ یہ صرف سڑک کی تعمیر ہے یا اس میں سیورٹی کا بھی خرچہ شامل ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ صرف سڑک کی تعمیر کا تخمینہ ہے۔

محترمہ نگہت ناصر شیخ: لیکن وہاں پر سیورٹی سسٹم بھی بہت زیادہ خراب ہے۔ اس کے لئے کیا الگ سے فنڈ لینا پڑے گا؟

معزز ممبر ان حزب اختلاف: جناب سپیکر! اس کے لئے fresh question آئے گا۔

جناب سپیکر: یہ حکم نامے آپ جاری نہ کریں، آپ کی مربیانی ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! Requirement کے مطابق ہی اس پر کام کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہاں پر سڑک کا ہی mention کیا گیا تھا اس حوالے سے میں بات کر رہا ہوں اگر اس میں سیورٹی کی ضرورت پڑے گی تو وہاں کے elected move concerned authority کے representatives کریں۔ انشاء اللہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر! میری ایک تجویز ہے کہ وہاں اس وقت تک سڑکیں نہ بنائی جائیں جب تک وہاں کا سیور تنج سسٹم ٹھیک نہ ہو۔ کرتے یہ ہیں کہ وہاں پر روڈ بن جاتا ہے اور سیور تنج سسٹم ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے بعد میں کھدائی ہوتی ہے اس کھدائی کی وجہ سے ہمارا کروڑوں کا نقصان ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ یہ باتیں پارٹی مینگ میں کیا کریں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اگلا سوال جناب وسیم قادر کا ہے۔

جناب وسیم قادر: جناب سپیکر! میر اسوال نمبر 86 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

لاہور کو۔ آپ سٹور تادار ووغہ والا، تعمیر شدہ پلازوں سے متعلق تفصیلات

*86: جناب وسیم قادر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:-
(الف) جی ٹی روڈ کو آپ سٹور سے دار ووغہ والا تک لتنے پلازہ ہیں، ان کی تفصیل و نام فراہم کئے جائیں؟

(ب) جی ٹی روڈ پر جو پلازے تعمیر ہیں کیا ان کے نقشے پاس ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ج) کیا حکومت جی ٹی روڈ پر جو پلازے تعمیر ہیں ان کے نقشے پاس نہ ہونے پر ان کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) جی ٹی روڈ کو آپ سٹور سے دار ووغہ والا تک کوئی پلازہ نہ ہے بلکہ بلڈنگ نما پلازہ جات موجود ہیں جن کی طاون وار تفصیل حسب ذیل ہے:-

1-شالامار طاون

5 کراون شادی ہال، رزاق کلینک، پر اپرٹی ٹیکس بلڈنگ، چختائی بلڈنگ، نالج سکول سسٹم ہیں ان میں سے کراون شادی ہال، رزاق کلینک اور چختائی بلڈنگ کے نقشہ جات منظور شدہ ہیں جبکہ پر اپرٹی ٹیکس بلڈنگ اور نالج سکول سسٹم کے نقشہ جات منظور شدہ نہ ہیں۔

2-عزیز بھٹی ٹاؤن

2 رحمت شادی ہال، نیور رحمت شادی ہال
رحمت شادی ہال کا نقشہ پاس ہے جب کہ نیور رحمت شادی ہال کا نقشہ پاس نہ ہے۔

3-گلبرک ٹاؤن

ٹی ایم اے گلبرک ٹاؤن کی حدود میں جی ٹی روڈ پر پلازہ نما تین عدد بلڈنگز (صبح صدیق، شریفیاں بیگم اور شازیہ غفور نامی ماکان کی ہیں)

4-وہاگہ ٹاؤن

واہاگہ ٹاؤن کی حدود میں کوئی پلازہ نہ ہے۔

(ب) جیسا کہ جراف بالا میں وضاحت کی گئی ہے کہ جی ٹی روڈ پر کوئی پلازہ تعمیر شدہ نہ ہے۔ بلکہ بلڈنگ نما پلازہ جات موجود ہیں جو کہ ٹاؤن ہائے کے معرض وجود میں آنے سے قبل تعمیر ہوئے ہیں۔

(ج) مذکورہ بالا تمام عمارت (بیشول منظور شدہ عمارت وغیر منظور شدہ عمارت) کا معاہد عظمی کی طرف سے قائم کردہ کمیشن برائے ہائی رائی بلڈنگز نے وزٹ کر لیا ہے۔ کمیشن کے فیصلے کے بعد ہی ڈیناٹر عمارت کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب وسیم قادر: میرا کوئی ضمنی سوال نہیں۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، کریں۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ جی ٹی روڈ کو آپ سٹور سے داروغہ والا تک کوئی پلازہ نہ ہے بلکہ بلڈنگ نما پلازہ جات موجود ہیں تو یہ بلڈنگ نما پلازہ جات کی میں تفصیل جانا چاہتی ہوں کہ یہ کس کو کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ printing کی mistake ہو گئی ہے یہ پلازہ نمایاں بلڈنگ ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب! یہ ایسی term ہے جس کو میں تمہارے نہیں پائی، میری کم فہمی ہے، میں نے اسی لئے گزارش کی تھی کہ کیا پلازہ بلڈنگ نہ ہوتا ہے تو بلڈنگ نمایاں کس کو کہتے ہیں؟ ذرا یہ تمہارے مسجد میں۔

جناب سپیکر: مطلب ہے انہوں نے کہا کہ پلازہ نہیں ہے، پلازہ نمایاں کوئی چیز بنی ہو گی۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب! یہ کوئی نئی term ہے تو میں معذرت چاہتی ہوں، مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ "بلڈنگ نمایاں" کیا ہوتا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ جز (ب) میں پوچھا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا مقصد ہے کہ پوری طرح پلازہ نہیں ہے لیکن پلازہ جیسا ہے۔ (قہقہے)

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر محترمہ تھوڑی سی توجہ باقی جز کی طرف دیں تو میرے خیال میں ان کے ذہن میں جو ایک ambiguity ہے وہ شاید clear ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمی زاہد بخاری: میری ambiguity کا خیال رکھنے کا شکریہ لیکن جناب سپیکر! ان کا مانیک اونچا کر دیں کیونکہ ان کی آواز کم از کم ہمیں بالکل نہیں پہنچتی۔ میں نے بڑا categorical سوال پوچھا تھا اور میں نے اپنی کم فہمی کی ہے کہ "بلڈنگ نمایاں" کوئی نئی term آئی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ذرا حوصلہ سے جواب سنئے گا جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! میرے خیال میں مجھے اس ایوان میں سپیکر کی ضرورت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے اتنی آواز ضروری ہے کہ میں ان کے کانوں تک اپنی آواز پہنچا سکتا ہوں۔ (نصرہ ہائے تحسین)

جمال تک بات ہے ان کے اس سوال کے حوالے سے تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ باقی جوابات پڑھ لیں تو جوان کے ذہن میں کوئی ambiguities اس سوال کے حوالے سے ہیں وہ clear ہو جائیں گی۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب! میرا خیال ہے کہ میری ambiguity clear کرنے سے ضروری ہے کہ وزیر صاحب اپنے ٹھنگے کی ambiguity clear کریں۔ میری ambiguity clear کرنے سے معاملہ حل نہیں ہوگا، ٹھنگے کی ambiguity clear ہونی چاہئے۔ میرا اب ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا ان کے نقشے پاس ہیں اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے جواب میں لکھا ہے بلڈنگ نما پلازا جات موجود ہیں اور ٹاؤن ہائے کے عرض وجود میں آنے سے قبل تعمیر ہوئے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ ایسے پلازا کو میں "بلڈنگ نما پلازا" کہوں گی جو تعمیر ہوئے، ان کے اوپر انہوں نے پھر کیا ایکشن لیا اور ان کا حکمہ آئندہ کیا کرنا چاہتا ہے؟ جو بلڈنگ نما پلازا کی تعمیر بغیر نقشے کے ہوتی ہے اس بارے میں ان کے ٹھنگے کی strategy کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسے): جناب سپیکر! اگر یہ جز (ج) پر تھوڑی سی توجہ دیں تو اس میں بڑے واضح طور پر بیان کیا ہوا ہے کہ عدالت عظمی کی طرف سے ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا جس نے high rise buildings کے وزٹ کئے تھے اور جو defaulters تھے، جنہوں نے نقشہ جات منظور نہیں کروائے تھے ان کے خلاف جو کارروائی کا حکم دینا ہے وہ ان کے اس وزٹ کے بعد ہی ہو گا۔ ڈیپارٹمنٹ تب تک کوئی ایکشن نہیں لے سکتا جب تک وہ معاملہ عدالت عظمی میں چل رہا ہو۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! پھر وہی بات ہے، مجھے معدرت سے پھر وہی کہنا پڑے گا کہ شاید میں اپنا سوال وزیر صاحب کو نہیں سمجھا سکی۔ میرا سوال یہ تھا کہ ایسے تمام بلڈنگ نما پلازا جات جو بغیر نقشوں کے تعمیر ہوتے ہیں اس کے اوپر ان کے ٹھنگے کی آئندہ strategy کیا ہے؟ میں نے ان کے بارے میں نہیں پوچھا بلکہ ان کے ٹھنگے کی پالیسی پوچھی ہے کہ ایسے پلازا جو بلڈنگ نما پلازا تعمیر ہوتے ہیں ان پر ان کے ٹھنگے کی پالیسی اور strategy کیا ہے ان کو روکنے کے لئے یہ کیا کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! اگر یہ لوگوں نے آرڈیننس کا مطالعہ کر لیں تو میرے خیال میں ان کو ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کا بڑے واضح طور پر پتالگ جائے گا اور اگر اس کے بعد بھی ان کو اس میں کوئی ambiguity ہو تو ہمارے ساتھ رابطہ کر لیں۔

جناب سپیکر: وہ ambiguity کے لفظ سے چوتھی ہیں، وہ نہ استعمال کریں۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا تو رابطہ کرنے کی بات ہی نہیں ہے۔ مجھے کے وزیر وہ ہیں اور پالیسی ان کے مجھے نے مل کر بنائی ہے۔ میں نے تو صرف as a Member پالیسی پوچھی ہے کہ نقشہ کے بغیر پلازے بننے تھیں ان کے اوپر ان کے مجھے کی پالیسی کیا ہے؟ میرا تو رابطہ کرنے کی بات نہیں ہے۔ نہ میرا کوئی پلازہ ہے۔ نہ مجھے اس سے کوئی concern ہے۔

جناب سپیکر: منیر صاحب! آپ ان کے سوال کو اچھی طرح سمجھیں اور اس کا جواب دیں۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! ایسے معاملات میں جرمائی کے جاتے ہیں لیکن ان پلازوں کے اکثر معاملات عدالتوں میں چل رہے ہیں۔ گورنمنٹ نے کوئی ایکشن لینے کی کوشش کی ہے تو building owners کے گورنمنٹ کے اس ایکشن کے خلاف فاضل عدالتوں سے رجوع کر کے کچھ stay لئے ہوئے ہیں۔ جماں تک گورنمنٹ اور ڈیپارٹمنٹ کی پالیسی کا سوال ہے تو وہ بڑے clear cut rules laid out ہیں اس میں جرمائی کے جاتے ہیں اور کئی معاملات میں اور موقع پر جماں بلڈنگ specification کے مطابق نہیں ہوتی اس کو demolish کرنے کے اختیارات بھی گورنمنٹ کے پاس ہیں۔

جناب سپیکر: اب اس کے ضمنی سوال میرے خیال میں رہنے دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: دونوں میں سے ایک۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب پسیکر! جسے آپ اجازت دیں گے وہ بات کرے گی۔
 جناب پسیکر: نہیں، نہیں۔ آپ میں سے جو ایک مناسب سمجھے وہ بیٹھ جائے۔
 محترمہ آمنہ الفت: جناب پسیکر! جس کو آپ مناسب سمجھیں کہہ دیں۔

جناب پسیکر: نہیں، نہیں۔ میرے لئے آپ قابل احترام ہیں۔ جی!
 محترمہ آمنہ الفت: جناب پسیکر! بات ہے وضاحت کی۔۔۔
 جناب پسیکر: نہیں۔ ضمنی سوال پوچھیں، تجویز نہ دیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب پسیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر مو صوف نے فرمایا ہے کہ laws کے building پڑھ لیں اس میں یا تو بلڈنگ کے لئے laws ہوں گے یا پلازا کے لئے ہوں گے؟ یہ بلڈنگ نہ پلازا کے لئے کون سا law ہو گا؟ اس کے لئے کوئی پالیسی نہیں ہو سکتی۔
 ڈاکٹر سامیہ امجد: No policy is the best policy (شور و غل)

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ بلڈنگ نہ پلازا پر ہماری وزیر نمائیں نے question بڑا کیا ہے۔ (فقطے)

جناب پسیکر: جی، وزیر مو صوف صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب پسیکر! میری آپ سے درخواست ہو گی کہ یہاں پر بجائے ایک دوسرے کے اوپر باتیں کی جائیں۔۔۔ (شور و غل)
 جناب پسیکر: order please, order in the House. بات سنیں، اتنی ضروری باتیں ہو رہی ہیں اور گپ شپ شروع ہو چکی ہے۔ میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ آپ کی مریانی، ذرا بات سننے گا۔ وزیر مو صوف بات کر رہے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب پسیکر! میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتا تھا کہ یہاں پر بجائے اس کے کہ ہم department کے جو معاملات ہیں ان سے ہٹ کر کوئی بات کریں اگر انہی پر توجہ دیں تو شاید بہتر ہو گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب پسیکر! ایک عجیب و غریب terminology ہے۔ اس طرح پلازا اور بلڈنگ والے بھی advantage لے جائیں گے، ان کے لئے کوئی law نہیں لٹکے گا۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب کافی ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ آپ اگر اس میں کوئی problem محسوس کرتے ہیں تو میرے خیال میں وزیر موصوف آپ کو اس میں properly bھی کر سکتے ہیں اور آپ کی پوری طرح مد بھی کر سکتے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: بنابر والا اس سے پہلے اس کو define کیا جائے کہ اس کا مطلب کیا ہے اور پلازہ کو کس شق میں رکھا جاتا ہے، بلڈنگ کس زمرے میں آتی ہے، کوئی کس زمرے میں آتی ہے اور ڈھاہا کس کو کہتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، نہ نہیں آتا بر حال اس بات کو چھوڑ دیں。 آپ کا سوال میرے خیال میں آگیا ہے، یہ سوال آپ کا ہے؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! جی، یہ سوال میرا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنے سوال کا نمبر بولئے گا۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 117 ہے۔

محکمہ سالدھویسٹ مینجنٹ لاہور کا قیام و دیگر مسائل

*117: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سالدھویسٹ مینجنٹ لاہور کب وجود میں آیا؟

(ب) درج بالا محکمہ کے ذمہ کیا کام ہے؟

(ج) سالدھویسٹ کو کہاں پر ڈسپوز کیا جاتا ہے؟

(د) اس محکمہ میں کتنے افراد تعینات ہیں، عمدہ وار تعداد بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار ووست محمد خان کھوسمہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصول رپورٹ کے مطابق:-

(الف) محکمہ سالدھویسٹ مینجنٹ لاہور مورخہ 03-08-1996 کو وجود میں آیا۔

(ب) اس محکمہ کی ذمہ داری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی حدود میں صفائی اور کوڑا کر کٹ کو مقرر جگہوں پر ٹھکانے لگانا ہے۔

(ج) کوڑا کر کٹ کو محمود بولی، سگیاں اور باگڑیاں ڈپنگ گرائنز پر تلف کیا جاتا ہے۔

(د) سالڈویسٹ مینمنٹ میں عملہ کی کل تعداد 10548 ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میراوزیر موصوف سے ضمنی سوال تھا کہ محکمہ سالڈویسٹ مینمنٹ کب وجود میں آیا جس کا جواب آگیا۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: Order please, order please, order please, order Order میاں صاحب! خیال کیجئے، آپ کماں بیٹھے ہوئے ہیں؟ مربانی، آپ کی طرف خصوصی طور پر سارا پنجاب دیکھ رہا ہے تو آپ کا impact پنجاب کی طرف اچھا جانا چاہئے، آپ کی مربانی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! محکمہ نے جواب دیا ہے کہ 1996 میں یہ معرض وجود میں آیا۔ درج بالا محکمہ کے ذمہ کام کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس محکمہ کی ذمہ داری سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی حدود میں صفائی اور کوڑا کرکٹ کو مقرر جگہوں پر ٹھکانے لگانا ہے۔ یہ محکمہ کے ذمہ جو کام ہے کہ انہوں نے کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانا ہے، اس سے ہی relevant آگے میرا ضمنی سوال ہے کہ اس وقت جتنے بھی گٹربند ہیں، بارش کا پانی کھڑا ہو رہا ہے یا کچھ کی وجہ سے جو تکلیف لوگوں کو اٹھاتا پڑتی ہے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: میاں صاحب! میرے خیال میں آپ کی سیٹیں مجھے بدلتی پڑیں گی۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، پیچھے والی سیٹ پر ہو جائیں، بڑی مربانی does it look nice؟ میں آپ کو بار بار کہتا ہو اچھا نہیں لگتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد معین و ٹو: جناب سپیکر! آپ مجھے ٹائم دیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، میں آپ کو ٹائم نہیں دوں گا، آپ تشریف رکھیں، بات ہو رہی ہے، ضمنی سوال چل رہے ہیں، آپ کیا کر رہے ہیں؟

جناب محمد معین و ٹو: جناب سپیکر! میں نے تو کوئی بات کی ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں یہاں سے دیکھ رہا ہوں، میری آنکھیں دھوکہ نہیں کھار ہیں۔

جناب محمد معین و ٹو: جناب سپیکر! کسی اور نے بات کی ہوگی اس کا ذمہ آپ میرے اوپر ڈال رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت بہت ہی زیادہ important سوال ہے، عام شری کی جو زندگی ہے وہ اس سے related ہے کہ اگر محکمہ سالڈویسٹ کوڑا کر کٹ صحیح طریقے سے نہیں اٹھاتا تو جو کچھ پیدا ہوتا ہے جو بد بود پیدا ہوتی ہے اور اس سے جو بیماریاں آگے پیدا ہوتی ہیں، مکھی اور چھپر پیدا ہوتے ہیں اس سے ایک عام شری کی زندگی ایک عذاب میں بنتا ہو جاتی ہے۔ اس محکمہ کے سدھار کے لئے سب کو سنجیدگی سے اسے لینا چاہئے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! ہاؤس کو order in کریں اور میرا ضمنی سوال جو ہے اس کو آگے بڑھانے کا مجھے موقع دیجئے۔ ہم لوگوں کی فلاں و بہبود کے لئے یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، اپنے نمبر بنانے کے لئے نہیں۔ ایک تو کوڑا کر کٹ کو محمود بولی، سگلیاں اور بگلیاں dumping ground کیا جاتا ہے۔ وہاں پر کوئی قانون ایسا ہے کہ ان کے لئے کوئی ایسا وہاں پر پا پلانٹ لگادیا جائے کہ جس سے بھی پیدا ہو سکے، ایسا کوئی منصوبہ بھی زیر بحث ہے اور وہاں پر جو لوگ جا کر ان کو کوڑا کر کٹ میں سے بو تلیں اور الٹی سیدھی چیزیں نکال کر واپس منڈیوں میں فروخت کرتے ہیں ان کے لئے بھی کوئی قانون ہے اور سب سے important بات یہ ہے کہ سینٹری ورکرز کی تعداد 7897 پورے لاہور میں ہے، یہ سینٹری ورکرز اتنی تعداد میں ہونے کے باوجود بھی کوڑا کر کٹ کے جگہ جگہ ڈھیر لگ رہتے ہیں، وہاں سے صفائی نہیں ہوتی۔ اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ یہ میرے تین relevant سوال ہیں ان کا جواب وزیر موصوف دیں، یہ بہت ہی serious issue ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسے): جناب سپیکر! جہاں تک سینٹری ورکر کی انبوں نے بات کی ہے تو میرے خیال میں یہ سوال یہ اپنی پارٹی کے elected ڈسٹرکٹ ناظم سے پوچھ سکتے ہیں کیونکہ یہ سارے ان کے under selected ڈیپارٹمنٹ کے under نہیں آتے اور جہاں تک سالڈویسٹ مینجنمنٹ کے حوالے سے سوال کا تعلق ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، ان کی بات سنیں، وہ آپ کی بات سنتے رہے ہیں اور اب آپ ان کی بات سنیں پھر اس کے بعد بات کریں گے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! گڑ وغیرہ کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے اگر لاہور کے حوالے سے بات کریں تو یہ واساکے under آتا ہے جو کہ لوکل گورنمنٹ کے under نہیں ہے، وہ ہاؤسنگ ڈپارٹمنٹ کے under آتا ہے تو میرے خیال میں اس سوال کا جواب ہتر انداز میں اس محکمہ کے نمائندے دے سکیں گے۔ جماں تک انہوں نے سالڈویسٹ کو recycle کرنے کے حوالے سے بات کی ہے تو اس سارے setup کا حصہ تھا۔ کچھ ایسے پراجیکٹ جو اس مد میں لگائے گئے ہیں جماں پر یوریا کھاد مختلف اشیاء سے recycle ہو کر بن رہی ہے لیکن ابھی تک میرے خیال میں مزید اس میں ایسے پر جیکش نہیں ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، پہلے وہ کھڑی ہو گئی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جو جواب میں لکھا ہے کہ کوڑا کرکٹ کو محمود بولی، سگیاں اور باگریاں ڈپنگ گروئڈ میں تلف کیا جاتا ہے تو تلف کرنے کا طریقہ کار کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: جی، منظر صاحب کا دھیان آپ سوال کی طرف ہی رہنے دیں، انہیں آپ disturb نہ کریں۔ وہ بات سنیں گے پھر ان کو جواب دینا ہو گا۔ جی، فرمائیے گا؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! یہ جو بتایا گیا ہے کہ کوڑا کرکٹ کو تلف کیا جاتا ہے تو میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ کوڑا کرکٹ تلف کرنے کا طریقہ کیا ہے اور اگر کوڑا کرکٹ کو جلا کر تلف کیا جاتا ہے تو کیا یہ violation کی environmental laws نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ ایک land sites concept کے لئے جہاں پر کوڑا کر کٹ کو ڈال کر اس کو press کیا جاتا ہے۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس پر وزیر صاحب کی توجہ چاہوں گی کہ سگیاں چونکہ شیخوپورہ سے لاہور کے درمیان میں راستہ آتا ہے تو میں categorically ان کو یہاں بتانا چاہوں گی کہ سگیاں کے علاقے میں جہاں dumping کیا جاتا ہے، وہاں کوڑا ڈینگ نہیں کیا جاتا بلکہ وہاں جلایا جاتا ہے تو کیا یہاں پر ایسی laws کی violation ہو رہی ہے یہ کوڑا کو جلانا انسانی صحت کے لئے اتنا dangerous ہے تو اس کے اوپر محکمہ کی کیا strategy ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ): جناب سپیکر! محترمہ نے یہاں پر نشاندہی کی ہے۔ اس کا نوٹس لیا جائے گا اگر اس طرح کی کوئی وہاں پر خلاف قانون کارروائی ہو رہی ہے تو اس کا نوٹس لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: نوٹس لیں گے، ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ! آپ فرمائیے گا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! میرا سپلیمنٹری سوال ہے

جناب سپیکر: ادھر سپلیمنٹری کے لئے پہلے کھڑے ہیں، اس کے بعد آپ کی باری آجائے گی۔ ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس چیز میں کوئی مشکل نہیں کہ سالڈویسٹ میجنٹ پاکستان کی ایک انتہائی اہم ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اسمبلی روائز کے مطابق محکمہ پابند ہوتا ہے کہ وہ تین ماہ کے بعد اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ اس اسمبلی کو بننے ہوئے بھی پانچ ماہ ہو گئے ہیں۔ کیا اس کی رپورٹ آئی ہے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ کہاں رکاوٹ ہے؟ ہر جگہ شاپر بیگ، کوڑا کر کٹ ہے اس طرح تو نہیں ہو گا۔ لہذا وزیر موصوف بتائیں کہ اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسمہ): جناب سپیکر! اس محفلے کو take over کئے مجھے ابھی بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے۔ اگر ریکارڈ کی ضرورت ہے تو ہم بہت جلد محمد کی کارکردگی پر رپورٹ تیار کر کے ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ فوزیہ برام صاحبہ! ضمنی سوال کریں۔

محترمہ فوزیہ برام: جناب سپیکر! چھوٹے شروں میں کوڑا کر کے dump کرنے کے لئے کوئی مربوط پالیسی نظر نہیں آتی اس لئے وہ صاف سترھے نہیں بلکہ گندے نظر آتے ہیں تو میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ آپ نے بڑے شروں کے لئے جو پالیسی بنارکھی ہے اس میں چھوٹے شروں کو بھی شامل فرمائیں گے؟ کیا وہ شامل ہیں؟ اگر شامل نہیں ہیں تو کیا ان کو شامل کریں گے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسمہ): جناب سپیکر! میں محترمہ کی توجہ چاہوں گا کہ نئے نظام کے تحت urban and rural division کو ختم کر دیا گیا تھا۔ سابقہ نظام میں ضلع کو نسل روول ایریا کی ذمہ دار تھی اور میونسل کمیٹیز اور ٹاؤن زار بن ایریا کے ذمہ دار تھے۔ اس نئے نظام کے تحت بلدیاتی نظام کا سابقہ طریق کار ختم ہو گیا تھا جس وجہ سے مقامی حکومتوں کو ان مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ جس طرح سے آبادی بڑھ رہی ہے اس حساب سے متعلقہ محفلے کے پاس اتنی strength نہیں ہے کہ وہ آبادی کے تناسب سے ان معاملات کو handle کر سکے لیکن یہی محترمہ نے فرمایا ان کو ensure کرتے ہیں کہ ہمارے محفلے کی طرف سے ایسی کوئی کسر نہیں چھوڑی جائے گی کہ اس قسم کی شکایت آئے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم کیا جاتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسمہ): میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

تحصیل میو نسل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

***203: سید حسن مرتفعی:** کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راه نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل میو نسل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں کل کتنے ملازمین ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں اور کتنے ریگولر بنیادوں پر کام کر رہے ہیں، ان کے گرید و عمدہ اور تعیناتی کہاں کہاں ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) میو نسل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں کل کتنی گاڑیاں ہیں اور کس کس افسر کے پاس کون کون سی گاڑی ہے اور ان کے ماڈل نمبر کیا ہیں، تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان گاڑیوں پر سالانہ پڑوں اور مرمت پر کتنا خرچ آتا ہے 2005 سے 2007 تک مکمل تفصیل فراہم کریں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میو نسل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ سے موصولہ روپورٹ کے مطابق:-

(الف) تحصیل میو نسل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں کل 591 ملازمین ہیں۔

(ب) 40 ملازمین کنٹریکٹ پر ہیں، 179 ملازمین ریگولر تعینات ہیں، 372 ملازمین یو میہ اجرت پر تعینات ہیں ان کے گرید، عمدہ اور تعیناتی کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل میو نسل ایڈمنسٹریشن چنیوٹ میں کل پانچ عدد سرکاری گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مالی سال 2005-2007 گاڑیوں پر پڑوں اور مرمت کی مدد میں کل رقم مبلغ - 2562792 روپے خرچ ہوئے سالانہ تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

بی پی- 269 بہاؤ لپور میں سڑکوں کی خستہ حالی و مرمت کا مسئلہ

***206: ملک جہانزیب واران:** کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راه نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولپور میں سینکڑوں میل پختہ سڑکیں عوام کی سولت کے لئے مختلف چکوک اور شروں میں بنائی گئی ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت ہر سال نئی سڑکوں کی تعمیر پر کروڑوں روپے خرچ کر رہی ہے جبکہ پرانی سڑکوں کی مرمت پر بہت کم رقم خرچ کی جا رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرانی سڑکیں مناسب مرمت نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں خصوصاً حلقوں پر۔ 269 بہاولپور کی تمام پرانی سڑکیں نمایت خستہ حالت میں ہیں حتیٰ کہ ٹرینک کے استعمال کے قابل نہ ہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ حلقو کی تمام سڑکوں کا سروے کر دانے اور ان کی مرمت یا از سر نو تعمیر کے لئے فنڈ فراہم کرنے کا رادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسے):

صلحی حکومت بہاولپور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ عوام کی سولت کے لئے بہت سی سڑکیں بنائی گئی ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ ہر سال نئی سڑکوں پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے ہیں لیکن پرانی سڑکوں کی بحالی اور خصوصی مرمت پر بھی کافی رقم خرچ کی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

| نمبر شمار | تفصیل سڑک بحالی / خصوصی مرمت |
|-----------|---|
| 1 | بحالی سڑک از کوٹلہ موسیٰ خان تا خیر پور ڈاہر و ڈلبائی 10.67 کلومیٹر |
| 12 | بحالی سڑک از کوٹلہ موسیٰ خان تا ٹھیجی روڈ لمبائی 8.39 کلومیٹر |
| 3 | بحالی سڑک از خیر پور ڈاہر و ڈتا جھانگڑا شرق چوک لمبائی 5.70 کلومیٹر |
| 4 | بحالی سڑک از پل صدیق آباد چوک تا توحید آباد لمبائی 9.81 کلومیٹر |
| 5 | بحالی سڑک از نو شرہ جدید تا پل صادق آباد |
| 6 | خصوصی مرمت از اعوان چوک تا معصوم چوک مبارک پور |
| 7 | خصوصی مرمت از رمزی چوک مبارک پور تا میلوے اشیش مبارک پور |

(ج) جی، ہاں! یہ درست ہے کہ حلقہ 269 کی پر انی سڑکیں مناسب مرمت نہ ہونے کی وجہ سے خستہ حالی کا شکار تھیں لیکن حکام بالا سے ان کی مرمت / بحالی کے لئے فڈز موصول ہوتے ہی ان کا کام کروادیا گیا ہے اور وہ قابل استعمال ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل سڑک بحالی / خصوصی مرمت

| نمبر شمار | تفصیل سڑک بحالی / خصوصی مرمت | 1 |
|-----------|---|---|
| 1 | بحالی سڑک از کوئلہ موسیٰ خان تا خیر پور ڈہار و ڈلبائی 10.67 کلومیٹر | |
| 2 | بحالی سڑک از کوئلہ موسیٰ خان تا تھیمی گرو ڈلبائی 8.39 کلومیٹر | |
| 3 | بحالی سڑک از خیر پور ڈہار و ڈتاجا گرا شرق چوک لمبائی 5.70 کلومیٹر | |
| 4 | بحالی سڑک از پل صدیق آباد چوک ہاتھیڈا باد لمبائی 9.81 کلومیٹر | |
| 5 | بحالی سڑک از نو شرہ جدید تپیل صادق آباد | |
| 6 | خصوصی مرمت از اعوان چوک تا مخصوص چوک مبارک پور | |
| 7 | خصوصی مرمت از رمزی چوک مبارک پور تا بیلوے اشیشن مبارک پور | |

(د) جی، ہاں! حلقہ پی پی-269 میں تمام پرانی سڑکوں کا سروے / تخمینہ کام جاری ہے اور مالی سال 09-2008 میں ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی سے منظوری کے بعد اور فڈز میا ہونے پر ان سڑکوں کا کام شروع کروادیا جائے گا۔

تحصیل میاں چنوں کے چک نمبر 15/8 بی آرتا 16/8 بی آر

کی سڑک پر سولنگ کا مسئلہ

*234: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ادارہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 15/8 بی آرتا چک 16/8 بی آر برستہ بستی سنپال تحصیل میاں چنوں سڑک پر سولنگ لگانا 1994 میں شروع ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موقع پر کام 1994 کے بعد بھی مکمل نہیں ہوا اور دس فیصد سڑک نامکمل ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کے لقایا حصہ پر سولنگ لگانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میں نیپل ایڈنسریشن میاں چنوں سے موصولہ روپورٹ کے مطابق:

(الف) تحصیل میاں چنوں کی یونین کو نسل نمبر 95 میں چک نمبر 15/8 بی آر تا 16/8 بی آر براستہ بستی سنپال تقریباً ایک کلو میٹر سونگ لگا ہوا ہے۔ یہ سونگ لوکل گورنمنٹ سسٹم سال 2001 سے قبل لگایا گیا تھا۔

(ب) سونگ از چک نمبر 15/8 بی آر تا 16/8 بی آر کا درمیانی فاصلہ تقریباً چار ہزار فٹ ہے جس میں سے 3200 فٹ سونگ لگ چکا ہے اور 800 فٹ پر سونگ کا کام باقی ہے۔

(ج) چک نمبر 15/8 بی آر اور 16/8 بی آر دونوں چکوں کو پختہ سڑک براستہ تلبہ روڈ ملایا گیا ہے اور زیر تذکرہ سونگ کی تعمیر دونوں چکوں کو ملانے کے لئے ایک اضافی رابطہ سڑک کے متراوف ہو گا۔ بقیہ سونگ 800 فٹ کا کام مکمل کروانے کے لئے ٹی ایم اے میاں چنوں اپنے آئندہ سالانہ بجٹ 2008-09 میں بجٹ گنجائش منصص کرے گی تاکہ بقیہ سونگ کا کام مفad عامہ کے تحت مکمل ہو سکے۔

تحصیل ہارون آباد، ناظم کی طرف سے ترقیاتی منصوبہ جات کی تفصیل

250* چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈو وکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل ہارون آباد میں سال 2005 میں بننے والے ناظم نے اب تک کتنے ترقیاتی منصوبے منظور کئے ہیں؟

(ب) منظور شدہ منصوبہ جات میں سے کتنے شروع ہو چکے ہیں، کتنے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی تک نامکمل ہیں؟

(ج) جو منصوبہ جات مکمل ہوئے، ان پر خرچ آنے والی رقم کی تفصیل منصوبہ دار کیا ہے؟

(د) جو منصوبے ابھی تک نامکمل ہیں یا جو ابھی تک شروع ہی نہیں ہوئے، ان کے نامکمل ہونے اور شروع نہ ہونے کی کیا وجہات ہیں، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) تحصیل ناظم نے 2005 سے 2008 تک 610 منصوبہ جات منظور کئے ہیں۔

(ب) منظور شدہ منصوبہ جات میں شروع ہونے والے، مکمل ہونے والے اور نامکمل منصوبہ

جات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| نامکمل / جاری | مکمل | کل سکیمیں | سال |
|---------------|------|-----------|---------|
| - | 94 | 94 | 2005-06 |
| 30 | 338 | 368 | 2006-07 |
| 43 | 105 | 148 | 2007-08 |
| 73 | 537 | 610 | کل |

(ج) جو منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں یا بھی زیر کار ہیں ان پر اب تک 83.487 میلین روپے

میں سے 72.029 میلین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ 11.458 میلین روپے

2007-08 میں رکھے گئے ہیں۔

(د) جو منصوبہ جات نامکمل اور شروع نہیں ہوئے ان کی وجہات درج ذیل ہیں۔

(1) فراہم آب منصوبہ جات میں ابھی بکال فراہم نہ ہوتی ہے۔

(2) چند ایک جگہوں پر سائنس کلیرنس ہے۔

(3) کچھ منصوبہ جات stay order کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکے ہیں۔

تحصیل ناظم ہارون آباد کا غیر ضروری طور پر ترقیاتی فنڈز کا بے دریغ استعمال و دیگر تفصیل

252*: چودھری شوکت محمود بسرا (ایڈ ووکیٹ): کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ

نوائزش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ناظم ہارون آباد نے علاقہ کی ضرورت کے تحت نہیں بلکہ سیاسی بنیادوں پر ترقیاتی فنڈز کا بے دریغ استعمال کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ناظم نے جتنے بھی ترقیاتی منصوبے شروع کئے ہیں میں پسند ٹھیکیداروں کو ٹھیک دیئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار مذکورہ ناظم کے ایسا پر ترقیاتی کاموں میں ناقص میں استعمال کر رہے ہیں جس کی نشاندہی اہل علاقہ نے بھی کی ہے؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ تحصیل میں ترقیاتی منصوبوں میں استعمال ہونے والا مٹیریل چیک کروانے اور ذمہ دار ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کو بھی تیار ہے نیز کیا حکومت مذکورہ تحصیل کا سال 2005 تا اپریل 2008 تمام ریکارڈ سیل کر کے پیش آؤٹ کروانے کو تیار ہے، اگر ہاں توکب تک، نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):
تحصیل میونسل ایڈمنیسٹریشن ہارون آباد سے موصولہ روپورٹ کے مطابق:-

(الف) جملہ فنڈنگ ایم اے نے صرف اور صرف عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کئے گئے ہیں جن کی منظوری اجلاس تحصیل کو نسل میں ممبران تحصیل کو نسل نے دی ہے۔ موجودہ تحصیل ناظم صاحب ہارون آباد کے دور میں ریکارڈ ترقیاتی کام ہوا ہے جن کی مثال ماضی میں نہ ملتی ہے۔

(ب) درست نہ ہے کہ ٹھیکہ جات تحصیل ناظم صاحب نے من پسند ٹھیکیدار ان کو دیئے ہیں بلکہ اخبار میں اشتمار دیا گیا ہے۔ ٹینڈر پر اس کی کوڈل formalities پوری کی گئیں اور جن ٹھیکیداروں نے کمریٹ دیئے ان کو ٹھیکہ جات دیئے گئے۔

(ج) درست نہ ہے ترقیاتی کاموں میں مٹیریل بہترین استعمال کیا گیا ہے۔ حال ہی میں لوکل ڈویلپمنٹ پروگرام کی کچھ سکیمیوں کا معاملہ Consultants نے بھی کیا ہے اور انہوں نے موقع پر کام چیک کیا اور اپنی روپورٹ میں کام تسلی بخش قرار دیا۔

(د) موقع پر کسی بھی ترقیاتی سکیم کو آپ چیک کرو سکتے ہیں جہاں تک پیش آؤٹ کا تعلق ہے تو ریکارڈ سیل کر کے پیش آؤٹ آفیسر صاحب ریکارڈ کا پیش آؤٹ کر رہے ہیں جس پر ہمیں کوئی اعتراض نہ ہے۔

پنجاب میں بلدیاتی اداروں کے ترقیاتی فنڈز کی بندش

: محترمہ آمنہ الفت: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں بلدیاتی اداروں کا آؤٹ کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ آڈٹ کی آڑ میں تمام تعمیراتی منصوبوں کے فنڈز روک دیئے گئے ہیں اور کام بھی بند کروادیے گئے ہیں؟

(ج) اگر جزو ہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کب تک فنڈز جاری کر کے تعمیراتی منصوبوں پر عمل شروع ہو جائے گا؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں! یہ حقیقت ہے، لیکن ضلعی حکومتوں کا آڈٹ مرحلہ دار ہو رہا ہے۔

(ب، ج) یہ مکمل مقامی حکومت و سماجی ترقی کے متعلقہ نہ ہے، بلکہ مکملہ فناں کے متعلقہ ہے۔

لاہور، گھوڑے شاہ روڈ کی تعمیر نو کامسلے

*292: چودھری شہباز احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سنگھ پورہ چوک سے شیش تک (گھوڑے شاہ روڈ) ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) 2000 سے اب تک اس روڈ کی تعمیر و مرمت کیلئے کتنی رقم میاکی گئی اور کتنی خرچ ہوئی، تفصیل میاکی جائے؟

(ج) حکومت اس کو تعمیر کرنے کے لئے مالی سال 2008-09 میں کتنی رقم مختص کر رہی ہے اس کا منصوبہ تعمیر کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست ہے کہ گھوڑے شاہ روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی لیکن اب اس روڈ کی تعمیر کا کام دو گروپوں میں ہے۔ ایک گروپ کی تعمیر فروری 2007 سے جاری ہے، کارپٹ کے علاوہ باقی کام مکمل ہے اور دوسرے گروپ کا کام جون 2008 سے شروع ہے۔

(ب) 2001 سے پہلے میونسپل کارپوریشن لاہور نے اس سڑک کی تعمیر و مرمت کا کام کیا تھا۔ مکملہ ورکس اینڈ سرو سائز سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے ریکارڈ کے مطابق اس سڑک کی تعمیر کا کوئی اندر راج نہ ہے۔

(ج) اس منصوبہ کی تعمیر کا کام دو گروپوں میں شروع ہے جس پر تخمینہ لائلت مندرجہ ذیل ہے:

گروپ نمبر 1: دوبارہ تعمیر سڑک چور پورہ چوک (علامہ احسان ہسپتال سے سلطان پور چھڑہ منڈی)
لاہور روپے 16520000

گروپ نمبر 2:- تعمیر سڑک چھڑہ منڈی سے شوالہ چوک (احسان ہسپتال سے شوالہ چوک)
لاہور روپے 14766000

پی پی-143 لاہور میں یونین کو نسلز کی تعداد و دیگر معاملات

*293: چودھری شباز احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی-143 میں کتنی یونین کو نسلز ہیں؟

(ب) سال 2002 سے اب تک ان یونین کو نسلز میں کتنے ترقیاتی منصوبے منظور ہوئے اور کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) کیا ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلہ میں فنڈ خرچ کرتے ہوئے، ٹینڈرزدیے گئے؟

(د) کتنے منصوبوں کے بغیر ٹینڈرز کے فنڈ جاری کئے گئے؟

(ه) شالامار ٹاؤن میں 2002 سے اب تک کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، میرٹ کیا تھا، نیز سلیکشن کمیٹی کی کمک تفصیل مہیا کی جائے، کیا اخبارات میں اشتمار دیا گیا، تفصیل مہیا کی جائے اور کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) حلقہ پی پی-143 لاہور میں کل 8 کو نسلیں ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

14, 15, 16, 17, 20, 22, 23, 35

(ب) سال 2002 سے اب تک ان یونین کو نسلوں میں کل 56 منصوبے منظور ہوئے اور کل مبلغ / 16622700 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) درست ہے کہ ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل کے سلسلہ میں فنڈز خرچ ہوئے ان کے ٹینڈر دیے گئے۔

(د) کسی منصوبے کے لئے بغیر ٹینڈر فنڈ جاری نہیں کئے گئے۔

(ہ) شالامار ٹاؤن میں 2002 سے اب تک 56 اہلکاران کو کنٹریکٹ کی بنیاد پر مختلف پوسٹوں پر تمام قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد بھرتی کیا گیا۔ ان اسامیوں کو پر کرنے کے لئے باقاعدہ اخبارات میں اشتخار بھی دیا گیا۔ ٹی ایم اے شالامار ٹاؤن کے درج ذیل افران کی علیحدہ علیحدہ دو سلیکشن کمپنیاں تشکیل دی گئیں۔

سکیل 11:6

| | | | |
|----------|-----------|----------------|-------------------|
| جنرل مین | ٹاؤن ناظم | جنرل آفیر | ٹاؤن میونسپل آفیر |
| مبر | مبر | مبر | ٹاؤن آفیر گولیش |
| مبر | مبر | ٹاؤن آفیر فائز | ٹاؤن آفیر فائز |

لاہور، سالڈویسٹ کو ختم کرنے کے لئے
ری سائیکلنگ پلانٹ لگانے کا منصوبہ

*296: مسز صباصادق: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا لاہور میں سالڈویسٹ کو ٹھکانے لگانے کے لئے جدید ترین ری سائیکلنگ پلانٹ لگانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا اس سلسلہ میں ضروری فنڈز حاصل کر لئے گئے ہیں، اگر نہیں تو ایوان کو مکمل صورتحال سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) کوڑا کرکٹ کو سائنسی بنیادوں پر تلف کرنے کے لئے موضع کا چھہ، موضع سندر اور موضع نین سکھ میں اراضی حاصل کی جا رہی ہے اس میں ری سائیکلنگ پلانٹ لگانے کا منصوبہ بھی شامل ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ محمود بولی ڈپنگ گروہنڈ کے مقام پر لاہور کپوست پلانٹ کی تنصیب کے بعد کوڑا کرکٹ سے کھاد کی تیاری کا کام پلے ہی سے شروع کیا جا پکا ہے۔

(ب) اس سلسلہ میں فنڈز حاصل کرنے کے لئے شعبہ اربن یونٹ پلانگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے پاس کیس زیر کارروائی ہے۔

گوجرانوالہ شر میں ترقیاتی کاموں کی صورتحال

*313: چودھری محمد طارق گجر بکیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے

کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ شر میں ترقیاتی کاموں کے لئے

7-ارب کلکچ دیا تھا؟

(ب) یہ رقم جن منصوبہ جات کے لئے تھی ان کے نام اور رقم کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) آج تک اس پیچ کے تحت کتنی رقم ضلعی حکومت گوجرانوالہ کو وصول ہو چکی ہے اور کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئی ہے، تفصیل بتائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ شر میں ترقیاتی کاموں کے لئے 7-ارب روپے کلکچ دیا تھا۔

(ب) اس پیچ کے تحت جو منصوبہ جات تجویز کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس پیچ کے تحت ابھی تک ضلعی حکومت کو کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔

گوجرانوالہ شر کی سڑکوں کی تعمیر نوکا مسئلہ

*314: چودھری محمد طارق گجر بکیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے

کہ:

(الف) جنوری 2005 سے آج تک گوجرانوالہ شر کی سڑکوں کی تعمیر اور مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، ان سڑکوں کے نام اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل بتائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس شر کی تمام سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ٹریفک کے لئے ناقابل استعمال ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جناح روڈ ڈھلے چوک سے باغبانپورہ چوک گوند لانوالہ روڈ اور گر جا کھ روڈ مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور ٹرینیک تو در کنار ان سڑکوں پر پیدل چلنا بھی مشکل ہے؟

(د) کیا یہ حکومت اس شہر کی تمام سڑکوں کا سروے کرنے اور مرمت یا از سر نو تعمیر کے لئے فنڈ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسے):
صلعی حکومت گوجرانوالہ سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) جنوری 2005 سے مئی 2008 تک گوجرانوالہ شہر کی سڑکوں کی تعمیر و مرمت پر مبلغ - 31'75'00'000 روپے خرچ ہوئے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ گوجرانوالہ شہر کی سڑکیں ناقابل استعمال ہیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ یہ سڑکیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور ٹرینیک کے لئے ناقابل استعمال ہیں۔ تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) شری ضلعی حکومت تمام سڑکوں کا سروے کرنے اور مرمت یا از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جو نئی شری ضلعی کو نسل ضلعی بجٹ برائے سال 09-2008 پاس کرے گی، ان سکیمیوں کے لئے فنڈ ممیا کئے جائیں گے۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور
میں بے بی ڈے کیسر سنٹر کی بجائی کام سلسلہ

322*: محترمہ عارفہ خالد پر ویر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے بے بی، ڈے کیسر سنٹر بنایا تھا؟

- (ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے بے بی، ڈے کیسر سنٹر میں ملازمت کرنے والی خواتین اپنے بچے پھوڑ کر جاتی تھیں اور بے فکر ہو کر اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتی تھیں اور بچوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا تھا؟
- (ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یونین کو نسل کے ناظم نے مذکورہ بے بی، ڈے کیسر سنٹر کو بغیر کسی نوٹس کے فی الفور بند کروادیا ہے؟
- (د) اگر جزوہاے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ بے بی، ڈے کیسر سنٹر کو دوبارہ اسی جگہ پر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہات بیان کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ روپورٹ کے مطابق:-

- (الف) درست نہ ہے۔ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں بے بی ڈے کیسر سنٹر نہ ہے۔ (بے بی ڈے کیسر سنٹر انڈسٹریل ہوم وحدت کالونی میں ہے)
- (ب) جواب جز (الف) کے مطابق متعلقہ نہ ہے۔
- (ج) جواب جز (الف) کے مطابق متعلقہ نہ ہے۔
- (د) جواب جز (الف) کے مطابق متعلقہ نہ ہے۔

ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور کے زیر استعمال گاڑیوں کی تعداد و اخراجات کی تفصیل

362*: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

- (الف) ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور اور اس کے ماتحت کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں، ان کے نمبرز، ماذل اور قیمت خرید بتائیں؟
- (ب) اس وقت ڈسٹرکٹ ناظم کے ذاتی استعمال میں کتنی گاڑیاں ہیں، انکے نمبرز، ماذل، قیمت خرید اور ان کے سال 2006 سے آج تک کے پڑوں اور مرمت کے اخراجات بتائیں؟

- (ج) ڈسٹرکٹ ناظم کامہانہ اعزازیہ کتنا ہے؟
 (د) قانون کے مطابق ڈسٹرکٹ ناظم کتنی گاڑیاں استعمال کر سکتا ہے؟
 (ه) یکم جنوری 2006 سے آج تک سرکاری گاڑیوں اور اخراجات بابت پڑول اور مرمت بیان کریں؟
 (و) یکم جنوری 2006 سے آج تک کتنی گاڑیاں خرید کی گئیں انکی قیمت خرید، نمبرز اور ماڈل کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور کے زیر استعمال ایک سرکاری گاڑی ٹیوٹا کرولا 887 ایل نیڈ بے 2004 ماڈل 1300 سی سی ہے۔ یہ گاڑی ضلع ناظم بہاولپور 9 جون 2008 سے استعمال کر رہے ہیں، اس سے پہلے ضلع ناظم کے استعمال میں ایک عدد ٹیوٹا پر اڈو جیپ 2005 ماڈل تھی، جسکی قیمت خرید 4900000/- روپے ہے جو حکومت پنجاب کی ہدایت پر واپس کر دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ ناظم بہاولپور کے زیر استعمال ایک سرکاری گاڑی ٹیوٹا کرولا کار نمبر 887-ایل نیڈ بے اور ماڈل نمبر 2004، 1300 سی سی ہے یہ گاڑی ضلع ناظم بہاولپور 9 جون 2008 سے استعمال کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے ضلع ناظم کے استعمال میں ایک عدد ٹیوٹا پر اڈو جیپ 2005 ماڈل جس کی قیمت خرید 4900000/- روپے تھی جو کہ حکومت پنجاب کی ہدایت پر واپس کر دی گئی اس گاڑی پر پڑول کے اخراجات یکم جنوری 2006 سے ابھی تک 825437/- روپے اخراجات 333509/- روپے ہوئے ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ ناظم کامہانہ اعزازیہ 15000/- روپے ہے۔
 (د) قانون کے مطابق ڈسٹرکٹ ناظم صرف ایک سرکاری گاڑی استعمال کر سکتا ہے۔
 (ه) یکم جنوری 2006 سے ضلع ناظم کی گاڑی کے پڑول کے اخراجات 825437/- روپے اور مرمت کے اخراجات 333509/- روپے ہوئے ہیں۔
 (و) تفصیل ایوان کی میز پر کھو دی گئی ہے۔

ٹاؤن ناظم سٹی بہاولپور کے زیر استعمال گاڑیوں
کی تعداد و اخراجات کی تفصیل

363: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیخ بیان فرمائیں
گے کہ:

(الف) ٹاؤن ناظم سٹی بہاولپور اور اس کے ماتحت کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں، ان کے نمبرز، ماذل
اور قیمت خرید بتائیں؟

(ب) اس وقت ٹاؤن ناظم کے ذاتی استعمال میں کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں، انکے نمبرز، ماذل
قیمت خرید اور ان کے سال 2006 سے آج تک کے پڑوں اور مرمت کے اخراجات
بتائیں؟

(ج) ٹاؤن ناظم کا ماہانہ اعزازیہ کتنا ہے؟

(د) قانون کے مطابق ٹاؤن ناظم کتنی سرکاری گاڑیاں استعمال کر سکتا ہے؟

(ه) کیم جنوری 2006 سے آج تک سرکاری گاڑیوں کے اخراجات بابت پڑوں اور مرمت
بیان کریں؟

(و) کیم جنوری 2006 سے آج تک کتنی گاڑیاں خرید کی گئیں، انکی قیمت خرید، نمبرز اور ماذل
کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

(الف) اس وقت ٹاؤن ناظم کے ماتحت چھ عدد گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

| نام گاڑی | نمبر | ماذل | قیمت خرید | کیفیت |
|-------------------|----------|-----------|------------------------------------|----------------|
| سوزوکی FX | BNA 7476 | 1987 - 88 | محکم پبلک ہیلتھ سے ٹرانفر ہوئی۔ | — |
| سوزوکی گلشن | BRH 52 | 2002 - 03 | روپے 6,17,000 | — |
| سوزوکی لایانہ | BRM 4000 | 2006 - 07 | روپے 8,65,980 | — |
| سوزوکی گلشن 3 عدد | BRA 1063 | 2007 - 08 | — | روپے 17,30,553 |
| | BRA 113 | — | — | — |
| | BRA 1137 | — | — | — |

(ب) اس وقت ٹاؤن سٹی بہاولپور کے ذاتی استعمال میں صرف ایک گاڑی ہے جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

| نام گاڑی | مائل | نمبر | قیمت خرید | خچہ پڑوں | مرمت |
|--------------|---------|----------|---------------|---------------|-------------|
| سوزوکی لیانہ | 2006-07 | BRM 4000 | 8,65,980 روپے | 3,34,290 روپے | 23,677 روپے |

(ج) ٹاؤن ناظم سٹی بہاولپور کا ماہنہ اعزازیہ مبلغ -/8000 روپے ہے اور -/1000 روپے ریفریشنٹ کی ادائیگی ہو رہی ہے۔

(د) ٹاؤن ناظم صرف ایک گاڑی استعمال کر سکتا ہے۔

(ه) کم جنوری 2006 تا مئی 2008 تی ایم اے (سٹی) کی سرکاری گاڑیوں کے اخراجات برائے پڑوں اور مرمت پر مبلغ -/115,92,11 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(و) کم جنوری 2006 سے آج تک گاڑیوں کی تفصیل اور مائلز اس طرح ہے۔

| نام گاڑی | مائل | نمبر | قیمت خرید | کیفیت |
|--------------|---------|----------|----------------|-------|
| سوزوکی لیانہ | 2006-07 | 000 BRM | -/865890 روپے | |
| سوزوکی گلنس | 2007-08 | BRA-1063 | -/1730553 روپے | |
| | | BRA-1136 | | عدد 3 |
| | | BRA-1137 | | |

ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کے زیر استعمال

گاڑیوں کی تفصیلات

*410: محترمہ نسیم اودھی: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کے ذاتی استعمال میں کتنی گاڑیاں ہیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ ناظم کتنی سرکاری گاڑیاں استعمال میں لا سکتا ہے؟

(ج) کم جنوری 2001 سے آج تک سرکاری گاڑیوں کے اخراجات، مرمت اور خریداری پر کتنی رقم خرچ ہوئی، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصول رپورٹ کے مطابق:-

(الف) ڈسٹرکٹ ناظم لاہور کے ذاتی استعمال میں کوئی سرکاری گاڑی نہ ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ ناظم لاہور ایک 1300 سی گاڑی سرکاری امور کی انجام دہی کے لئے استعمال کرنے کا استحقاق رکھتا ہے۔

(ج) چونکہ ضلع ناظم کے استعمال میں کوئی سرکاری گاڑی نہ ہے اس لئے اس پر سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے تاحال بابت خرید و مرمت و تیل کوئی رقم خرچ نہ کی ہے۔

ضلع لاہور میں بے بی ڈے کیسر سنٹر ز کی تعداد و دیگر معاملات

*439: محترمہ عارفہ خالد پرویز: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز ش بیان فرمائیں

گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے ملازم پیشہ خواتین کی سولت کے لئے ضلع لاہور میں بے بی، ڈے کیسر سنٹر ز بنائے ہیں، اگر بنائے ہیں تو ان کی تعداد کیا ہے اور وہ کس کس مقام پر بنائے گئے ہیں، تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

(ب) اگر جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت پنجاب لاہور میں ملازم پیشہ خواتین کی فلاح و بہبود اور سولت کو مد نظر رکھتے ہوئے، بے بی، ڈے کیسر سنٹر ز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصول رپورٹ کے مطابق:-

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور نے بال مقابل پولیس اسٹیشن وحدت کالونی لاہور میں ملازم پیشہ خواتین کے لئے ایک عدد بے بی، ڈے کیسر سنٹر بنایا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور میں ملازم پیشہ خواتین کی فلاح و بہبود اور سولت کے لئے سال 2008-09 میں مزید دو عدد بے بی، ڈے کیسر سنٹر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل مقامات پر ہوں گے۔

1- بے بی، ڈے کیسر سنٹر کالج آف کمیونٹی میڈیسین شادمان لاہور۔

2- بے بی، ڈے کیسر سنٹر، سول سیکرٹریٹ پنجاب لاہور۔

ملتان روڈ لاہور تاچوک علم دین روڈ جیب پارک (گلشن والی گلی) کی تعیر نو کامسلہ

*525: چودھری جاوید احمد (ایڈو وکیٹ) کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز ش بیان

فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ملتان روڈ لاہور تاچوک علم دین میں روڈ جیب پارک (گلشن والی گلی) کی تعیر نو کیلئے چھ ماہ قبل بھری ڈال کر محکمہ غائب ہو گیا مقامی آبادی گرد و غبار اور ناہموار سڑک کی وجہ سے سخت پریشان ہے؟

(ب) مذکورہ سڑک کو آج تک مکمل نہ کرنے کی وجہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا حکومت ایسے پراجیکٹ کے اجراء پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے کہ جن کی حتمی تخلیل کیلئے فروز بھی میسر نہ ہوں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ سڑک کو نامکمل چھوڑنے کے ذمہ دار افسران / اہلکاران کے خلاف کارروائی کرنے اور سڑک کو فوری مکمل کرنے کے لئے تیار ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست نہ ہے کہ ملتان روڈ لاہور تاچوک علم دین میں روڈ جیب پارک (گلشن والی گلی) کی تعیر نو کے لئے چھ ماہ قبل بھری ڈال کر محکمہ غائب ہو گیا۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ یہ منصوبہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور، پراجیکٹ کو آرڈینیٹر، کمیونٹی اپ لفت پر گرام، ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن اقبال ٹاؤن، لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈولیپمنٹ کے انجدیز نگ ونگ اور یونین کو نسل نمبر 117 کے زیر نگرانی زیر غور نہ ہے۔

(ب) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

(ج) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

(د) جواب جز (الف) کے مطابق ہے۔

میاں چنوں شر میں واٹر سپلائی و سیورٹج کے مسائل

552*: راتا بابر حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی ازراہ نواز شہیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) میاں چنوں شر کی کتنی آبادی کو واٹر سپلائی اور سیورٹج کی سولت حاصل ہے، کون کون

کی آبادیاں ان سولیات سے محروم ہیں؟

(ب) سال 2000 سے آج تک واٹر سپلائی اور سیورٹج کی سولیات پہنچانے کے لئے اس شر
میں سال وار کتنی رقم کن کن منصوبہ جات پر خرچ ہوئی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس شر کی نوے فیصد آبادی واٹر سپلائی اور سیورٹج کی سولیات سے
محروم ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ شر کی آبادی جوان سولیات سے مستفید ہو رہی ہے اس کو واٹر
سپلائی کے لئے جو پانی فراہم کیا جاتا ہے وہ ناقص اور غیری معیاری ہے، کیونکہ واٹر سپلائی کے
پائپ پرانے اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں؟

(ه) کیا یہ بھی درست ہے اس شر کا سیورٹج سسٹم کام نہیں کر رہا کیونکہ سیورٹج کے پائپوں اور
لاسن کی کبھی بھی مناسب صفائی نہیں ہوئی جس کی وجہ سے سارے شر میں گندہ پانی جگہ
جگہ کھڑا ہے؟

(و) کیا حکومت اس شر کو واٹر سپلائی کی فراہمی اور سیورٹج سسٹم کو از سر نوڈالنے کے لئے
منصوبہ بنانے اور اس کے لئے رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں توکب، اگر نہیں
تو اس کی وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونسل ایڈمنیسٹریشن میاں چنوں سے موصولہ روپورٹ کے مطابق:

(الف) میاں چنوں شر تین یونین کو نسل نمبر 747372 پر محیط ہے میاں چنوں شر کی پرانی تمام
آبادیوں کو سیورٹج سسٹم کی سولت میسر ہے جب کہ واٹر سپلائی کی فراہمی کے لئے 13 واٹر
ورکس کے ذریعے لوگوں کو پیئے کا پانی فراہم کیا جا رہا ہے لیکن واٹر سپلائی پائپ لائن 1985
میں بچھائی گئی تھی۔ بالکل بوسیدہ ہو چکی ہے۔ جس کی بنیاد پر واٹر سپلائی مؤثر طریقے سے نہ ہو
رہی ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظری ایم اے میاں چنوں نے عوام کو صاف اور صحیح مند
پانی فراہم کرنے کے لئے شر کی ہر یونین کو نسل میں تین تین فلٹریشن پلانٹس لگائے ہیں۔

جس سے لوگوں کو بلا معاوضہ پینے کا صاف پانی میسر ہو رہا ہے۔ جب کہ لمحہ آبادیوں میں سیور تج و اٹر سپلائی کی سولیات میسر نہ ہیں۔ کیونکہ ان آبادیوں کے مالکان نے باضابطہ طور پر اپنی کالونیوں کو منظور نہ کروایا ہے۔ جب تک یہ کالونیاں باضابطہ طور پر منظور نہیں ہو جاتیں تو اس وقت تک ٹی ایم اے نیادی سولیات کی فراہمی عمل میں نہ لاسکتی ہے۔

(ب) ٹی ایم اے میاں چنوں نے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم کے آغاز 2001 سے لے کر اب تک سیور تج سسٹم کو موثر بنانے کے لئے ایک کروڑ 88 لاکھ 30 ہزار روپے خرچ کئے ہیں۔ جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جب کہ واٹر سپلائی کی بوسیدہ پائپ لائن کی تبدیلی کے لئے خطیر رقم درکار ہے اور ٹی ایم اے میاں چنوں اپنے محدود مالی وسائل میں رہتے ہوئے ان میگا پراجیکٹ پر عمل درآمد نہ کر سکتی ہے تاہم جس جگہ پائپ لائن کی لیکچ ہوتی ہے اسے مرمت کیا جاتا ہے یا تبدیل کروایا جاتا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ ٹی ایم اے میاں چنوں نے انٹرنل سیور لائن کو بچھانے کے لئے گزشتہ سات سال کے دواں ایک کروڑ 88 لاکھ روپے کی خطیر رقم خرچ کی ہے۔ جس سے سیور لائن کی تخصیب عمل میں لائی گئی۔ جب کہ واٹر سپلائی کی بوسیدہ پائپ لائن کی وجہ سے پانی کی فراہمی جزوی آبادی کو موثر طریقے سے نہ ہو رہی ہے۔ البتہ تبادل انتظام کے طور پر میاں چنوں شر میں 70 لاکھ روپے کی لاگت سے 10 عدد دو واٹر فلٹر یشن پلانٹ کی تخصیب عمل میں لائی گئی ہے۔ جس سے لوگوں کو صاف اور صحت مند پانی بلا معاوضہ فراہم کیا جا رہا ہے۔

(د) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ واٹر سپلائی پائپ لائن بوسیدہ ہو چکی ہے جس کی وجہ سے واٹر سپلائی لائن جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے جس کی وجہ سے آبادیوں کو موثر طریقے سے پانی کی سپلائی نہ ہو رہی ہے لیکن واٹر سپلائی پائپ لائن کی لیکچ سے متعلق جب بھی کوئی شکایت موصول ہوتی ہے۔ ٹی ایم اے میاں چنوں فوری طور پر ان پائپ لائنوں کی مرمت / تبدیلی عمل میں لاتی ہے جبکہ پوری واٹر سپلائی لائن کی تبدیلی کے لئے ٹی ایم اے میاں چنوں کے پاس فنڈ زد ستیاب نہ ہیں البتہ طور تبادل انتظام فلٹر یشن پلانٹ کی تخصیب کی گئی ہے۔

(ه) ٹی ایم اے میاں چنوں نے شر میں صفائی کے، بہتر انتظامات اور سیور تج سسٹم کو بحال رکھنے کے لئے سپیشل سکواؤ تشكیل دیئے ہیں اس کے علاوہ ٹی ایم اے میاں چنوں نے صفائی کے بہتر انتظامات اور بند سیور لائن کو کھولنے کے لئے سکریونٹ اور سیور جینگ مشین کی

خریداری بھی بذریعہ سی بی عمل میں لائی ہے اور جب بھی سیور لائن کے بند ہونے کی شکایت موصول ہوتی ہے تو ان جدید مشینری کے ذریعے فوری طور پر شکایت کا ازالہ کیا جاتا ہے البتہ بارشوں کے دوران نشیبی علاقوں میں پانی کی نکاسی کے فوری اقدامات عمل میں لائے جاتے ہیں۔

(و) ٹی ایم اے میاں چنوں واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی اپنے محدود مالی وسائل کی وجہ سے عمل میں نہ لاسکتی ہے واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی پر اخراجات انداز 6 کروڑ روپے ہیں اور اگر حکومت پنجاب خصوصی گرانٹ جاری فرمائے تو واٹر سپلائی پائپ لائن کی تبدیلی عمل میں لائی جاسکتی ہے۔ مزید برآں ٹی ایم اے میاں چنوں نے USAID کے جاری پروگرام DTW Programme (Districts That Work) کے تحت محلہ شش پورہ، صادق کالوں میں نئی واٹر سپلائی لائن بھگانے کے لئے 38 لاکھ روپے کا تخمینہ مرتب کر کے ارسال کیا ہے اور جیسے ہی فنڈز کی دستیابی ہوئی ان علاقہ جات میں نئی واٹر سپلائی پائپ لائن کی تنصیب عمل میں لائی جائے گی اس کے علاوہ سیور ٹچ سسٹم کو موثر بنانے کے لئے مین ٹرنک سیور لائن جو کہ سال 1983 میں بچھائی گئی تھی اب اس کی میعاد پوری کرچکی ہے اور اس کی تبدیلی ناگزیر ہے۔ لہذا حکومت پنجاب میں سیور لائن کی تبدیلی کے لئے بھی فنڈز جاری فرمائے تاکہ سیور ٹچ سسٹم کو مزید بہتر بنایا جاسکے۔

ٹی ایم اے رحیم یار خان سے گھوست سینٹری ورکرز

کو چودہ کروڑ کی ادائیگی کا مسئلہ

575*: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی اور اہنوزش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے رحیم یار خان نے 28 برس میں گھوست سینٹری ورکرز کو 14 کروڑ کی ادائیگی کر دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں ملوث تمام ٹی ایم اوز کوڈی جی انسپکشن نے مخصوص قرار دیکر انکو ائری سے نکال دیا ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا کیس کی انکوائری کرانے اور اس میں ملوث آفیسران والہکاران کے خلاف کارروائی کرنے کا رادر کھتی ہے؟

(د) کیا حکومت اس کیس میں ملوث آفیسران سے جنہوں نے 14 کروڑ گھوست سینٹری ورکروں کو ادائیگی کی، وہ واپس لینے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجہات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

ٹی ایم اے رحیم یار خان سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:

(الف) تحصیل مو نسل آفیسر کی اطلاع پر اینٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ کی جانب سے چھاپے کے دوران ٹی ایم اے رحیم یار خان میں سینٹری ورکروں کی تختواہ جات میں غبن کا اکشاف ہوا جس پر ٹی ایم اے رحیم یار خان کی طرف سے چھٹھی نمبر 1114 11-04-2005 مورخ 11 بنا م صوبائی ڈائریکٹر لوکل فنڈز آڈٹ و چھٹھی نمبر 1113 11-04-2005 مورخ 11 بنا ڈائریکٹر لوکل فنڈز آڈٹ لکھنے پر حکومت پنجاب کی طرف سے پیش آڈٹ برائے سال 1979 تا 2005/2 کر دیا گیا پیش آڈٹ رپورٹ میں کل مبلغ 14,50,24,062/- روپے تختواہ جات کی مدد میں غبن ظاہر کیا گیا لیکن اس رقم میں مبلغ 36,393/- 2 روپے کی رقم کے ووچر بوقت آڈٹ دستیاب نہ ہوئے لہذا مبلغ 36,393/- 2 روپے کی تمام رقم کو غبن نہ کہا جا سکتا ہے۔ اس طرح 11,72,87669/- 1979-80 سال تا 2005/2 تختواہ جات کی مدد میں غبن ہوئے ہیں جس کے لئے پیش آڈٹ رپورٹ میں محمد بشیر بل کلرک اور محمد رفیق طاہر کیشیسر کو اس غبن کا مرتبہ تکمیل ہے۔

علاوہ ایسیں صوبائی ڈائریکٹر لوکل فنڈز آڈٹ نے بھی اپنی رپورٹ مورخ 15-08-2005 میں تحریر کیا ہے کہ غبن میں محمد بشیر کلرک اور محمد رفیق طاہر کیشیسر ملوث ہیں۔ تحصیل ناظم رحیم یار خان کے حکم پر مورخہ 14-04-2005 کو 5 ممبران تحصیل کو نسل رحیم یار خان پر مشتمل انکوائری کمیٹی نے اپنی رپورٹ مورخ 29-06-2005 میں محمد بشیر کلرک، محمد رفیق طاہر ہیڈ کیشیسر اور سینٹری انپکٹر ان میاں عبدالقدیر، بابر صدیق، ذوالفقار احمد کو اس غبن میں ملوث قرار دیا ہے۔

(ب) پنجاب لوکل کو نسلن اکاؤنٹس رو لز 1981 و پنجاب لوکل گورنمنٹ اکاؤنٹس رو لز 2001 کے تحت سینٹری ورکرز کی تتخواہ جات کے لئے چیف آفیسر ہی Drawing & Disbursing Officer رہا ہے۔ جس میں اکاؤنٹس برائج تتخواہوں کے بلنچیک کرتی ہے اور آڈٹ بل پاس کرتا ہے نیز واضح رہے کہ تتخواہ جات کی چلت کے لئے عملہ صفائی کا چیک چیف آفیسر کے نام ہی مرتب ہوتا رہا ہے اور چیف آفیسر نے کیشیں کو اس سلسلہ میں کیش کے حصول اور اس کی چلت کے لئے اختیار دے رکھا تھا اس طرح تحصیل میونپل آفیسر ان اور تحصیل ناظمین پر براہ راست ذمہ داری عائد نہ ہوتی ہے تحصیل میونپل آفیسر ان اور تحصیل ناظمین شعبہ فناں کی طرف سے سفارش کردہ چیک ہائے تتخواہ جات پر اکاؤنٹس اور بزن س رو لز کے تحت دستخط کرتے رہے جبکہ اکاؤنٹ آفیسر فناں اور آڈٹ کے علاوہ جملہ معافہ کرنے والی ڈویژنل و صوبائی انتخابی ٹیکسٹ بھی اس غبن کی نشاندہی کرنے میں ناکام رہیں۔

کیشیں آڈٹ رپورٹ کی روشنی میں عرصہ 1979-80 تا فروری 2005 کے لئے مذکورہ بالارقم مبلغ 14,50,24,062 روپے کے غبن کی انکوائری حکومت پنجاب کی جانب سے دو مرحلہ میں کی جا رہی ہے۔ جس میں پہلے مرحلہ میں 13 اگست 2001 تا فروری 2005 انکوائری جناب سیکرٹری صاحب محکمہ مقامی حکومت و کیونٹی ڈولیپمنٹ حکومت پنجاب لاہور (مجاز انتخابی) کے ہاں انکوائری میں شامل آفیسر ان / اہلکار ان کی ذاتی شناوی زیر سماعت ہے جبکہ دوسرے مرحلہ یعنی سال 13-08-2001 تا 1979-80 کی انکوائری ہونا باقی ہے۔

(ج) انکوائری مذکورہ مجاز انتخابی کے پاس زیر سماعت ہے انکوائری میں جو بھی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق قصور وار کے خلاف کارروائی ہو گی۔

(د) انکوائری میں جو بھی ملازم قصور وار پایا جائے گا بھاطباق فیصلہ جناب سیکرٹری محکمہ مقامی حکومت و کیونٹی ڈولیپمنٹ حکومت پنجاب لاہور (مجاز انتخابی) حسب ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

لاہور، کراون سینما چوک نزد میں بازار گڑھی شاہو
میں ٹریفک سگنلز نصب کرنے کا مسئلہ

*606: محترمہ انجم صدر: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کراون سینما چوک نزد میں بازار گڑھی شاہو میں ٹریفک سگنلز نصب نہیں ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چوک میں اکثر اوقات ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چوک میں آئے روز خادثات بھی ہوتے رہتے ہیں؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا اس چوک میں ٹریفک کے بھاؤ کو روائی رکھنے کے لئے حکومت ٹریفک سگنلز نصب کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

چیف ٹریفک آفیسر لاہور سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) درست ہے کہ کراون سینما چوک میں بازار گڑھی شاہو میں ٹریفک سگنلز نہیں ہیں۔

(ب) کراون سینما چوک میں سٹی ٹریفک پولیس مینول اشاروں سے ٹریفک روائی رکھتی ہے اور ٹریفک جام نہیں ہوتی مگر علامہ اقبال روڈنگ ہونے کی وجہ سے شام کے اوقات ٹریفک کا لوڈ بڑھ جاتا ہے۔

(ج) کراون سینما چوک میں آئے دن خادثات نہیں ہوتے تاہم علامہ اقبال روڈنگ ہونے کی وجہ سے ٹریفک کا شام کو لوڈ بڑھ جاتا ہے مگر ڈیوٹی پر موجود ٹریفک وارڈنر ٹریفک کو روگولیٹ کرتے ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کے بھاؤ کو بہتر بنائے کر خادثات پر قابو پایا جاتا ہے۔

(د) یہ امر طے شدہ ہے کہ ٹریفک سگنلز کی تنصیب سے ٹریفک کے بھاؤ کو بغیر کسی تعطل کے جاری رکھا جاسکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ڈی آئی جی سٹی ٹریفک لاہور کی جانب سے شرکے مختلف پوائنٹ ہائے کا سروے کیا گیا ہے۔ جس کے مطابق چوک تاج کراون سینما بھی ایسا پوائنٹ ہے جہاں ٹریفک سگنل لگایا جانا ضروری ہے جس کی بابت ضروری رپورٹ ڈپٹی انپکٹر جنرل آف پولیس سٹی ٹریفک لاہور کو ارسال کی جا چکی ہے۔

تلہ گنگ، حلقوپی پی-23 کی یونین کو نسل ڈھرناں میں بھلی میا کرنے کا مسئلہ

* 611: ملک محمد ظہور انور: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شیان فرمانیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقوپی پی-23 تفصیل تلہ گنگ کی یونین کو نسل ڈھرناں میں بھلی میا کرنے کی منظور شدہ سکیم جس میں ڈھوک ہائے پنڈال سومرا اور چھپڑ شامل ہیں، فنڈز میا کرنے کے باوجود معطل کر کے کام بند کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کام کس کی ایسا پر بند ہے؟

(ج) اگر مذکورہ کام unauthorized طور پر کسی سیاسی اور مقامی دباؤ کے تحت بند کیا گیا ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے اور اس کا کیا سد باب کیا گیا ہے اور کیا ذمہ دار ان کے خلاف کارروائی کا رادہ ہے؟

(د) اگر کوئی امرمانع نہیں ہے تو کب تک مذکورہ مقامات پر حکومت دوبارہ کام شروع کرنے کا رادہ رکھتی ہے، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھووسہ):
صلحی حکومت چکوال سے موصولہ روپورٹ کے مطابق:-

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حلقوپی پی-23 تفصیل تلہ گنگ کی یونین کو نسل ڈھرناں میں بھلی میا کرنے کی منظور شدہ سکیم ڈھوک ہائے پنڈال سومرا اور چھپڑ میں جاری کام کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| ذیل ہے:- | نمبر شمار | سکیم کا نام | رقم | تفصیل |
|-----------------------------|-----------|---------------------|--------|------------------|
| کھبوبی کی تفصیل کا کام مکمل | 1 | ڈھوک پنڈال | 2.923m | FKVA/T LTPC HTPC |
| ہو چکا ہے۔ ٹرانسفارمرز کی | 1 | 1 x 50 | 34 | 54 |
| تفصیل اور اتفاقی کنڈکٹر فنگ | 2 | 3 x 25 | 27 | 25 1.648m |
| کام جاری ہے۔ | 2 | کام مکمل ہو چکا ہے۔ | | |
| (ب) جز (الف) کے مطابق ہے۔ | | | | |
| (ج) جز (الف) کے مطابق ہے۔ | | | | |
| (د) جز (الف) کے مطابق ہے۔ | | | | |

میاں چنوں شر کی طرح دیکھی علاقہ جات سے بھی سیور تج

اور ایکٹریسٹی کے چار جزو صول نہ کرنے کا مسئلہ

* 614: رانا بابر حسین: کیا وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی از راہ نواز شہزادیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی ایم اے میاں چنوں شریوں سے سیور تج کی صفائی اور ایکٹریسٹی کے

بل یا چار جزو صول نہیں کر رہی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹی ایم اے مذکورہ دیکھی علاقہ جات میں سیور تج کی صفائی اور

ایکٹریسٹی کے بل یا چار جزو صول کر رہی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شریوں کی نسبت چکوک میں زیادہ غربت ہے اور لوگ یہ

بل / چار جزا نہیں کر سکتے؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس دوھری پالیسی کی وجہات کیا ہیں، کیا

حکومت دیکھی لوگوں کو بھی مذکورہ ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیئے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر

نہیں تو اس کی وجہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و سماجی ترقی (سردار دوست محمد خان کھوسہ):

تحصیل میونپل ایڈمنیسٹریشن میاں چنوں سے موصولہ رپورٹ کے مطابق:-

(الف) درست ہے کہ ٹی ایم اے میاں چنوں شر میں اپنے انفار اسٹر کچر کیلئے جو ایکٹریسٹی بل آتے

ہیں ان کی ادائیگی خود کرتی ہے جبکہ سیور تج صفائی کیلئے اوارہ ہذا نے حسب ضابطہ ڈر تج

ٹکس عائد کیا ہوا ہے جس کی وصولی صرف شری باشندگان سے کی جاتی ہے اور اس ٹکس

کے حصول کے مقابل ٹی ایم اے شری سطح پر زیادہ سے زیادہ میونپل سرو سرز فراہم کرتی

ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ اگر کسی دیہات کی سیور تج بلاک ہو جائے تو ٹی ایم اے میاں چنوں مطالبه

پر مشین فراہم کرتی ہے۔ کیونکہ ٹی ایم اے میاں چنوں نے دوران سال

PUL 2007-08 مشین خرید کی ہے اور روائی مالی سال کے دوران

چار جز کی مد میں بجٹ گنجائش نہ ہونے کی بناء پر دور را زد دیہاتوں میں سیور تج لائیں کی صفائی

مشین کی فراہمی اس صورت میں کی جاتی ہے کہ متعلّقہ دیہات کے

عوام اپنی مدد آپ کے تحت ڈیزل کی فراہمی عمل میں لائیں۔ مزید یہ کہ حکومت کی پالیسی

کے مطابق محکمہ پبلک سیلٹھ انجینئرنگ نے تمام سیورٹج اور واٹر سپلائی سکیمز مکمل کر کے متعلقہ دیہات کی تشکیل کردہ user committee کے حوالے کر دی ہیں جو کہ وہاں کے لوگ اپنی مدد آپ کے تحت چلانے کے پابند ہیں اور اس سلسلہ میں جملہ اخراجات علاقہ کے لوگ ادا کرتے ہیں۔ تاہم ادارہ ہذا نے ممبر ان تحریکیں کو نسل کی تجویز پر سال 2008-09 کے بجٹ میں دیکی علاقہ کی سیورٹج سکیمیوں کی صفائی کیلئے POL چار جز کی مد میں رقم مختص کر دی گئی ہے تاکہ بلا معاوضہ دیکی علاقہ میں سرو سز فراہم کی جاسکیں۔ مزید بر ایں الیکٹریسٹی چار جزو غیرہ میں ایم اے دیکی علاقہ سے وصول نہ کر رہی ہے۔

(ج) درست ہے کہ شروع کی نسبت دیہات میں زیادہ غربت ہے تاہم user committees اجتماعی طور پر بلوں کی ادائیگی کر رہی ہے شروع کی نسبت دیہات میں ادائیگی بلوں کی استطاعت کم ہے۔

(د) TMA میاں چنوں قواعد کے خلاف کوئی وصولی نہ کر رہی ہے حکومت کی پالیسی کے مطابق دیہات میں سیورٹج اور واٹر سپلائی سکیمز چلانے کے اخراجات user committee برداشت کرتی ہے شری علاقہ کے عوام زیادہ ٹککیں ادا کرتے ہیں اور ادارہ کو شر سے آمدن بھی دیکی علاقہ کی نسبت زائد ہوتی ہے۔ تاہم حکومت جو پالیسی مرتب کرے گی اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

چودھری محمد شفیق: پونٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضی: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلینز تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب پونٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد شفیق: جناب سپیکر! آپ نے وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے میرا سوال تو اسی ضمن میں تھا۔ کیا میں وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں کہ ---

جناب سپیکر: اب اس پر کوئی سوال نہیں ہو سکتا پلیز تشریف رکھیں۔ تھاریک استحقاق کا وقت شروع ہو چکا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میرا بہت important point of order ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے تو سارے ہی پواہنٹ آف آرڈر important ہوتے ہیں، کون سا important نہیں ہے۔ اب تھاریک استحقاق لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز پواہنٹ آف آرڈر پر بات کرنے دیں۔ میں فوڈ سٹیپ کے بارے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ یہ فوڈ سیکیم ہے۔ سٹیپ ختم ہو گئی ہے اور میری اطلاع کے مطابق اب سیکیم شروع ہے۔ اگر اس بارے میں آپ کے سوالات ہیں تو آپ دے دیں ان کے جوابات لے لیں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! پلیز مجھے بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہ تمام ایمپی ایز کو پانچ پانچ ہزار فوڈ سٹیپ دیں گے لیکن انہوں نے اتنی ہی مربانی سے خواتین کو ایک ایک ہزار دیئے ہیں چلوانٹ کے منہ میں زیرہ لیکن اخباروں میں یہ آرہا ہے کہ یہ تقسیم ہو گئے ہیں۔ مجھے تو یہ political distribution نظر آ رہی ہے کیونکہ ہمارے بچوں سے تو کسی کو بھی نہیں ملے۔ اگر حکومت دعویٰ کرتی ہے کہ ہم انصاف کریں گے جیسے کل یوسف رضا گیلانی صاحب نے اپنی تقریر میں بھی یہ بات کی تھی کہ ہم سب کچھ ensure کریں گے لہذا منسٹر صاحب اس سلسلے میں ensure کرادیں چونکہ انہی تک اپوزیشن کے کسی بھی ممبر کو فوڈ سٹیپ میں نہیں ملیں۔ اس بارے میں ان کی کیا پالیسی ہے؟ اگر یہ ensure کرادیتے ہیں تو good and well نہیں تو ہم تھاریک استحقاق لا گئیں۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میں جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن وزیر خوارک جواب دے رہے ہیں لہذا آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! ابھی محترمہ نے جو raise point کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے تو ہمیں appreciate کرنا چاہئے کہ آج تک پنجاب کی تاریخ میں اتنی اچھی سکیم نہیں آئی۔ اس میں جو پانچ پانچ ہزار کا target ویا گیا تھا اس پر ابھی work ہو رہا ہے۔ میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ بلا تفہیق ہے۔ یہ mention نہیں کیا جا رہا کہ یہ (ن) الگ والوں کو دینا ہے، پہلے پارٹی کو دینا یا (ق) الگ کو دینا ہے بلکہ یہ across the board policy چل رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس بات پر آپ کی طرف سے کوئی appreciation نہیں آئی۔
ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میں اس چیز کو appreciate کرتی ہوں۔

وزیر خوراک (ملک ندیم کامران): میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ خواتین کی مخصوص نشستوں کے لئے ہزار ہزار رکھا گیا ہے اگر یہ مناسب سمجھتی ہیں اور ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اسے بڑھانا ہے تو اس پر work کر کے آپ کو بتاویں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب طاہر احمد سندھو: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوانٹ آف آرڈر ہو تقریر نہ ہو۔

جناب طاہر احمد سندھو: جناب سپیکر! میرا point بڑا relevant ہے اور میرا خیال ہے کہ پورا ایوان مجھے support کرے گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک بڑا discriminatory رویہ ہے کہ تمام معزز ممبر ان اسمبلی کی تنوادہ س ہزار ہے جو اس کے status کے برابر نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہو سٹل میں جو کٹوتی ہو رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ accommodation کے لحاظ سے کافی زیادہ ہے۔ لہذا میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر ان کی تنوادہ ان کے status کے مطابق بڑھائی جائے اور جو کٹوتی کی جا رہی اس میں کمی کی جائے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہاں اس پر کوئی comments نہیں ہوں گے۔ شکریہ۔ محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی تحریک استھاق ہے۔ محترمہ! آپ نے لکھ کر بھیجا ہے کہ میری تحریک استھاق نمبر 19 جو ہے وہ withdraw کر لی جائے؟

محترمہ دیبا مرزا: جی۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنی تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کریں۔

سہزہ زار لاہور میں خاتون رکن اسمبلی کے گھر چوری پر ایف۔ آئی۔ آر درج کرنے اور ملزمان کو گرفتار کرنے میں تاثیر

محترمہ دیبا مرزا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متعلقہ ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخ 26۔ جولائی 2008 کو وزیر اعلیٰ کے دورہ سیالکوٹ کے سلسلے میں تھی کہ میری غیر موجودگی میں میرے گھر واقع سہزہ زار لاہور میں چوری کی واردات ہوئی جس میں میر الاکھوں کا نقصان ہوا۔ جس کی ایف۔ آئی۔ آر کے اندرج کے لئے فوری میں نے تھانے سہزہ زار لاہور میں درخواست جمع کروادی لیکن ایف۔ آئی۔ آر دس دن کے بعد درج کی گئی۔ ابھی تک پولیس کسی ملزم کو گرفتار نہیں کر سکی ہے۔ میرے گھر میں ہونے والی واردات کا مقدمہ درج نہ کرنے، ملزم گرفتار نہ کرنے اور دیگر قانونی کارروائی نہ کرنے سے میرا استحقاق مجرد ہوا ہے۔

جناب سپیکر! متعلقہ تھانے کا لیں۔ اتفاق۔ او بالکل میرے ساتھ تعاون نہیں کر رہا اور نہ ہی کوئی کارروائی کی جا رہی ہے۔ میرا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے لہذا میری تحریک استحقاق باضابطہ قرار دے کر استحقاق کمیٹی کے پردازی کی جائے۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: جی، لاءِ منسٹر صاحب!

جناب سپیکر: Order please, order in the House. تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے اور وزیر قانون صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ مربانی کر کے خاموشی سے سنیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شناہ اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کا جواب تو مجھے ابھی تک موصول نہیں ہوا لیکن میں محترمہ سے یہ کہوں گا کہ C.C.P.O, Lahore اور متعلقہ S.H.O سے میر ار ایٹھ ہو گیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر میں اس کا جواب موصول ہو جائے گا کہ یہ کوتاہی کیوں ہوئی ہے، دس دن تک پچھے کیوں درج نہیں ہوا اور پچھے درج ہونے کے بعد اس کی progress کیا ہے؟ ملzman کی گرفتاری سے متعلق اگر کوئی کوتاہی ہے تو اس پر بھی action ہو گا۔ میں انھیں یقین

دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں ضروری کارروائی کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ آج ہی orders کر دیئے جائیں گے۔ آپ اس تحریک کو pending فرمادیں یا پھر محترمہ اپنی تحریک والپس لے لیں۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! میری متعلقہ تھانے میں کل ہی بات ہوئی ہے لیکن وہاں پر ابھی تک کوئی progress نہیں ہو سکی لہذا انزارش ہے کہ میری اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔
جناب سپیکر: آپ شاید وزیر قانون صاحب کی بات نہیں سن سکیں، انہوں نے متعلقہ افسران کو بلوایا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگر یہ تحریک کمیٹی کے سپرد کی جائے گی تو کم از کم دو تین ماہ میں اس کی رپورٹ آئے گی۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آج ہی متعلقہ حکام کو بلوا کر اس بات کو ensure کروں گا کہ ان کا جو نقصان ہوا ہے اس کا ازالہ ہو جائے۔

محترمہ دیبا مرزا: جناب سپیکر! ٹھیک ہے، میری اس تحریک کو pending کر دیا جائے۔
جناب سپیکر: جی، بہتر ہے۔ محترمہ دیبا مرزا صاحبہ کی تحریک کو pending کیا جاتا ہے۔
جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 08/22، سردار خالد سلیم بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، بھٹی صاحب!

ایڈیشنل آئی۔ جی (ٹریننگ) فیاض میر کا رکن اسمبلی سے ہتک آمیز رویہ
سردار خالد سلیم بھٹی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسے سبکی کی فوری دخل اندازی کا متنقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ گزشتہ ماہ، میں آئی۔ جی آفس گیا وہاں سے ایڈیشنل آئی۔ جی (ٹریننگ) فیاض میر کے دفتر گیا تو باہر ان کے چپڑا سی کو آفسر موصوف سے ملاقات کا کام۔ اس نے دروازہ کھول کر کہا کہ آپ اندر چلے جائیں۔ میں آفسر موصوف کو سلام کر کے کر سی پر بیٹھ گیا اور اپنا تعارف کروایا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور حکماً فرمانے لگے کہ آپ کو دفتر آنے کے آداب کا پتا نہیں ہے، جب تک میں آپ کو اپنے دفتر میں آنے کی اجازت نہ دوں تو تم اندر نہیں آ سکتے۔ میں نے کہا مجھے آپ کے چپڑا سی نے خود دروازہ کھول کر اندر آنے کا کام۔ موصوف بولے اب

اگر میں آپ کو اپنے دفتر سے نکال دوں تو پھر؟ میں نے کہا کہ آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ آپ کو ممبر پنجاب اسمبلی سے اس طرح کارویہ اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ جب ایم۔پی۔ اے کے ساتھ آپ کا یہ رویہ ہے تو عام پبلک کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہوں گے؟ ایڈیشنل آئی۔ جی کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے یوان کا استحقاق محروم ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو یوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دینے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! تحریک استحقاق پر بات کرنے سے پہلے میں ایک اہم مسئلہ پر آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ میرے علم میں لا یا گیا ہے کہ ہمارے محترم صحافی بھائیوں نے ٹوکن walk out کیا ہے۔ ان کا یہ مطالبہ ہے کہ ترقیاتی کاموں کی تجھیں کے لئے کوئی حتمی تاریخ دی جائے کیونکہ ترقیاتی کام نہ ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں صحافی بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں آج ہی وزیر اعلیٰ پنجاب محترم میاں محمد شہباز شریف سے بات کروں گا اور کوشش کروں گا کہ کوئی حتمی تاریخ لے کر دونوں چونکہ صحافی حضرات ٹوکن walk out پر ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔

جناب سپیکر: پریس والے تمام حضرات سے گزارش ہے کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔ اگر وہ سن رہے ہیں تو واپس تشریف لے آئیں کیونکہ وزیر قانون صاحب نے انھیں یقین دہانی کروادی ہے۔

(اس مرحلہ پر صحافی حضرات پریس گیلدری میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر: Welcome بہت شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق نمبر 22 کا جواب موصول نہیں ہوا۔ میری گزارش ہے کہ اس کو کل تک کے لئے pending کر دیں۔ میں اس کا جواب منگولیتا ہوں۔ یہ بڑا serious واقعہ ہے اگر اس طرح کا سلوک کسی بھی آفسر نے روار کھا ہے یا ان کی ایسی جرأت ہے تو حکومت بالکل فوری طور پر اس بارے میں ایکشن لے گی اور اس کے بعد اگر یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد ہو گا تو کمیٹی بھی اس پر کارروائی کرے گی۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اس کو pending کرتے ہیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پونٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک غلطی کی نشاندہی کرنا چاہتی ہوں تاکہ اسے درست کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس تحریک کے آخر میں لکھا ہوا ہے کہ "اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیں" جب استحقاق کمیٹی ہی نہیں ہے تو حوالے کیسے ہو گی؟ کم از کم لکھتے وقت یہ Special Committee کھو دیں۔ آپ اپنے عملے کو تاکید کریں کہ جب کمیٹیاں بنی ہی نہیں ہیں تو یہ استحقاق کمیٹی کیوں لکھ رہے ہیں؟ اللہ جانے یہ کمیٹیاں کب بنی ہیں لیکن کم از کم الفاظ تو صحیح رکھیں۔ جناب سپیکر: یہ آپ سے متعلقہ معاملہ نہیں ہے، میں دیکھ لوں گا۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 08/18، محترمہ رفتہ سلطانہ ڈار کی طرف سے ہے۔ محترمہ! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

موڑوے پولیس کے الہکار کی فون پر خاتون رکن اسٹبلی کے ساتھ بد تمیزی

محترمہ رفتہ سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسٹبلی کی فوری داخل اندازی کا متنقضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 12۔ اگست 2008 کی صبح میں اسٹبلی اجلاس میں شرکت کے لئے آرہی تھی کہ اسی دوران مجھے 30-9 بجے کسی عزیز کافون آیا کہ آپ بات کریں۔ میں نے موڑوے پولیس بیٹ نمبر 16 چیچو وطنی کسو وال روڈ پر تعینات سب انسپکٹر انطاڑق سے فون پر بات کرنا چاہی۔ اس نے پسلے تولیت ولعل سے کام لیا اور میرے بڑے اصرار کے بعد موصوف بات کرنے پر رضامند ہوئے۔ میں نے انہیں اپنا تعارف کروایا تو انطاڑق نے انتہائی غصے میں کہا کہ میں آپ کو نہیں جانتا۔ میں نے موصوف سے کہا کہ آپ نے میرے عزیز بلال جان (ایڈو وکیٹ) کے ساتھ کیوں بد تمیزی کی ہے؟ تو موصوف سب انسپکٹر نے کہا کہ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے آپ اس میں بلاوجہ مداخلت نہ کریں۔ میں نے انہیں بتایا کہ بلال جان (ایڈو وکیٹ) میرے عزیز ہیں اور میں ایک ایم۔ پی۔ اے ہوں جس پر موصوف سب انسپکٹر موڑوے پولیس نے کہا کہ میں کسی ایم۔ پی۔ اے کو نہیں جانتا۔ میں نے وہی کچھ کرنا ہے جو میرے من میں آئے گا۔ موصوف کے اس جواب پر میں نے انہیں کہا کہ میں آپ کے

اس سخت رویہ کی بابت اسمبلی کے اجلاس میں بات کروں گی تو موصوف کارویہ مزید ترش ہو گیا اور انہوں نے کماکہ محترمہ! آپ جو چاہیں کر لیں، میں آپ کے ماتحت نہیں ہوں اور نہ ہی جواب دہ ہوں۔ موصوف کے اس رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس معززاں کا استحقاق مجرد ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! یہ تحریک موڑوے پولیس سے متعلق ہے اور اس کا جواب موصول ہو گیا ہے لیکن یہ satisfactory نہیں ہے تو اس لئے آپ اس تحریک کو Special Committee کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: رفعت سلطانہ ڈار صاحبہ کی تحریک استحقاق نمبر 18 کو Special Committee کے سپرد کیا جاتا ہے۔

چودھری عبداللہ یوسف: پاؤ ائٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو Special Committee کے سپرد کیا جاتا ہے تو میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سپیشل کمیٹیاں کب تک چلیں گی؟ باقاعدہ مجلس قائمہ کب تک form ہوں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب والا! میں محترم ممبر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت بھی اور تمام لوگ بھی کل تک اس ملک کے اوپر جو آسیب کا سایہ تھا اس کو دفع کرنے کی لئے مصروف تھی۔ اس سے ہم اب فارغ ہو گئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اب یعنی پہاڑھر کھیں اور ان کی بات سنیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): اب جلدیہ کمیٹیاں بھی مکمل ہو جائیں گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو up take کرتے ہیں۔

میاں طارق محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں طارق محمود: جناب والا! ایک طرف تو ہم صوبائی خود مختاری کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ صدر کا ہمارے اوپر آسیب تھا۔ ان کی یہ بات بالکل ناجائز ہے۔

جناب سپیکر: آسیب آپ کے اوپر انہوں نے نہیں کہا۔ آپ کے اوپر تو یہ آسیب تھا ہی نہیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ صوبائی اسمبلیوں کا صدر کے ساتھ کیا واسطہ تھا تو میں ان کو یہ بنانے کی کوشش کروں گا کہ چاروں صوبائی اسمبلیاں صدر کا electoral college تھیں اور انہی صوبائی اسمبلیوں نے ان کو منتخب کیا تھا۔

معزز ممبر ان حزب اختلاف: انہوں نے بھی صدر کو ووٹ دیا تھا۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب آپ ان کی بات بھی سنیں۔ سننے کی ہمت رکھیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب والا! میں on the floor of the House ہوں اور حلقاً کہہ رہا ہوں کہ میں نے پرویز مشرف کو ووٹ نہیں دیا تھا۔

جناب سپیکر: شاباش۔

ملک محمد وارث کلو: میں نے وجیہہ الدین کو ووٹ دیا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ زندہ باد۔

میاں طارق محمود: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں۔ میں نے جو باتیں پر کی ہے انہوں نے میری بات شاید غور سے نہیں سنی۔ ایک تو بڑی مصیبت یہ ہے کہ جب بھی ہم پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوتے ہیں تو لاءِ منстра بھی جواب دینے کے لئے اٹھتے نہیں کہ Government side سے کوئی نہ کوئی ممبر کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس پر تو آپ رولنگ دیں کہ کیا ہمارے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب وزیر قانون نے دینا ہے یا کسی اسمبلی کے رکن نے دینا ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اگر اچھے وقت پر آپ مجھ سے رولنگ مانگیں گے تو ضرور دوں گا۔ یہ کوئی رولنگ والی بات نہیں ہے۔

میاں طارق محمود: جناب والا! آپ کی اس سلسلے میں رولنگ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: میں دیکھتا ہوں۔ جو بھی جواب دینا ہوتا ہے وزیر قانون صاحب خود دیتے ہیں کوئی اور نہیں دیتا۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! آپ جس منصب پر فائز ہیں آپ کو neutral ہونا چاہئے اور سب کے ساتھ برابر سلوک کرنا چاہئے۔ آپ ہر دفعہ treasury benches کی favour کر دیتے ہیں۔ یہی میری آپ سے گزارش ہے۔

جناب سپیکر: میں نے تو کبھی آپ کے متعلق ایسی بات سوچی بھی نہیں ہے۔

محترمہ خدیجہ عمر: آپ حکومتی پارٹی کی favour کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے ابھی کیا کام ہے؟

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! آپ ہر بات پر کوئی نہ کوئی comment کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب ہم ٹائم نہ شائع کریں۔

محترمہ خدیجہ عمر: جناب والا! آپ کوئی نہ کوئی comment کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو پھر میں کیا کروں، کبھی بات ہو جاتی ہے لیکن میں نے کبھی آپ کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں کی۔ میرے خیال میں آپ کو ریکارڈ بھی چیک کر لینا چاہئے۔ میں نے کبھی آپ کے خلاف کوئی بات نہیں کی ہے۔ (قطعہ کلامیاں) You are honourable member for me..

محترمہ انجم صفر: جناب والا! ہم تو ہر وقت ان کی ہی بات سنتے ہیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ شیخ علاؤ الدین! --- (قطعہ کلامیاں)

میاں طارق محمود: جناب! ہمارے پوانٹ آف آرڈر کا جواب کسی منسٹر کو دینا چاہئے؟ جب بھی اپوزیشن کی طرف سے کوئی رکن کھڑا ہوتا ہے تو اس کے جواب کے لئے حزب انتدار کے دوست کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس پر آپ کی رولنگ آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کے متعلق جوابات ہو گی تو یقیناً اس کا جواب لاے منستر ہی دیں گے لیکن اس point کے نام ممبر ان جس طرح سے آپ ممبر ہیں وہ بھی اسی طرح سے ممبر ہیں اور وہ House of order raise کر سکتے ہیں۔ اگر آپ غلط کہ رہے ہیں تو وہ اپنے مطابق صحیح جواب دے سکتے ہیں۔ اگر وہ غلط کہ رہے ہوں تو اس کا جواب آپ اپنے مطابق صحیح دے سکتے ہیں۔ انشاء اللہ House in order رہے گا اور رہنا چاہئے۔

میاں طارق محمود: مگر جناب! جواب تو وزیر قانون کو دینا چاہئے۔

جناب سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے کہ گورنمنٹ سے متعلق جوابات ہوتے ہیں اس کا جواب وزیر قانون دیتے ہیں اور وہ آپ کو مطمئن کرتے ہیں اور بعض اوقات مصالحہ زیادہ لگ جاتا ہے پھر آپ بنگنے لگ جاتے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

شیخ علاؤ الدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اور وہ کراچی گئے ہوئے ہیں اس لئے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 347، 349 اور 350 کو بھی کر لیا جاتا ہے۔ محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک

اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو وزیر بحث لانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار پہلے پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب 18 تاریخ کو آنا تھا لیکن نہیں آسکا کیونکہ جواب 18 کو پیش نہیں ہوا۔ اس لئے اگر جواب آگیا ہے تو دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاء اللہ خان): اس کا جواب موصول ہوا ہے اس کے مطابق میو ہسپتال انتظامیہ سے رپورٹ طلب کی گئی ہے اور انہوں نے یہ بتایا ہے کہ سکول آف فزیو تھریپی اور فزیو تھریپی ڈیپارٹمنٹ میں پانی کی سپلانی normal ہے اور کسی بھی قسم کی کوئی شکایت نہ ہے۔

جناب سپیکر: بھی، محترمہ! آپ نے ان کا جواب سن لیا ہے؟

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بھی، سن لیا ہے۔

جناب سپیکر: اب اس کو میرے خیال میں dispose of کر دیں تو بہتر ہے۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: بھی، کر دیں۔

جناب سپیکر: کیونکہ محرک اس کو press نہیں کرتیں اس لئے اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بھی آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 361 ہے۔

لاہور کے پانچ ٹاؤنز میں میو نپل آفیسروں کی تعیناتی

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوي کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق 5 ٹاؤنز میں میو نپل آفیسروں کی پوسٹیں خالی ہیں، ملازمین تنخوا کیلئے پریشان ہیں۔ تفصیل یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں پانچ ٹاؤنز میں میو نپل آفیسروں کی پوسٹیں خالی ہونے کے باعث درک چارج ملازمین کی تنخواہیں روک گئیں جس وجہ سے ملازمین سخت پریشان ہیں۔ ملازمین کو تنخواہیں میو نپل آفیسر کے دستخط کے بغیر جاری نہیں ہو سکتیں۔ یہ معاملہ اس قدر سُگین ہے کہ اسے فوری طور پر اسمبلی میں زیر بحث لاایا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضباط قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب والا! محترمہ کے اس معاملہ کا نوٹس لینے کے بعد اس کو چیک کروایا گیا ہے اور اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ تمام ٹاؤنز میں میو نپل آفیسر ز تعینات ہیں اور ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں ۔۔۔

محترمہ زوبیہ رباب ملک: شکریہ۔

جناب سپیکر: محترمہ اپنی تحریک التوائے کار کو press نہیں کرتیں اس لئے اسے dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد بھی آپ ہی کی تحریک التوائے کار نمبر 362 ہے۔

اشتہاری بورڈ آفیزاں کرنے پر پابندی کا مطالبہ

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوي کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ”بنگ“ مورخ 29 جون 2008 کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ گلبرگ فارہ

چوک میں نصب اشتہاری بورڈ 4 کروڑ 51 لاکھ میں نیلام۔ تفصیل یوں ہے کہ محکمہ پارکس اینڈ ہار نیکل پر اخباری نے حکومت کی بھلی بچاؤ ممکن کی بھلی خلاف ورزی کرتے ہوئے اشتہاری بورڈ نیلام کرنے شروع کر دیئے جبکہ جو کمپنی اتنے منگے داموں اشتہاری بورڈ خریدے گی وہ یقیناً بھلی کا خرچ بھی غیر قانونی طریقے سے کر گی۔ حکومت کے واضح احکامات کی خلاف ورزی کر کے قد آور اشتہاری بورڈ نصب کئے جا رہے ہیں جن کے نیچے آ کر کئی راہ گیر مارے گئے ہیں جن کی مثالیں پچھلے دنوں کے اخبارات میں آچکی ہیں جیسا کہ کلمہ چوک میں ایک راہ گیر ہلاک ہو گیا۔ حکومت اس طرح کے اشتہاری بورڈ آ ویزاں کرنے کیلئے فوری پابندی لگائے۔ نیز کوئی ایسا مربوط نظام واضح کیا جائے تاکہ عوام کو ان قاتل اشتہاری بورڈوں سے نجات مل سکے اور ملک و قوم کیلئے ایک بیش قیمتی خانہ ”بھلی“ ہے اس کی بھی بچت ہو سکے۔ یہ معاملہ اس قدر سمجھیں ہے کہ اسے فوری اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضباط قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا شاہ اللہ خان!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! اس تحریک کا کافی مفصل جواب مجھے نے بھیجا ہے لیکن اس کا updated portion جو محترمہ کا اس معاملے کا نوٹس دینے اور توجہ دلانے کے بعد گورنمنٹ نے کیا ہے کہ حکومت پنجاب کے شروں میں لگے تمام بورڈوں کی checking اور ان کی دوبارہ تنصیب کے لئے ایک جامع پالیسی بنا رہی ہے جو بہت جلد مکمل ہو جائے گی۔ اس پالیسی میں بھلی بچانے کی مختلف تجویز اور وابستا کے علاوہ دوسرے ذرائع مشلاً شمشی تو ناتائی وغیرہ کے استعمال پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔ اس پالیسی کے نفاذ کے بعد بورڈ گرنے کے واقعات میں مزید کمی ہو گی اور شرکی خوبصورتی میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ زوبیہ رباب ملک: جناب سپیکر! اس کا کوئی time frame ہو گا، یہ کب تک ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! within one month یہ سارے معاملہ مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: Not pressed within one month، ٹھیک ہے۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کا رਾਹੀਂ جس کے بارے میں تقریباً ایک ہفتہ پلے ڈپٹی سپیکر صاحب نے commitment کی تھی کہ میں وہ out of turn لے لوں گا۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے؟

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: تحریک التوائے کا نمبر 486۔

جناب سپیکر: وہ تو ابھی دور ہو گی نا۔ آگے چلیں گے تو آجائے گی۔

جناب خالد جاوید اصغر گھرال: جناب سپیکر! آپ نے جمعہ کو کما تھا کہ وہ Monday کو آجائے گی تو وہ ابھی تک نہیں آئی۔ آپ موقع دے دیں تاکہ میں کم از کم اسے پیش کر دوں۔

جناب سپیکر: جی، میں دیکھتا ہوں، اگر ٹائم مل گیا تو اسے لے لیں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آج کھادوں کی adjournment motion کے حوالے سے 2 گھنٹے بحث کا وقت مقرر ہے۔ میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ عام adjournment motion کو pending motions کر لیا جائے اور اس adjournment motion پر کھادوں پر بحث کرائی جائے کیونکہ یہ نہایت اہم اور سب سے اہم adjournment motion ہے۔ کھادوں کی ذخیرہ اندوزی اور black marketing پر آج بحث ہونی چاہئے۔ آپ نے خود ہی اس پر بحث کے لئے آج کا دن اور وقت مقرر کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی جی، ٹائم مقرر ہے۔ آپ کو اس میں کیا مسئلہ ہے؟ میں نے اس کے لئے ٹائم مقرر کیا ہوا ہے۔ وہ آگے آپ کی تحریک آرہی ہے۔ جی، محترمہ زوبیہ رباب ملک! آپ کی تحریک التوائے کا نمبر 465 ہے۔

شہراہ قائد اعظم پر چلنے والی بسوں میں کرایہ کی زائد وصولی

محترمہ زوبیہ رباب ملک: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شر میں شہراہ قائد اعظم پر چلنے والی بسوں روٹ نمبر 1 اور روٹ نمبر 3 پر عوام سے زبردستی بغیر کرایہ نامہ دکھائے دس روانے پیٹی شاپ وصول کر رہے ہیں حتیٰ کہ ریگل چوک تا اسمبلی ہال تک کرایہ

دس روپے ہے۔ محکمہ ٹرانسپورٹ نے کوئی ایسا کرایہ نامہ جاری نہ کیا ہے لیکن پرائیویٹ کمپنی عوام سے زائد کرایہ زبردستی لے رہی ہے جس سے روزانہ مسافروں کے جھگڑے ہوتے ہیں۔ یہ معاملہ اس قدر اہم ہے کہ اسے فوری طور پر حل کرنا بے حد ضروری ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا شاء اللہ خان!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاء اللہ خان): جناب سپیکر! اس میں مجھے کا جواب یہ ہے کہ اس سلسلہ میں ڈیزیل اور پٹرول کی قیمتوں میں پچھلے دو ماہ کے دوران ہونے والے 29 فیصد اضافے کی وجہ سے حکومت پنجاب محکمہ ٹرانسپورٹ نے پہلک ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ کیا ہے جس کے مطابق اب پہلی stage کی شرح اربن روٹوں پر 10 روپے فی مسافر مقرر کی گئی ہے اور روٹ نمبر 1 اور روٹ نمبر 3 پر چلنے والی بسیں حکومت کی مقرر کردہ شرح کے مطابق مسافروں سے کرایہ وصول کر رہی ہیں جو کہ zero کلو میٹر تا 4 کلو میٹر 10 روپے ہی ہے البتہ زائد کرایہ وصول کرنے کی شکایت پر متعلقہ گاڑی / کمپنی کے خلاف حسبِ ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، میرے خیال میں بات آپ ان کی بات سن لی ہے۔

محترمہ زوجیہ رباب ملک: جی، سن لی ہے۔ Not pressed.

جناب سپیکر: Not pressed, disposed of. جناب سپیکر: 366 محترمہ فائزہ احمد ملک!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التواے کار نمبر 367 بھی محترمہ فائزہ احمد ملک کی ہے وہ تشریف نہیں رکھتیں، dispose of، تحریک ہوئی۔ جی، تحریک التواے کار نمبر 368 محترمہ انجم صدر، ڈاکٹر غزالہ رضارانا!

کوٹ ادو (مظفر گڑھ) کے سکول کے چوکیدار کو تختواہ مانگنے پر تشدد

محترمہ انجم صدر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو وزیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سکول چوکیدار فیض الحسن ولد محمد بخش (مرحوم) کو 6 ماہ کی تختواہ مانگنے پر نیل نوید قمر نے غلیظ گالیاں دیں اور ملاز میں کی مدد سے اس کو رسیوں سے جکڑ کر دھوپ میں پھینک دیا۔ معززین علاقہ کی

مدخلت پر تقریباً دو گھنٹے بعد اسے پرنسپل کی حرast سے آزاد کروایا گیا۔ تفصیلات کے مطابق محسوس کو 2006-09-14 کو DCO/چیئرمین گورنگ بادی سردار کوڑے خان پبلک سکول کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ نے ایک سال کے کنٹریکٹ پر سکول ہذا میں 3220 روپے ماہوار تنخواہ پر اسے چوکیدار بھرتی کرنے کے احکامات جاری کئے لیکن پرنسپل اسے ماہانہ 3000 روپے تنخواہ دیتا رہا جو 6 ماہ تک اسے ملتی رہی لیکن مارچ 2007 سے بغیر کوئی وجہ بتائے اس کی تنخواہ بند کر دی گئی۔ بعد ازاں ایک سال کا کنٹریکٹ مکمل ہونے پر 6 ماہ کی تنخواہ دیتے بغیر ہی اسے سکول سے فارغ کر دیا گیا۔ چوکیدار نے اپنی تنخواہ کی ادائیگی کے لئے صوبائی محتسب اور گورنر پنجاب تک اپنی درخواستیں بھجوائیں جنہوں نے پرنسپل کو تنخواہ کی ادائیگی کے احکامات کے مگر اسے تنخواہ مل سکی۔ اسی بابت چوکیدار 24-05-2008 کو ایک بار پھر سکول کے پرنسپل کے پاس گیاتو اس کے ساتھ یہ بیہمہ سلوک کیا گیا جس کی خبریں روزنامہ "جگ"، "نوائے وقت"، "پاکستان"، "خبریں"، "اوصاف"، "اسلام"، "نیادور" اور ملتان کے کئی اور اخبارات میں بھی جلی سرخیوں سے شائع ہوئیں۔ چوکیدار کو 6 ماہ کی تنخواہ نہ دینے اور تنخواہ کا تقاضا کرنے پر اسے غلیظ گالیاں دینے اور رسیوں سے جکڑ کر دھوپ میں دو گھنٹے تک کھڑا رکھنے کے واقعہ پر مذکورہ سکول کے پرنسپل کے خلاف مقامی لوگوں میں سخت غم و غصہ اور بے چینی کی لسر پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! یہ سکول سردار کوڑے خان پبلک سکول کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ اس سکول کے C.O.D.C.O. چیئرمین ہیں، E.D.O. ممبر ہیں اور پرنسپل سیکرٹری ہیں۔ اس سکول جس کا یہ ذیلی ادارہ ہے اس کے پرنسپل پروفیسر خورشید احمد ہیں۔ ان کو اس واقعہ کے اوپر انکو اری آفیسر مقرر کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس سارے معاملہ کی انکو اری کی ہے۔ اس سے ثابت یہ ہوا ہے کہ یہ موصوف فیض الحسن چوکیدار مسلسل غیر حاضر رہے اور انھیں غیر حاضری اور ڈسپلن کی خلاف ورزی کی بنیاد پر بطریق کیا گیا ہے۔ اس انکو اری میں غلیظ گالیاں دینے یا جکڑ کر قید میں رکھنے کے واقعہ کی کوئی صداقت نہیں پائی گئی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ انجمن صدر: جناب والا! میں نے آپ کو بتایا ہے کہ اس کی تجوہ - /3220 روپے تھی لیکن چوکیدار کو - /3000 روپے دیئے جا رہے تھے۔ اس واقعہ میں علاقے کے لوگوں نے اس چوکیدار کو آزاد کروایا تھا اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ غریب آدمی کے ساتھ نا انصافی ہوئی ہے۔ پرنسپل نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس کو جس بے جا میں رکھا ہے کیونکہ علاقے کے لوگوں نے اس چوکیدار کو چھڑوایا تھا اور ایک اخبار کی خبر نہیں ہے بلکہ علاقے کے لوگوں نے یہ خبر اخبارات میں دی تھی۔ میں وزیر قانون صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ اس واقعہ کی دوبارہ انکوائری کروائیں اور پرنسپل کے خلاف سخت ایکشن لیں۔ یہ چوکیدار کی روز تک ہماری اسمبلی کے باہر انصاف کے لئے بیٹھا رہا ہے۔ میری آپ سے دوبارہ یہ درخواست ہے اور ایوان کی طرف سے یہ درخواست ہے کہ اس واقعہ کی دوبارہ انکوائری کروائی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا شاء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ جس بے جا کا معاملہ بنتا ہے۔ اس سلسلہ میں یہ چوکیدار سے درخواست لے دیں تو متعلقہ تھانے سے اس کی انکوائری دوبارہ کروالیتے ہیں۔ اگر یہ پایا گیا کہ اس چوکیدار کو کسی نے جس بے جا میں رکھا ہے تو اس کے خلاف کارروائی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: محترمہ اس کو press نہیں کرتیں اس لئے اس تحریک کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ آمنہ الفت!

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! بڑی مریانی۔ جناب والا! محترم شاء اللہ مستی خیل صاحب نے صحیح بات کی تھی کہ اندیسا کے اخبارات میں جو خاکے آئے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے خاکے شائع کئے گئے ہیں اور قرارداد مذمت کی بات ہوئی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: اس میں ہم سب اکٹھے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! میں اس میں اپنا حصہ ڈالنا چاہتی ہوں۔ اس سلسلے میں بحیثیت مسلمان میرے بھی جذبات ہیں۔ میں بھی اس قرارداد کی حرک بنا چاہتی ہوں۔ اس قرارداد میں میرا

نام ضرور شامل ہونا چاہئے۔ براہ مرتبانی اس قرارداد مذمت میں میر انام شامل کیا جائے۔ اس قرارداد میں اپوزیشن کا حصہ بھی ہونا چاہئے اور یہ مشترکہ قرارداد ہو۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان سے بات کر لیں۔ وزیر قانون صاحب بھی تشریف فرمائیں۔ محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! یہ مشترکہ قرارداد ہے۔ اس لئے میر انام بھی اس میں شامل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی تحریک التوانے کار نمبر 369 ہے۔ جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

سرکاری ہسپتالوں کی ابتراحت

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کوزیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک موقر اخبار مورخ 27 جون 2008 کی خبر کے مطابق سرکاری ہسپتالوں میں طبی خدمات بہتر نہ ہونے سے مریض پریشان، سالانہ کروڑوں روپے قومی خزانے کا نقصان۔ 1992 کے بعد سے کسی ہسپتال میں بیڈز کی تعداد نہیں بڑھائی گئی، یہ پانٹس (بی) اور (سی) کی تشخیص کا کوئی انتظام نہیں۔ پروفیسر ووں نے ہسپتال میں بلکہ سفتر بنا رکھے ہیں، گردوں کی صفائی کے لئے قیمتی مشینری موجود ہے مگر چلانے والا عملہ نہ ہے۔ فنڈز سے غریب و نادار مریضوں کو مفت علاج کی سولت موجود ہے مگر اس کا طریقہ کار درست نہیں۔ سفارش، اقرباً پروری نے غریب و نادار مریضوں کا حق من پسند افراد کے لئے مختصر کر رکھا ہے۔ ہسپتالوں میں کمبل نیٹ ورک نے ماحول کو رنگیں بنار کھا ہے۔ کسی بھی ہسپتال کے پروفیسر مریض کو سرکاری ہسپتال میں چیک نہیں کرتے بلکہ اپنے کارندوں کے ذریعے پرائیویٹ کلینک میں چیک اپ کے لئے بلا یا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تمام صورتحال کے پیش نظر لوگوں میں شدید بے چینی و غصہ پایا جا رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحبت!

وزیر خوراک، صحت (ملک ندیم کارمان): جناب سپیکر! ابھی جو تحریک پیش کی گئی ہے اس کے جواب میں مکمل کا جواب یہ ہے کہ صورتحال یہ ہے کہ حکومت پنجاب سالانہ اربوں روپیہ عوام کے علاج و معالجہ اور ہسپتال کی بہتری کے لئے استعمال کر رہی ہے۔ یہ تاثر درست نہ ہے کہ طبی خدمات بہترنہ ہونے سے مریض پریشان اور قومی خزانے کو نقصان ہو رہا ہے۔ یہ بھی درست نہ ہے کہ 1992 کے بعد کسی ہسپتال کے بستروں کی تعداد نہ بڑھائی گئی ہے بلکہ ایک مرحلہ وار طریقہ کارکے تحت تمام تحصیل و ضلعی ہسپتاں کو وسائل کی دستیابی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہسپتاں کی سولیات میں اضافہ، بہتری کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مختلف سکیمیوں کو رکھا جاتا ہے اور یہ پایہ تکمیل تک پہنچائی جاتی ہیں۔ سال 09-2008 میں 168 سکیمیں ترقیاتی پروگرام میں شامل ہیں جن کے لئے حکومت پنجاب نے 9 ارب روپے مختص کئے ہیں۔ صوبے کے بڑے ہسپتاں کو جیسا کہ جنرل ہسپتال لاہور، گلگرام ہسپتال لاہور اور ہولی فیملی ہسپتال را اپنڈی وغیرہ میں ایک جنسی سرو سز کو بہتر بنایا گیا ہے اور ایک جنسی کام از کم معیار beds 100 teaching ہسپتاں میں موجود ہیں جن سے عوام استفادہ کر رہے ہیں۔ موجودہ حکومت نے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتاں میں سولیات مہیا کرنے کا پروگرام ترتیب دیا ہے جس پر جلد عملدرآمد شروع ہو جائے گا۔ اسی طرح یہ پٹاٹا مٹس (بی) اور (سی) کی screening کے لئے تمام ہسپتاں میں 100 فیصد انتظام کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت پنجاب نے کیبل نیٹ ورک کے ذریعے فناشی کی اجازت ہر گز نہیں دی۔ اگر کہیں ایسی مذموم حرکت کی جا رہی ہے تو اس کے متعلق ضرور آگاہ کیا جائے تو مناسب کارروائی کی جائے گی۔ پروفیسر حضرات معمول کے مطابق ہسپتال میں آتے ہیں اور مریضوں کا معافہ بھی کرتے ہیں، اگر کسی مخصوص پروفیسر کے متعلق کوئی شکایت ہے تو اس کا ضرور بتایا جائے، مکمل کارروائی کرے گا۔

محترمہ عظمی زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں صرف یہ گزارش کروں گی کہ آنے والے اجلاس کے اندر مکمل صحت کے اور عام بحث رکھی جائے تاکہ ہم اس اجلاس میں تجویز دے سکیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ کا بہت شکریہ۔ اس تحریک التوانے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوانے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل، ایم پی اے،

پی پی-47، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، ایم پی اے، پی پی-73، راجہ شوکت عزیز بھٹی، ایم پی اے، پی پی-4 پیر ولایت شاہ کھنگد، ایم پی اے، پی پی-220 اور چودھری محمد ارشد، ایم پی اے، پی پی-225 نے قواعد انصباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندی اخبار میں توہین آمیز خاکے اور تصاویر شائع ہونے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرك اپنی تحریک پیش کریں۔

توہین آمیز خاکوں کے خلاف قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ثناء اللہ خان مستی خیل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"قواعد انصباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندی اخبار میں توہین آمیز خاکے اور تصاویر شائع ہونے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"قواعد انصباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندی اخبار میں توہین آمیز خاکے اور تصاویر شائع ہونے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:-

"قواعد انصباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت متعلقہ قواعد کو معطل کر کے ہندی اخبار میں توہین آمیز خاکے اور تصاویر شائع ہونے سے متعلق قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نفرہ ہائے تحسین)

قرارداد

جناب سپیکر: محکم قرارداد پیش کریں۔

روزنامہ "ہندوستان" میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے فرضی خاکے اور تصاویر شائع کرنے پر مذمت

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان انڈیا کے ایک ہندی اخبار روزنامہ "ہندوستان" میں نبی آخر الزماں

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرضی

خاکے اور تصاویر شائع کرنے کی ناپاک جمارت پر شدید مذمت، غم و عصے کا اظہار

اور سخت احتجاج کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر

کی سفارش کرتا ہے کہ انڈیا کے سفیر کو طلب کر کے اس واقعہ کے خلاف سخت

تبیہ کی جائے کہ وہ اپنے مذکورہ اخبار کے خلاف سخت اضباطی کارروائی عمل

میں لا ٹینکر تاکہ آئندہ اس طرح کے واقعات مذہبی منافرتوں اور پورے عالم اسلام

میں رہنے والے مسلمانوں کے جذبات کی دل آزاری کا باعث نہ بن سکیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان انڈیا کے ایک ہندی اخبار روزنامہ "ہندوستان" میں نبی آخر الزماں

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرضی

خاکے اور تصاویر شائع کرنے کی ناپاک جمارت پر شدید مذمت، غم و عصے کا اظہار

اور سخت احتجاج کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر

کی سفارش کرتا ہے کہ انڈیا کے سفیر کو طلب کر کے اس واقعہ کے خلاف سخت

تبیہ کی جائے کہ وہ اپنے مذکورہ اخبار کے خلاف سخت اضباطی کارروائی عمل

میں لا ٹینکر تاکہ آئندہ اس طرح کے واقعات مذہبی منافرتوں اور پورے عالم اسلام

میں رہنے والے مسلمانوں کے جذبات کی دل آزاری کا باعث نہ بن سکیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:-

”یہ ایوان انڈیا کے ایک ہندی اخبار روز نامہ ”ہندوستان“ میں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرضی خاکے اور تصاویر شائع کرنے کی ناپاک جمارت پر شدید مذمت، غم و عنیے کا انہصار اور سخت احتجاج کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ انڈیا کے سفیر کو طلب کر کے اس واقعہ کے خلاف سخت تنبیہ کی جائے کہ وہ اپنے مذکورہ اخبار کے خلاف سخت اضباطی کارروائی عمل میں لاائیں تاکہ آئندہ اس طرح کے واقعات مذہبی منافرتوں پر اور پورے عالم اسلام میں رہنے والے مسلمانوں کے جذبات کی دل آزاری کا باعث نہ بن سکیں۔“

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! نام شامل نہیں کئے گئے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں سب کے نام ہی شامل ہونے چاہئیں، اس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان کا بھی نام ڈال دیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ نے پہلے sign کر کے دیئے ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! آپ نے نام announce نہیں کئے۔

جناب سپیکر: میں نے نام تو پکارے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب سپیکر! Impression تو یہی ہے کہ آپ نے نام بولے نہیں تو اس لئے شاید نہیں ڈالا۔

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں مناسب تو نہیں لگے گا۔ آپ اخبار میں تو بے شک اپنا نام دے دیں تو اس پر ہم کوئی اعتراض نہیں کریں گے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اگر یہ پیش ہونے سے پہلے نام دے دیئے تھے تو اسمبلی کی کارروائی میں یہ ضروری ہے کہ ہمارے نام لئے جاتے۔

جناب سپیکر: میں نے آپ سے گزارش یہ کی تھی کہ آپ ان سے مل کر اپنا نام شامل کروالیں۔ چلیں! میں نام پڑھ دیتا ہوں۔ محترمہ جو لس رو فن جو لیں، سیدہ بشری انواز گردیزی صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری صاحبہ، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، ثناء اللہ خان مستقی خیل، مولانا محمد الیاس چنیوٹی صاحب،

راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب، پیر محمد ولایت شاہ صاحب، چودھری محمد ارشد صاحب، محترمہ آمنہ الفت صاحبہ، محترمہ زوبیہ رباب ملک صاحبہ، ڈاکٹر فائزہ اصغر صاحبہ اور ڈاکٹر سامیہ احمد صاحبہ کے نام یہاں آئے ہیں جو میں نے اس میں شامل کر دیئے ہیں۔

بحث

کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی

اور بلیک میں فروخت پر بحث

جناب سپیکر: مورخہ 13-اگست 2008 کو میاں محمد رفیق ایمپلی اے نے کھادوں کی ذخیرہ اندوزی، عدم دستیابی اور بلیک میں فروخت کے بارے میں تحریک التوائے کار نمبر 474/08 پیش کی تھی جسے اسے میاں نے مورخہ 15-اگست 2008 کو قواعد انصباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ نمبر 85 کے تحت دو گھنٹے کی بحث کے لئے منظور کر لیا تھا اور اس کے لئے آج کا دن مقرر کیا گیا تھا۔ میاں محمد رفیق اپنی تحریک پیش کریں۔

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج پنجاب کے 75 فیصد عوام۔۔۔

جناب سپیکر: آپ motion پیش کریں اس کے بعد آپ کو موقع ملے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! کاپی عنایت کی جائے۔

جناب سپیکر: ان کو motion کی کاپی پہنچائی جائے۔۔۔ جی، میاں صاحب! آپ کے پاس کوئی چیز آگئی ہے کہ نہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار جو میں نے پیش کی تھی وہ تو نہیں ہے۔ مجھے اس کی کاپی عنایت فرمادی جائے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ نے motion پڑھنی ہے۔

MIAN MUHAMMAD RAFIQ: Sir, motion under rule 87 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, I move:-

“That the Assembly do now adjourn.”

MR. SPEAKER: The motion is moved:

“That the Assembly do now adjourn.”

میاں صاحب! اب آپ اپنی تقریر کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! یہ تو باقی آپ کی آگئی ہیں۔ اب آپ گورنمنٹ سے یا کسی اور سے کچھ لینا چاہتے ہیں وہ بات کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آج سارے پنجاب میں کھیت سے متعلقہ کھیت مزدور اور چھوٹا کاشتکار کھادوں کی کمی کی وجہ سے متاثر ہو رہا ہے اور پنجاب بھر سے یہ اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ اخبارات میں یہ شائع ہو رہا ہے کہ مخصوص طبقات جو کھادوں کے کاروبار سے متعلقہ ہیں وہ کھادوں کی ذخیرہ اندوزی کر کے بلیک میں فروخت کر رہے ہیں۔ آج جبکہ یوریا کھاد کی ضرورت ہے اور پچھلے وقتوں میں بھی اور برسوں سے یہی عمل جاری ہے کہ جب اس قسم کی کھاد کی ضرورت پڑتی ہے وہ نایاب ہو جاتی ہے۔ یہ عمل میری سمجھ سے باہر اس لئے نہیں ہے کہ مخصوص طبقات اس کاروبار میں ملوث ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر زراعت صاحب! آپ ذرا غور سے سنئے گا۔ یہ آپ سے متعلقہ بات ہے اور انتہائی اہم بات چل رہی ہے اس کا جواب بھی آپ کو دینا پڑے گا۔ ان کو بھی جواب دینا پڑے گا اور ساری قوم کو بھی جواب دینا پڑے گا۔ ان کو غور سے سن کر جواب کے لئے تیار بھی رہیں۔ چودھری صاحب کے علاوہ جو ممبر ان بات کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سپیکر ٹری صاحب کو بھجوادیں۔ وہ ان کا اندر ارج گریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اس بار ذخیرہ اندوزی کا اور بلیک مارکیٹنگ کا جو عمل ہو رہا ہے یہ پہلی بار نہیں ہو رہا یہ عمل برسوں سے جاری ہے کیونکہ جو چھوٹا کاشت کار ہے وہ منظم بھی نہیں ہے اس کا اتنا احتجاج بھی نہیں ہے، ایوانوں میں اس کی اتنی آواز بھی نہیں ہے اس لئے میں اس محروم طبقے کا، استحصالی طبقے کا نمائندہ آج ان کی آوانیہاں پر اس ایوان کے توسط سے ایوان بالا اور حکمرانوں تک پہنچا رہا ہوں کہ جب تک کھاد بروقت کاشت کاروں کو نہیں ملے گی وہ اچھی فصل پیدا نہیں کر سکتے۔ ان کی

اپنی خوشحالی بھی نہیں ہو سکتی ہے اور ملک میں بھی خوشحالی نہیں آسکتی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کھاد کی کمی کی وجہات کیا ہیں؟ پچھلی دفعہ وزیر قانون صاحب کے ذریعے سے محکمہ زراعت نے جو جواب سمجھا تھا میں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بات کمی تھی کہ یہ گونگلوؤں پر سے مٹی جھاڑنے والی بات ہے کہ ہمیں یہ demand and supply کا سبق سکھا رہے ہیں۔ economist نے یہ فلسفہ جاری کیا تھا تو اس وقت یہ باقاعدہ مشروط کی تھی کہ باقاعدہ other things remaining the same اس کے ساتھ مشروط کی تھی اور ذخیرہ اندوزی کی بات نہیں کرتے تھے۔ تب تو یہ ممکن تھا کہ اگر وقت لوگ اپنی monopoly اور ذخیرہ اندوزی کی بات نہیں کرتے تھے۔ آج جبکہ یہ مسئلہ طلب اور رسماً کا نہیں ہے اس میں استحصالی رسماً کم ہے تو اس کی مانگ بڑھ جائے گی۔ آج جبکہ یہ مسئلہ طلب اور رسماً کا نہیں ہے اس میں استحصالی سوچ شامل ہے اور وہ ذخیرہ اندوز لوگ ہیں۔ ان پر دشیوں میں کون کون لوگ شامل ہیں، اس میں کمیشن ما فی بھی شامل ہے۔ میں آپ کو ایک مثال پیش کرتے ہوئے ہندوستان کی مثال دیتا ہوں۔ ملٹی نیشنل کپنیاں جو کھادیں بناتی ہیں، پاکستان میں بھی وہی ملٹی نیشنل کپنیاں ہیں اور ہندوستان میں بھی وہی ملٹی نیشنل کپنیاں ہیں۔ وہاں پر کھادوں کا ریٹی یہاں سے چار گناہ کیوں ہے؟ پاکستان میں وہاں سے چار گناہ یادہ کیوں ہے؟ اس میں ایک اوروضاحت کر دوں کہ ہم نے تو نجکاری کے شوق میں اپنے وہ کارخانے فروخت کر دیئے جو کھادیں خود پیدا کرتے تھے۔ فیصل آباد میں کارخانہ تھا، جڑاوالا میں تھا، عیسیٰ خیل میں کارخانہ تھا وہ تو ہم نے فروخت کر دیئے اور جو ملٹی نیشنل کپنیاں اپورٹ کرتی ہیں انہیں اپورٹ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ ہندوستان نے ان پر یہ پاندی لگار کھی ہے کہ تین سال کے اندر ان کو raw material خود پیدا کرنا ہے اور ملک میں اس کی پیداوار کرنی ہے جبکہ ہمارے ملک میں اٹی گنگا ہے اور ہو یہ رہا ہے کہ ملٹی نیشنل کپنیوں کو ملک کے اندر کھاد بنانے کی بجائے ان کے لاکنسسوں کی تجدید کی جا رہی ہے۔ یہ سب اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ ایوان، حکمرانوں کے اندر ایک کمیشن ما فیا ہے جو ان کے لاکنسسوں کی تجدید کرتا چلا جا رہا ہے اور ملٹی نیشنل کپنیوں کو پاندی نہیں کرتا کہ آپ لوگ ملک میں اس کی تیاری کریں اور فروخت کریں۔

اب میں آپ کو کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں۔ کھاد کی کمی تو ہے ہی اور ہمیں سیکرٹری صاحب کا ایک لٹری پر جو کہ ابھی ملا ہے اس کو پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ وہ اس میں کیا measures take up کر رہے ہیں؟ میں ایک بات کھنابروری سمجھتا ہوں کہ کچھ ماہ پلے سیکرٹری خوراک نے حکم جاری کیا تھا جب گندم کی پیداوار آ رہی تھی۔ کاشت کار کو اپنی اجنباس پر کچھ منافع مل رہا تھا تو

سیکرٹری خوراک نے حکم جاری کر دیا کہ گھروں سے بھی گندم اٹھوالو، لوڈر ٹرالیاں بھی ضبط کر لواور حکومت کی تمام مشیری اس پر لگ گئی۔ انہوں نے لوگوں کے گھروں سے گندم نکال کر سرکاری گوداموں میں پہنچادی اور کاشنکار کو جو منافع اس وقت ملنا تھا اس کو نہیں دیا گیا۔ 1200 روپے میں باہر سے تو اپورٹ کر لیکن کاشنکار کو 800 روپیہ دینا گوار نہیں کیا۔ اسی طرح سے میر امطالبہ یہ ہے کہ آج فوری طور پر ضرورت اس امر کی ہے اور انتظار نہیں کیا جاسکتا کہ عراق سے تریاق آئے اور بڑھیا تریاق کے آنے تک مر جائے۔ میں حکمرانوں سے اور حکومت وقت سے یہ مطالبہ کروں گا کہ جس طرح سے گندم کو کاشنکاروں کے گھروں سے نکالنے کے احکامات جاری کئے تھے اور تمام حکومتی مشیری کو لگا دیا تھا کہ کاشنکاروں کے گھروں سے گندم نکال لو آج اسی طرح سے کریک ڈاؤن کیا جائے اور جو بلیک مارکیٹ ہیں، ذخیرہ اندوڑ ہیں، ان کے گھروں اور گوداموں سے کھاد لکھا کر کاشت کاروں میں تقسیم کی جائے۔ یہ آج سے نہیں ملت سے ہو رہا ہے جب سے کھاد کا استعمال زیادہ ہوا ہے اس وقت سے ایسا ہو رہا ہے کہ جب بھی جس کھاد کی ضرورت پڑتی ہے وہ نایاب ہو جاتی ہے، ذخیرہ اندوڑی ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں محترمہ بے نظر بھتو شہید صاحبہ جب پہلی دفعہ وزیر اعظم تھیں یا ان کے دوسرے دور میں بھی ایسا ہی موقع آیا تھا تو انہوں نے فوری طور پر کھاد اپورٹ کر کے ٹرالوں پر لاد کر گھر گھرا اور چوک ٹنک پہنچائی تھی۔ اگر یہ عمل آج موجودہ حکومت نہیں کرے گی تو کاشت کار کو بروقت کھاد ملے گی اور نہ ہی وہ بہتر فصل کاشت کر سکے گا۔ زیادہ قیمت دے کر الملاس کا استھصال ہو رہا ہے۔ اسی ایوان میں، میں نے جناب وزیر خزانہ کو یہ چلنچ کیا تھا جب انہوں نے یہ کہا تھا کہ 30۔ ارب روپے ہم نے کھاد کی سببڈی کے لئے مخصوص کر دیئے ہیں۔ میں نے چلنچ کیا تھا کہ آپ تو 30۔ ارب کی بات کرتے ہیں کاشنکار کو ایک روپے کی سببڈی کا بھی فائدہ نہیں پہنچے گا اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ کاشت کار کو سببڈی کا فائدہ تو کیا مانا ہے۔ کھاد کی بوری کی قیمت - 650 روپے مقرر کر کھی ہے اور کاشت کار - 900 روپے میں خرید کر اپنی فصلوں میں ڈال رہا ہے اس لئے کہ اب کھاد کی کمی تو ہے، ذخیرہ اندوڑی بھی ہے، بلیک مارکیٹنگ بھی ہے، اس میں کمیشن مانیفا کا عمل دخل بھی ہے اور اس گنگا اشنان میں جو لوگ بھی ہوں گے ظاہر ہے کہ وہ چھپے ہوئے نہیں ہوں گے۔ جس جگہ پر بھی یہ شکایت موجود ہے یہ گنگا اشنان سب لوگ کر رہے ہیں جو ذمہ داران ہیں۔ میں اس ایوان میں آپ کے توسط سے کچھ تجویز پیش کر رہا ہوں جس کی وجہ سے اس کی فوری remedy ہو سکتی ہے۔ ایک remedy تو یہ ہے کہ حکومت جس طرح سے ٹریڈنگ کا پوری یشن آف پاکستان

ضروریات زندگی باہر سے import کرتی ہے یہ فوری طور پر کھاد import کر کے ٹراولوں پر لاد کر چوکوں، میں لوگوں کے کھلیانوں تک پہنچا دے۔ اس پر فوری عمل ہونا چاہئے وہ تریاق عراق کا منتظر نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں مزید کچھ تجاویز دینا چاہتا ہوں جو کہ پہلے سے موجود بھی ہیں لیکن پھر بھی میں آپ کی وساطت سے یہ تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ جس سے کاشت کار کا بھلا ہو گا، حکومت کا بھلا ہو گا اور محلہ کا بھی بھلا ہو گا۔ ایک بات تو اس میں سرفہrst یہ ہے کہ ملکی مینو فیکچر جتنی وہ پیداوار مینو فیکچر کرتا ہے وہ حکومت وقت جس کو مقرر کرے اس کی کل پیداوار کی کل invoice اس کے پاس پہنچنی چاہئے کہ کون سا کارخانہ کتنی کھاب پیدا کر رہا ہے۔ جس ڈیلر کو بھی وہ کھاد ملکی مینو فیکچر رپلانی کرے، اس کی invoice بھی وزیر زراعت یا سیکرٹری زراعت کے پاس پہنچنی چاہئے اور اس کا ریکارڈ بھی ہونا چاہئے کہ کس ڈیلر کے پاس کتنی کھاد گئی ہے۔ اسی طرح سے جو کھاد import کرتا ہے خاص طور پر ملٹی نیشنل کمپنیاں ڈی اے پی کھاد import کرتی ہیں تو میرا یہ مطالبہ ہے کہ وفاقی حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے اور میں اس ایوان کے توسط سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو import کرنے کی اجازت دینے والے ذمہ دار ان ان کو پابند کیوں نہیں کرتے کہ اپنے ملک کے اندر اس کی مینو فیکچر نگ کریں ورنہ ان کے لائننس cancel کر دیں۔ اگر باہر سے ہی کھاد منگوائی ہے تو بھارت کے ساتھ دوستی کر ہی لی ہے تو یہاں سے سستی اور جلدی کھاد مل سکتی ہے۔

جناب سپیکر! Importer اجب وہ import کرے تو وہ بھی حکومت وقت کے ذمہ دار جو کہ وزیر زراعت یا سیکرٹری زراعت ہیں اس کو اس کی invoice پہنچنی چاہئے کہ اس نے کل کتنی کھاد import کی ہے۔ جب وہ اپنے کسی ڈیلر کے پاس کھاد بھیجتا ہے تو اس کی invoice بھی پہنچنی چاہئے کہ کس ڈیلر کو کس مقدار میں کھاد بھیجی ہے اور جب باہر سے کھاد آئے تو اس بیگ پر مینو فیکچر نگ سال اور اس کی قیمت بھی لکھی ہوئی چاہئے۔ یہ اقدامات اگر ہم لوگ نہیں کریں گے تو کاشتکار کا استھصال اسی طرح سے جاری رہے گا۔

(اذان ظہر)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ 1973 کا ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آئین پیش کر رہے ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ 1973 کا گزٹ میرے پاس ہے جو کہ میں نے کمیں سے تلاش کیا ہے اور اس میں وہ تمام measures درج ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے۔ اس میں تھوڑی سی تبدیلی یہ تو آئی ہے کہ 1973 کے بعد 8۔ جون 1978 کو گزٹ شائع ہوا جس میں ڈپٹی کمشنر، ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر زاور اسٹینٹ کمشنر ز کو ذمہ دار ٹھوسرا یا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: کیا وہ بھی زندہ ہیں؟

میاں محمد رفیق: کھاد کو کنٹرول اور regulate کرنے کے لئے کنٹرولر اور اسٹینٹ کنٹرولر بنایا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک اور نوٹیفیکیشن 10۔ اگست 1998 کو جاری ہوا۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا بھی وہ ڈپٹی کمشنر ہیں؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تونوٹیفیکیشن کی بات کر رہا ہوں۔ اب تو وہ ڈپٹی کمشنر نہیں ہیں اور اب جو بھی انتظام ہو گا وہ تولاء منستر صاحب جواب دیں گے۔ میں جاری شدہ نوٹیفیکیشن کی بات کر رہا ہوں اور 1998 میں ایک نوٹیفیکیشن جاری ہوا ہے جس میں ڈپٹی کنٹرولر، کنٹرولر کو ذمہ دار ٹھوسرا یا گیا ہے وہ Director of Soil Fertility Punjab, Lahore،

ڈائریکٹر آف ایگر یکلچر ایسٹنشن ہیڈ کوارٹر لاہور بھی ڈپٹی کنٹرولر ہوں گے۔ ڈپٹی ڈائریکٹر آف ایگر یکلچر ایسٹنشن پنجاب یہ بھی تمام ڈپٹی کنٹرولر ہوں گے اور ایکسٹر اسٹینٹ ڈائریکٹر پنجاب کے تمام اسٹینٹ کنٹرولر ہوں گے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ کھاد کو regulate کریں اور اس کی بحالی، سپلائی اور دیکھ بھال کے بھی وہ ذمہ دار ہیں۔ اب نئے up میں پتا نہیں کیں لوگوں کو ذمہ دار بنایا گیا ہے؟ بھر حال یہ گورنر صاحب کی طرف سے جاری کیا گیا ایک پرانا گزٹ تھا جس میں کنٹرول کے تمام measures موجود ہیں۔ جس گزٹ کا میں نے حوالہ دیا ہے اگر اس کی تفصیلات میں چلا گیا تو بہت سارا وقت لگ جائے گا۔ میرے دوست اور بھی بات کرنا چاہیں گے۔ یہ گورنر صاحب کی طرف سے جاری کیا گیا ہے۔ میں اپنی بات کو up sum کرتے ہوئے اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے کہ اگر یہ ٹکمہ اپنی طرف سے یہ روپرٹ پیش کرے کہ سپلائی کم ہے اور ڈیمانڈ زیادہ ہے۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ ہے تو لوگ 900 روپے فی بوری کھاد خرید کر بھی ڈال رہے ہیں۔ وہ ان کو ملے ہی نہ۔ یہ سارا منافع خوری کا عمل ہے اور اس میں کمیشنا فیاشامل ہے جماں جماں بھی ہے اور اس آنگا

میں کون کون اشنان کر رہا ہے یہ بھی لوگوں کو پتا ہے اور اگر ایوان کو نہیں پتا تو عوام کو تو پتا ہے اور لوگوں کو پتا ہے جو 900 روپے میں یوریا کی بوری خرید کر استعمال کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈی اے پی کی کیا پوزیشن ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ڈی اے پی کے ساتھ بھی یہی کچھ ہو چکا ہے اور اگلی فصل کے لئے جب ڈی اے پی کی باری آئے گی تو وہ بھی اسی طرح نایاب ہو جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر: میں سمجھا کہ شاید 900 روپے کی ڈی اے پی کھاد مل رہی ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں میں توجیہ ان ہو گیا تھا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! جب موسم اور فصل کے حوالے سے ڈی اے پی کی ضرورت پڑتی ہے تو اسی طرح سے وہ بھی غائب ہو جاتی ہے جس طرح سے آج یوریا غائب ہو چکی ہے تو ضرورت اس بات کی ہے کہ جب تک حکومت کریک ڈاؤن نہیں کرے گی یہ کھاد باہر نہیں نکل سکے گی۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ invoice وغیرہ جو میمنو فیکپر، Importer حکومت کو بھیجے، ڈیلوں کو جائے، وہ بھی حکومت کو بھیجے پھر ان کے گودام specify ہونے چاہئیں۔ ڈیلوں اور کاروباری لوگ حکومت کو اپنے گودام specify کریں کہ بھی کہاں کہاں ان کے گودام ہیں، ان گوداموں کے علاوہ اگر کہیں بھی وہ چوری کی ہوئی کھادر کھی ہوئی ہو تو وہ بلا معاوضہ ضبط کر لی جائے تاکہ ان کو زخیرہ اندوزی اور منافع خوری کرنے کی عقل آجائے۔ میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنائت فرمایا۔

جناب سپیکر! آخری بات کہ مجھے ترس آتا ہے ان لوگوں پر جو 75 فیصد دیماںتوں میں آباد ہیں، جہاں چھوٹا کاشت کار ہے، کوئی ایک ایکڑ کا مالک ہے اور کوئی ڈیڑھ ایکڑ کا مالک ہے، دواڑھائی ایکڑ کا مالک ہے، اس کے ساتھ مزدور ہے، چھوٹا مزدور ہے اور ان کی زندگی کی ڈور اس کھیت اور کھیت کی پیداوار سے بند ہی ہوئی ہے۔ جب کھیت کی پیداوار نہیں ہو گی۔ مجھے کھیت کی بات کرتے ہوئے آپ کی بہت دنوں پہلے کی وہ بات یاد آگئی ہے کہ جب آپ نے کہا تھا کہ یہ ریڑھ کی ہڑی ہے اور اس کو بچالو۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے تو اس دن میرا جی چاہا تھا کہ میں آپ کامنہ چوم لوں۔ (نصرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بھی چوم لیں کیونکہ آپ میرے بزرگ ہیں اور ایک طرف سے نہیں بلکہ دونوں طرف سے منہ چوم لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ آپ میرے محترم بزرگ ہیں۔

میاں محمد رفیق: آپ نے کہا کہ یہ ریڑھ کی ہڈی ہے اس کو بچالیں۔ کہا تو ریڑھ کی ہڈی جاتا ہے لیکن ریڑھ کی ہڈی کو توڑ دیا گیا ہے۔ اگر زراعت ترقی نہیں کرے گی تو ملک ترقی نہیں کر سکتا اور یہ تجربہ بھی ہم کر کے دیکھ چکے ہیں کہ صنعت کار کو encourage کر کے، ان کو قرض دے کر، اربوں روپے معاف کر کے، مانیا یہ کام کرتا رہا ہے۔ زراعت نظر انداز کر دی گئی ہے۔ نہ کھاد، نہ نیج، نہ پانی اور نہ اس کی فصلوں کا بھاؤ۔ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کاشتکار کو اس کی اپنی فصل کا بھاؤ بھی مناسب نہیں ملتا اس وقت یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کو انٹر نیشنل ریٹ پر inputs میں گی۔ ایک تو فصل کا بھاؤ نہیں ہے، دوسری inputs میں ہیں اس طرح اس غریب کا جینا، اس کی زندگی کی دوڑ، وہ مشکل سے زندہ ہے اور مشکل سے زندگانی گزار رہا ہے اس لئے خدار! میں آپ کے توسط سے، اس معزز ایوان کی مدد سے یہ دباؤ حکومت پنجاب اور وفاقی حکومت پر ڈالنا چاہتا ہوں کہ اگر ملک بچاتا ہے، ملک کو خوشحال کرنا ہے تو آپ کو سب سے پہلے زراعت کو، زراعت پیشہ افراد کو، کاشتکار کو اور کھیت مزدور کو خوشحال کرنا ہو گا ورنہ یہ ملک ترقی کر سکتا ہے اور نہ خوشحال ہو سکتا۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ تمام حضرات تشریف رکھیں، میرے پاس لست ہے میں اس کے مطابق چلوں گا۔ میں وزیر صاحب سے اتنی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جوانوں نے باتیں کی ہیں سب سے پہلے تو آپ دیکھیں کہ آپ کے پنجاب اور پاکستان میں production کتنا ہوتی ہے اور آپ کے حصے پنجاب میں کتنا آتی ہے، آپ پنجاب کے لئے import کتنا کرتے ہیں اور اس کی اب پوزیشن کیا ہے، جو آگے ہوئی ہے اس کی پوزیشن کیا ہے تو پھر معاملہ میرے خیال میں، بہتر ہو جائے گا ورنہ حالات جس طرف جا رہے ہیں، میں بھی دو دن اپنے حلقوں میں رہا ہوں اور لوگوں کی چیخ و پکار ہے کیونکہ کھاد مل نہیں رہی ہے اور اگر ملتی ہے تو بلیک میں ملتی ہے۔ میں نے ان ڈیلروں سے پوچھا کہ کیوں بھئی یہ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں پیچھے سے supply نہیں مل رہی ہے۔ آپ ان چیزوں کا نوٹس لیں اور ہر level پر نوٹس لینا آپ کے عمدے کے لحاظ سے آپ کی ذمہ داری ہے۔ ہماری آپ سے گزارش ہے اور یہ تمام ہاؤس بھی اس بارے میں آپ سے گزارش کرتا ہے کہ کاشتکار کے نیج کا، کاشتکار کی کھاد کا اور pesticides کا خصوصی خیال رکھ کر اس ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے والوں کی آپ بھی کچھ مدد کر دیں۔ یہ تمام باتیں آپ نوٹ کر لیں اور اب میں floor دے رہا ہوں راؤ کا شفر رحمیم کو۔ میں لست پڑھ دیتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کا نام رہ جائے۔ پہلا نمبر راؤ کا شفر رحمیم کا ہے، دوسرا نمبر عبدالوحید صاحب کا ہے پھر راحیلہ خادم حسین صاحب ہیں، محمد ثناء اللہ

مستی خیل، راتانویر ناصر ہیں، چودھری ممتاز احمد ججہ، چودھری اصغر علی منڈا، افتخار احمد بلوچ ہیں۔ یہ نام میرے پاس آئے ہیں اور بعد میں ایک اور نام ڈاکٹر مسٹر اور فوزیہ بہرام صاحبہ کا بھی آگیا ہے۔
جی، راؤ گا شف صاحب!

راؤ گا شف رحیم خان: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس اہم مسئلے کے لئے دو گھنٹے مختص کئے۔ جس طرح میرے معزز رکن اسمبلی میاں محمد رفیق صاحب محمد نے کھاد کے بارے میں تفصیل سے پورے ایوان کو آگاہ کیا۔ میں وزیر زراعت کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں اقدامات اٹھارہ ہے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس مجھے کے جو ناہل آفیسرز ہیں انہوں نے ابھی تک پنجاب کے کسانوں کے لئے کچھ نہیں کیا۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ محکمہ زراعت کے نچلے افسران کھاد ڈیلر مافیا سے ملے ہوئے ہیں وہ فرضی جسمانی پانچ ہزار روپے سے لے کر دس ہزار تک کرتے ہیں۔ انہیں اچھی طرح بتا ہے کہ جب آنا ہے تو ہم انتظامیہ کو دکھان سکتے ہیں کہ ہم یہ کارروائی کر رہے ہیں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ایک ٹرک پر ایک لاکھ روپے تک بچت آتی ہے جب بلیک مارکیٹنگ ہوتی ہے۔ کھاد ڈیلر پانچ ہزار انتظامیہ کے ساتھ manage کر کے خانہ پُری کر کے زینداروں کے لئے عذاب بنے ہوئے ہیں۔ میری وزیر زراعت سے یہ اپیل ہے کہ بجائے اس محکمہ زراعت کے میری لاءِ منزہ سے یہ گزارش ہے کہ سپیشل جوڈیش محیث میٹس کو اختیارات دیے جائیں اور خاص طور پر ہائی کورٹ سے request کی جائے کہ انہیں اختیار دیں کہ وہ چھاپے ماریں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں اگر 7 دن میں یہ بلیک مارکیٹنگ ختم نہ ہو سکی تو میں احتجاجاً resign دے دوں گا۔ یہ کھاد ڈیلر اور مجھے کی ملی بھگت ہے۔

جناب سپیکر: بھائی! آپ کس سے ڈر گئے ہیں آپ کیوں اتنا پریشان ہو رہے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان: پونٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، نوافی صاحب!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میرا پونٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ہم جتنے یہاں ممبران اور منزہ صاحبان بیٹھے ہیں ہمارا کام ہے ان کے نوٹس میں بات لانا اور ان سے عملدرآمد کروانا۔ یہ گورنمنٹ

ہمارے کئے پر انشاء اللہ عملدرآمد کرے گی۔ میں اپنے colleague سے request کرتا ہوں کہ ہم resign دینے کے لئے نہیں آئے ہم عوام کی بہتری اور اس حکومت کی اصلاح کے لئے آئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راؤ صاحب!

راوی کا شف رحیم خان: جناب سپیکر! 635 روپے کی کھاد، یہ محکمہ تو کرتا ہے کہ 650 روپے تک بک رہی ہے، میں دعوے سے کرتا ہوں کہ 900 روپے کی میں نے لوگوں کو خرید کر کے دی ہے۔ بیچارے زمیندار کیا کریں جس کو کھاد نہیں مل رہی ہے۔ چاول کی فصل ہے، کائن ہے اور چاول کی فصل اتنی زیادہ لگائی گئی ہے اگر کھاد نہ مل تو پھر چاول پر بحران آجائے گا۔ تو میری وزیر خوارک سے یہ اپیل ہے کہ چاول کو export کرنے کے لئے وفاقی حکومت سے مذکورات کریں انہیں کہیں کہ زمیندار کھاد سے مر گئے ہیں پھر یہ نہ ہو کہ چاول ہو جائے اور ان کی انہیں قیمت نہ مل سکے۔ میری وزیر زراعت سے یہ گزارش ہے کہ محکمہ کے جتنے افران ہیں انہیں کم از کم انڈیا بھیج دیں یہ وہاں سے مطالعہ اور research کر کے آئیں کہ انڈیا میں کھاد کی کی کیوں کبھی نہیں ہوتی؟ انڈیا ہمارے سے دس گنا بڑا ہے۔ آج تک پورے انڈیا میں یہ ٹھکایت کبھی نہیں آئی کہ زمیندار کے پاس کھاد نہیں ہے، زمیندار کو پانی نہیں مل رہا ہے۔ میری وزیر زراعت سے یہ گزارش ہے کہ محکمہ کے جتنے افران ہیں ان کو ائیر کنڈیشنڈ کروں سے نکال کر field میں بھیجیں اور ان پر چیک جوڈیشی کے ذریعے سے لگایا جائے تاکہ انہیں پتا چل سکے کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔ محکمے کے افران کھاد ڈیلوں سے مل کر کھاد بلیک کر کے روپورٹ میں اچھی بھیجتے ہیں کہ کھاد مل رہی ہے اس لئے میری ان سے humble گزارش ہے کہ اگر زراعت کو درست نہ کیا گیا، لوگ تو ویسے ہی زراعت کو چھوڑ رہے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان میں کبھی گندم کا بحران، کبھی چاول کا بحران، کبھی آٹے کا بحران رہتا ہے اور یہ کبھی ختم نہیں ہو گا اور پنجاب کے 80 نیصد لوگوں نے پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت سے میاں محمد شہباز شریف اور ان کی coalition حکومت سے ریلیف کی توقع رکھی ہوتی ہے۔ اگر یہی پالیسیاں چلتی رہیں اور میاں صاحب کی پالیسیوں کو ناکام کرنے کے لئے محکمہ اسی طرح کام کرتا رہا تو یہ الزام کہ 8 سالوں میں یہ ہوتا رہا ہم چار میںوں میں کس طرح ٹھیک کر سکتے ہیں؟ اگر محکمے کے یہ افران ٹھیک نہیں کر سکتے تو خدارا! ان کو ان سیٹوں سے الگ کر دیں اور ان لوگوں کو موقع دیجئے جو زراعت کو سمجھتے ہیں اور مسائل حل کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ میری وزیر زراعت سے دوبارہ یہ اپیل ہے کہ اگر پنجاب کو بحران سے

بچنا چاہتے ہو تو ان افسروں کو air conditioned کروں سے نکال کر فیلڈ میں بھیجا جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا۔ اللہ حافظ۔

جناب سپیکر: جناب عبدالوحید چودھری!

جناب عبدالوحید چودھری: اعوذ باللہ من الشیطین الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آج آپ نے مجھے تائماً دیا۔ میں آپ کا دل کی اتھاگر انیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج پہلی دفعہ آپ نے مجھے تائماً دیا۔ بت بت مر بانی۔

جناب سپیکر! کھاد کا جو مسئلہ آج یہاں زیر بحث ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے پے ہوئے اس بے کس و بے یار و مدد گار طبقے کی آواز اور اس کے جو مسائل ہیں یہ وہ طبقہ ہے کہ جب سے پاکستان بناء ہے چھوٹے کاشتکار اور چھوٹے کسانوں کا اب تک استھصال ہوتا رہا ہے۔ کبھی ان کو وقت پر پانی نہیں ملتا، کبھی نیچے نہیں ملتے اور کبھی کھاد نہیں ملتی اگر اللہ کے کرم سے کوئی حالات بہتر ہو جائیں تو پھر ان لوگوں کو کبھی بھی پورا معاوضہ نہیں ملا۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ انتہائی حساس قسم کا مسئلہ ہے، یہاں پاکستان کے 75 فیصد لوگوں کی روٹی اور روزی کا مسئلہ ہے ہمارے ہاں جو ایک بت بتا ما فیا ہے جو کھاد کی black marketing سے زیادہ وہاں پر ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، میرے حلقے میں چوک بی سی جی ایک ایسا چوک ہے جہاں میرے خیال میں پورے پنجاب میں سب سے زیادہ دو نمبر کھاد وہاں پر فروخت ہوتی ہے اور ذخیرہ اندوزی ہوتی ہے۔ میں اس سلسلے میں کچھ تباویز اپنے منسٹر صاحب کو یہاں دینا چاہوں گا کہ جتنا مرضی آپ کنٹرول کر لیں جب تک پبلک کے نمائندوں کو خصوصی کمیٹی میں شامل کر کے ان کو اختیارات دے کر ان کے ذریعے جو ذخیرہ اندوز ہیں ان کو نہ پکڑا جائے تب تک آپ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ Pak Arab Fertilizer میاں صاحب کے پہلے دور میں جس کی قیمت 48 ارب روپے گلی تھی اب پچھلے دور میں یہ 14 ارب میں مفت دے دی گئی۔ مجھے معلوم ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم ملتان نے سیاسی رشوت کے طور پر کتنے ناظمین اور نائب ناظمین کو کھاد کے پرمث دیئے ہوئے ہیں اور وہ کھاد وصول کرتے ہیں، پھر دو تین میں سے سٹور کرتے ہیں اور جب کھاد نایاب ہو جاتی ہے تو وہ مارکیٹ میں لے آتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ ایک ڈسٹرکٹ ناظم جو کھاد فیکٹری کا مالک ہے اس پر بھی خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ وہ ناظم جس نے ذخیرہ اندوزی کو کنٹرول کرنا تھا یہ 2001ء کی ریٹائرمنٹ کی بت بتی خامی ہے کہ جس میں سارے اختیارات ڈسٹرکٹ ناظم کو دے دیئے گئے ہیں اور صوبائی حکومت ہاتھ پر ہاتھ رکھ

کر بیٹھی ہے، ان کو کوئی پکڑتا ہے، نہ کوئی ان کو پوچھنے والا ہے اور اگر کوئی چھاپ پڑتا ہے تو دوسرا دن وہی لوگ رہا ہو جاتے ہیں۔ کچھ لوگ میرے حلے میں موجود ہیں، کل جن کے گھر پر روٹی نہیں پکتی تھی آج وہ کروڑوں اربوں کے پلازوں کے مالک ہیں، ستم ظریفی یہ ہے کہ پتھر پیس کر وہ کھاد میں ملاوٹ کر کے راتوں رات امیر بنے ہیں تو میں اپنے منستر صاحب سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں کوئی خصوصی کمیٹی یا اسک فورس بنائی جائے۔

جناب سپیکر! آپ بات سنیں۔ چودھری صاحب! آپ منستر صاحب سے رابطہ کر لیں آپ جو نشاندہی کرنا چاہتے ہیں وہ نشاندہی کروائیں اور اس کو اب میرے خیال میں خفیہ رکھنا چاہئے جبکہ اس کے کے اس کو expose کر دیا جائے تو اس پر جو بھی انہوں نے آگے عمل کرنا ہو گا وہ متعلقہ حکام کو حکم دیں گے تو انشاء اللہ جو بات آپ کر رہے ہیں میرے خیال میں پھر اگر وہ پکڑے گے تو اس کی سزا بھی ان کو پوری طرح ملنی چاہئے۔

جناب عبدالوحید چودھری: جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسانوں کو بروقت کھاد میا کرنے کے لئے گورنمنٹ کو کوئی ایسا نظام، ایسا طریق کار و ضع کرنا چاہئے تاکہ بروقت کھاد ان کو مل جائے۔ جب پانی نہ ملے، بھلی نہ ملے اور کھاد بھی نہ ملے تو کہاں کا وہ کسان؟ کسانوں کی یہ حالت ہے کہ ایک سائیکل کا پیڈل ٹوٹ جائے تو دس مرلہ زمین نیچ کر پیڈل ڈلواتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یا تو گورنمنٹ گودام بنائے جماں وہ سٹور کرے اور جتنی capacity کھاد فیکٹریوں کی کھاد بنانے کی ہے وہ ان کے پاس ان کی detail ہونی چاہئے اور وہ کھاد کدھر جاتی ہے اس کو یہ لوگ monitoring کریں اور اس کے بعد کسانوں کو اگر ہو سکے تو جیسے پرانے زمانے میں ڈی اے پی اور دوسرا کھاد ووں کے سٹور ہوا کرتے تھے وہاں سے direct کسانوں کو کھاد ملا کرتی تھی اگر یہ اقدام ہو جائے تو اس سے ذخیرہ اندوزی سے بھی جان چھوٹ جائے گی اور کمکل کنٹرول ہو گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف کی گورنمنٹ انشاء اللہ اس مسئلہ کو اچھی طرح حل کرے گی اور پہلے سے بہت کم ہو گیا ہے اور ہمارے منستر صاحب یہ بھی کوشش کر رہے ہیں لیکن چھپے ہوئے کچھ لوگ اس پر کام کر رہے ہیں ان پر کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ ہمارا ہر طرح کا تعاون اس گورنمنٹ کے ساتھ ہے اور یہ انتہائی نازک مسئلہ ہے۔ منستر صاحب آپ اس ضروری مسئلہ کو سارے کام چھوڑ کر take up کریں۔ یہ بیجاں اور کھاد کا موسم صرف میئنہ اور پندرہ دن کے لئے ہوتا ہے اس پر ضرور توجہ دی جائے۔ آپ اس پر ہدایات جاری کریں کہ اس پر ایک خصوصی کمیٹی بنائی جائے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کی یہ بات انہوں نے سن لی ہے۔ جی، محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحب!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں میاں محمد رفیق کو داد دیتی ہوں جنہوں نے آج بڑے اہم مسئلہ کے اوپر یہ بات کرنی چاہی ہے۔ پاکستان آج خوراک کے حوالے سے جس بحران کا شکار ہے اس کی وجہ زراعت پر خصوصی توجہ نہ دینا ہے۔ پچھلے آٹھ سال میں زراعت کے اوپر توجہ نہیں دی گئی، یہ بات آپ کو اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہمارے معزز بھائی، میری بھنیں اور پاکستان میں رہنے والے ہر اس شخص کو معلوم ہے جو کہ اس ملک کے حالات سے آگاہ رہنا چاہتا ہے۔ جیسا کہ آپ کو بھی بتا ہے کہ تقریباً 75 فیصد حصہ کسانوں پر منحصر ہے جو کہ کاشتکاری کرتے ہیں اگر آج جب عوامی حکومت وجود میں آجھی ہے اگر ہم نے آج بھی زراعت پر کام نہ کیا تو یہ بحران دن بدن بڑھتا چلا جائے گا، جھوٹے کاشتکار دن بدن پستے چلے جا رہے ہیں۔ غیر معیاری کھاد ان کے پاس ہے جو کبھی کبھی ان کو مل ہی جاتی ہے تو یہ بہت زیادہ ضروری بات ہے کہ ہم زراعت کے اوپر خصوصی توجہ دیں، ایک معیاری کھاد ان کسانوں کے کھلیانوں تک پہنچائیں ورنہ حالات اس سے بھی بدتریں ہوتے چلے جائیں گے۔ بہت شکریہ، بہت مر بانی!

جناب سپیکر: جی، شاء اللہ مستقی خیل!۔۔۔ تشریف فرمائیں؟ نہیں ہیں۔ اچھا، رانا تویر ناصر!

رانا تویر احمد ناصر: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اپنے سینئر ساتھی میاں محمد رفیق ایم پی اے آف ٹوبہ ٹیک سٹنگھ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے آج ایوان میں انتہائی اہم issue کیا۔ اگر یہ کما جائے تو غلط نہ ہو گا کہ انہوں نے کسان کی نسبت پر ہاتھ رکھا ہے۔ پنجاب ایک discuss کیا۔ کما جاتا ہے اور عیسے کما جاتا ہے کہ کسان خوشحال ہو گا تو ملک خوشحال ہو گا، کسان خوشحال ہو گا تو پنجاب خوشحال ہو گا لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم کسان کے لئے کچھ بھی نہیں کر رہے۔ کسان بیچارہ کبھی پانی کے لئے دوڑتا ہے اور کبھی کھاد کے لئے اسے پانی ملتا ہے اور نہ کھاد۔ جب سیزن آتا ہے تو دونوں چیزیں غائب ہو جاتی ہیں۔ یہاں پر یہ کما گیا ہے کہ سپلائی اور ڈیمانڈ میں توازن نہیں رہا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس کی ذمہ داری ہے؟

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین میاں یاور زمان کری صدارت پر مستحسن ہوئے)

جناب چیئرمین! آپ کو مبارک ہو۔ آپ تشریف لائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

رانا تنور احمد ناصر: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ کسان بیچارہ اتنا مجبور ہے کہ جب کبھی کوئی فصل زیادہ ہو جاتی ہے تو اسے خریدنے والا کوئی نہیں ہوتا اور جب وہی فصل کم پیدا ہوتی ہے تو پھر حکومت اپنے کارندوں کو ساختہ لے کر اس فصل کو زبردستی خریدنا شروع کر دیتی ہے اور کسان بیچارہ open market کے فائدے سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔ اگر حکومت زبردستی گندم یا کوئی اور فصل خریدتی ہے تو پھر کھاد اور زیج کی فراہمی بھی حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ حکومت اس ذمہ داری سے کیوں اپنی جان چھڑاتی ہے؟ پاکستان میں کھاد نہیں مل رہی، یوریا کھاد کی shortage ہے۔ وزیر زراعت بڑے competent اور ایماندار ہیں ان کی بڑی اچھی reputation ہے، یہ وہ اقدامات کریں جن سے چھوٹے کسانوں کو، چھوٹے کاشتکاروں کو کھاد ملے۔ بڑے زمینداروں، جاگیرداروں کو تو کھاد اور باقی چیزیں مل جاتی ہیں لیکن اصل بات تودو دو، چار چار ایکڑ کے مالک کسان کی ہے جسے کچھ بھی نہیں ملتا۔ لہذا جو لوگ کھاد کے ذخیروں کی مخبری کریں حکومت ان لوگوں کو کوئی incentive نہیں دےتاکہ وہ اپنے فائدے کے لئے مقامی تھانے یا جو بھی concern agency ہو جیسے ڈی۔ ڈی۔ او (آر) یا ڈی۔ سی۔ او کو اطلاع دیں۔ جسمانے کرنے یا ایف۔ آئی۔ آر درج کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ لہذا میں تجویز دیتا ہوں کہ جماں کھاد کا ذخیرہ پکڑا جائے اسے موقع پر چھوٹے کسانوں کو فروخت کر دیا جائے کیونکہ ذخیرہ اندوں کو جرمانوں اور ایف۔ آئی۔ آر سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب چیز میں! کوئی ایسی پالیسی وضع کی جائے جس سے کسان خوشحال ہو سکے اور اس کی حالت بہتر ہو سکے۔ اس سلسلے میں میاں محمد رفیق نے جو تجویز دی ہیں وہ بڑی اہم ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حکومت پنجاب کوئی ایسی پالیسی وضع کرے تو وہ دن دور نہیں جب کسان خوشحال ہو گا۔ یہ مسائل آج کے نہیں ہیں بلکہ پچھلے آٹھ سالہ دور کے ہیں۔ یہ گند آج کا نہیں ہے اور جس شخص نے یہ گند الاتھا وہ چلا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کسان خوشحال ہو کر رہے گا۔ جیسے آج میاں محمد شہباز شریف محنت اور کوشش کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کسان خوشحال ہو کر رہے گا۔ میں آخر میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جاگیردار، سرمایہ دار اور صنعت کار دو دو تین تین ایکڑ پر کروڑوں روپے کا قرضہ لے لیتے ہیں لیکن بے چارے کسان کو وہی چالیس پچاس ہزار ملتا ہے اور جب وہ ادا نہیں کر سکتا تو پولیس اس کے پیچھے دوڑ پڑتی ہے لہذا اس پر ضرور غور کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیز میں: شکریہ۔ جناب شناء اللہ مستی خیل!

محترمہ عارفہ خالد پروین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیزِ مین: جی، فرمائیں!

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہمیں اسے میں میں کچھ چیزوں کا خاص طور پر بت خیال رکھنا چاہئے۔ جیسے ایک چھوٹی سی چیز کہ پلازہ کیا ہوتا ہے اور بلڈنگ کیا ہوتی ہے؟ میرے خیال میں اس طرح کے سوالات صرف ایوان کا وقت صاف کرنے کے لئے کئے جاتے ہیں۔ میں وقفہ سوالات سے related پوائنٹ آف آرڈر کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیزِ مین: شکریہ۔ آپ کا point of view آگیا ہے۔ جی، مستی خل صاحب!

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خل: الحمد لله رب العالمین۔ الصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین۔ اما بعد۔ جناب چیزِ مین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ایک بہت ہی اہم topic پر بحث ہو رہی ہے۔ میں نے اپنی بحث تقریر میں بھی عرض کیا تھا کہ زراعت پاکستان کی رویا کی ہڈی ہے۔ پنجاب کی 75 فیصد آبادی زراعت پر base کرتی ہے۔ پاکستان کی economy اور انڈسٹری زراعت پر base کرتی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہونے کے باوجود، پاکستان کے اندر بالعموم اور پنجاب میں بالخصوص دنیا کا سب سے بڑا نسراً نظم ہے۔ اتنا بڑا نسراً نظم ہونے کے باوجود ہمارا زراعت پیشہ طبق، کاشنکار، کسان اتنی مشکلات کا شکار ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس ملک کو بننے ہوئے 61 سال بیت گئے اور ہم اکٹھوں یوں آزادی منا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے زراعت کے بارے میں کوئی پالیسی نہیں دی، ہم نے کوئی لا جھ عمل نہیں دیا، ہم نے کوئی mechanism ایجاد نہیں کیا یہاں پر committees نہیں ہیں لیکن انہوں نے کوئی خاطر خواہ steps اور incentives steps نہیں اٹھائے جن سے حقیقی طور پر غریب کاشنکار کو door step پر انصاف مل سکے اور انھیں سوپاہیات مل سکیں۔ میں ملک احمد علی اوکھے کی capability سے بخوبی آگاہ ہوں اور میں میاں صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک genuine زراعت سے منسلک آدمی کو یہ فریضہ سونپا ہے۔ میں بڑی دیانتداری اور محظاۃ اندازے سے بات کر رہا ہوں کہ انہوں نے بت dedication اور دیانتداری کے ساتھ کوشش کی ہے لیکن میں چاہوں گا کہ یہ سٹم تبدیل ہو اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا تھا:

بادل سے کھیلتی رہیں اونچی عمارتیں
بجلی گری تو شر کے کچے مکان گرے

جناب سپیکر! ہم زراعت پیشہ طبقہ اپنی جائیدادیں pledge کرواتے ہیں تو ہمیں زرعی قرضے ملتے ہیں لیکن پھر لوگ اپنی سیٹیوں کے زیور یقین کروز مینیں بیکر وہ قرضے ادا کرتے ہیں جب تحصیل دار ان کے پاس آتے ہیں تو ان کی اتنی بے عوقتی کی جاتی ہے کہ پولیس کو ساتھ لاتے ہیں اور کاشنکاروں کو گرفتار کر کے لے جاتے ہیں حالانکہ ان کی زمینیں pledge پڑی ہوتی ہے۔ میں محتاط اندازے کے مطابق کہتا ہوں کہ سابقہ حکومت نے زرعی بملک کے 10 بلین سے زیادہ قرضے معاف کئے ہیں لیکن کسی غریب کا قرضہ معاف نہیں کیا گیا۔ (شیم، شیم)

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اس پاکستان کے اندر، پنجاب کے اندر green revolution نہیں آئے گا اس وقت تک یہ ملک اور یہ صوبہ پنجاب ترقی نہیں کر سکتا۔ میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ فوری طور پر ایوان کے اندر اور ایوان سے باہر جو technical and skilled لوگ ہیں، جو پروفیشنل ہیں اور زراعت کو سمجھتے ہیں ان پر مشتمل کیمیٰ بنائی جائے اور for ever mechanism and direction involve کی جائے۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہندوستان کا پنجاب پورے ہندوستان کے لئے گندم پیدا کرتا ہے لیکن ہمارے پنجاب میں آٹا نہیں مل رہا آئے کا بحران ہے اور پاکستان کی تمام مشینری، پنجاب کی تمام مشینری آئے کے بحران کو روکنے پر لگی ہوئی ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ زرعی قرضہ جات پر سود کم کیا جائے۔ پوری دنیا میں فصلوں کی انشورنس کی جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں یہ نہیں ہے۔ میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب کو وہ وعدہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جب میاں صاحب نے اپنی maiden speech کی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ میں کاشنکاروں کے لئے، کسانوں کے لئے، 75 فیصد دیمات میں رہنے والے لوگوں کے لئے steps گا۔ یقیناً انہوں نے steps اٹھائے ہیں انہوں نے اس بارے میں actions لئے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ actions اتنے زیادہ خاطر خواہ نہیں ہیں۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ زراعت میں ایک جنسی نافذ کردی ہی چاہئے۔ ہمیں کوئی سڑک نہیں چاہئے۔ ہمیں کوئی بجلی نہیں چاہئے لیکن تمام funds زراعت پیشہ لوگوں کو دینے چاہیں۔ مجھے یہ بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہماری حکومت کو بنے ہوئے چار ماہ بیت گئے ہیں لیکن ابھی تک زراعت کی بہتری کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔ پچھلی حکومت کے لوگ کہتے تھے کہ پنجاب میں گندم کی bumper crop ہوئی ہے

اور beat record کر لیا گیا ہے لیکن وہ گندم export کر دی گئی۔ چند مینوں کے بعد جو گندم انہوں نے باہر بھیجی تھی وہی گندم وہاں سے 1300/1200 روپے فی من کے حساب سے import کی گئی۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے، میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں ایک کمیٹی بنائی جائے اور جن لوگوں نے یہ سب کیا ہے، جن کی وجہ سے یہاں آئے کا بھر ان پیدا ہوا ہے ان کو عوام کے کثیرے میں کھڑا کیا جائے۔

جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ کسان خوشحال ہو گا تو پنجاب خوشحال ہو گا۔ اگر کسان خوشحال نہیں ہو گا تو پنجاب بھی خوشحال نہیں ہو گا۔ جب تک آپ اپنے معاشری حالات کو بہتر نہیں کریں گے اس وقت تک یہاں انصاف آسکتا ہے اور نہ ہی امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان ایک atomic power ہے، پاکستان کے پاس میراںکل technology ہے۔ میں آپ کی وساطت سے سوال کرتا ہوں کہ کیا Russia کے پاس ایسٹم ہم اور میراںکل technology نہیں تھی؟ Russia کے پاس یہ سب کچھ موجود تھا لیکن جب Russia کے معاشری حالات خراب ہوئے تو ان کا ملک کئی نکروں میں بٹ گیا۔ اگر آپ زیندار ہیں اور حساب کتاب کرنا شروع کریں تو پتا چلے گا کہ زیندار بے چارے کو توبہ پختا ہی کچھ نہیں ہے۔

ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب بڑے dynamic and visionary ہیں اور انہوں نے اول کھ صاحب کو وزیر زراعت لگایا ہے ان سے ہمیں بڑی امیدیں والبستہ ہیں۔ پنجاب کی سسکتوی ہوئی عوام دیکھ رہی ہے کہ موجودہ حکومت پنجاب کاشت کاروں کی بہتری کے لئے کیا steps لیتی ہے؟ ایسے اقدامات کئے جائیں کہ کاشت کاروں کو حقیقی طور پر ان کا فائدہ ہو۔ کتنے افسوس کی بات ہے، ابھی میں ایک قرارداد پڑھ رہا تھا جو میرے کسی دوست نے پیش کی ہے اس میں لکھا تھا کہ اندھستریز کے لئے دو سے تین فیصد پر قرضہ ملتا ہی نہیں ہے۔ کاشت کار پڑواری کے پاس کا پی بنوانے کے لئے جاتا ہے تو دس دس دن وہ کاپی نہیں بناتا، پھر کاشت کار تحصیل دار کے پاس جاتا ہے پھر اسے D.O.R کے پاس جانا پڑتا ہے اور آخر میں زرعی بnk کے عملہ کے پاس جاتا ہے۔ دو میسے تو اسی طرح گزر جاتے ہیں۔ خدا کے واسطے اس قرضہ کے نظام کو سمل بنا یا جائے۔ ہم نے شناختی کارڈ بنائے ہیں، کریڈٹ کارڈز سے لوگ پیسے نکلا لیتے ہیں۔ اب توجید ترین سسٹم آگیا ہے۔ کیا ہم Global World میں رہ رہے ہیں؟ اکٹھ سال گزر گئے لیکن ہم وہی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں۔ عوام ہم سے سوال کرے گی، عوام

ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ ہم یہاں عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے آتے ہیں لیکن عوام کو کوئی ریلیف نہیں مل سکا۔ میں خصوصی طور پر گزارش کروں گا کیونکہ ملکہ کے لوگ بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ خدا کے لئے ملکہ کے لوگ باہر نکلیں، air conditioned میں بیٹھ کر صحیح پالیسیاں نہیں بنائی جا سکتیں۔ باہر نکلیں، معلوم کریں کہ صحرائی علاقے کی زمین کیا اوس طب پیداوار دیتی ہے، نہری زمین کی کیا اوس طب پیداوار ہے؟ کتنی زیادتی کی بات ہے کہ پنجاب کے اندر جوز عی انکم ٹکیں لگایا گیا ہے وہ غیر منصفانہ اور ظالمانہ ہے۔ میرا تعلق ضلع بھکر سے ہے، وہاں سے وزیر اعلیٰ پنجاب بھی منتخب ہوئے ہیں۔ ہمارے پانچ، چھ اضلاع ایسے ہیں جن کو desert areas تھل کا علاقہ کہتے ہیں۔ بھکر، میانوالی، خوشاب، لیہ، مظفر گڑھ اور جھنگ کے اضلاع میں زرعی انکم ٹکیں زمین کی ساخت اور chemistry کے مطابق لگایا جانا چاہئے۔ ہمارے علاقے کی زمین کی ساخت، باقی علاقوں سے مختلف ہے۔ فصل آباد، لوہاریں کی زمینیں بڑی اچھی ہیں۔ ان کی فی ایک ہزار زمینہ ہے۔ ان علاقوں کے لوگ بھی وہی ٹکیں دے رہے ہیں اور تھل کے لوگ جن کا سارا دار و مدار باران رحمت پر ہے، بارشوں پر ہے، ان پر بھی وہی ٹکیں لا گوئے۔ ابھی تک یہ ٹکیں درست نہیں کر سکے۔ تھل کی عوام پکارتی ہے، تھل کی عوام یہ سوال کرتی ہے کہ ان کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے، یہ نا انصافی کیوں ہو رہی ہے؟ مجھے معلوم ہے کہ اس ٹکیں کو Act کے ذریعے impose کیا گیا تھا۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے ٹکیسوں سے یہ ملک اور صوبہ پنجاب ترقی کرے گا۔ ہم ٹکیں دینے کو تیار ہیں لیکن خدار! ہمارے ٹکیں کو منصفانہ بنایا جائے۔ انگریز نے یونٹ بنایا تھا جسے ہم جھاڑ پیداوار کہتے ہیں یعنی جس زمین کی جیسی ساخت ہے، جتنی پیداوار ہے، جتنی income ہو رہی ہے اس کے مطابق ٹکیں لیا جانا چاہئے جبکہ یہاں پورے پنجاب کے اندر ایک ہی system ہے۔

جناب والا! اسی طرح ہمارے تھل کے علاقے میں جو آبیانہ لگایا گیا ہے وہ بھی ایک ظلم ہے۔ یہاں پر زیادہ تر کاشت کار، زمیندار تشریف فرمائیں۔ جب یہ نہیں نئی نئی بنائی گئی تھیں تو موگے بنائے گئے تھے۔ عام طور پر چار سو، پانچ سو ایکڑ پر ایک موگہ بنایا گیا تھا۔ تھل کے علاقے میں بڑی مشکل سے 40/40 ایکڑ تک ایک موگے سے زمین irrigate ہو رہی ہے۔ دواڑھائی سو، تین سو ایکڑ پر ابھی تک پانی نہیں پہنچ رہا لیکن آبیانہ پوری زمین پر لیا جا رہا ہے۔ ہم پانی بھی نہیں لے رہے، ہمیں پانی بھی نہیں مل رہا لیکن ہم آبیانہ دے رہے ہیں۔ ہماری یہ بات کون سنے گا، ہم کس کے سامنے یہ بات کریں؟ میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں فوری طور پر ایک کمیٹی بنائی جائے۔

جناب محمد وارث گلو: پاہنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اپنے عزیز سے گزارش کروں گا کہ میاں محمد رفین نے کھاد کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کارڈی تھی جس پر بحث کے لئے سپیکر صاحب نے آج کے دن دو گھنٹے مخصوص کئے تھے کہ کھاد کے issue پر آج بحث ہو گی۔ کھاد کی جو ذخیرہ اندوڑی ہو رہی ہے، کھاد کی جو قیمتیں بڑھ رہی ہیں اس حوالے سے آج بحث ہونی ہے جبکہ میرے بھائی زراعت کے حوالے سے بات کر رہے ہیں۔ جب زراعت پر بحث کے لئے دن آئے گا تو یہ اس دن ہونی چاہئے۔ آج صرف کھاد کے حوالے سے بات کریں۔ speech

جناب چیئرمین: گلو صاحب کی بات درست ہے۔ ثناء اللہ خان مستی خیل صاحب! آپ اپنے آپ کو کھاد تک محدود رکھیں اور کوشش کریں کہ جلد از جلد up wind کر لیں۔

جناب محمد ثناء اللہ خان مستی خیل: میں اپنے معزز بھائی کا احترام کرتا ہوں۔ میں زراعت پر بات کر رہا تھا کوئی ایسٹم بم پر بات تو نہیں کر رہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج کی بحث کھاد کے حوالے سے ہے۔ کھاد تو بعد میں آتی ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ہمارے ساتھ یہ discrimination ہمارے ساتھ جو discrimination ہو رہی ہے اسے دور کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں ہے۔ پچھلی حکومت نے آبیانے کے بارے میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس میں ان لوگوں کو ممبر بنادیا گیا جن کا کاشت کاری سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا۔

جناب والا! ہم نے food support پروگرام شروع کیا ہے اور الحمد للہ 14۔ اگست سے غریب لوگوں کو یہ امداد مل رہی ہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہم کاشت کاروں کو incentives کو دیتے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایسی rapid industrialization کی جائے، ایسے incentives کے جائیں، پنجاب کے اندر ایسی صنعتیں لگائی جائیں کہ جن سے کھاد کی پیداوار بہتر ہو، demand کے مطابق کھاد کی سپلائی ممکن بنائی جائے۔ ضلع کی سطح پر کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں عوامی نمائندے، ڈی۔ سی۔ او، ملکہ خوراک اور ملکہ زراعت کے نمائندے ہوں۔ وہ بیٹھ کر ان معاملات کو دیکھیں۔ ہر پندرہ دن کے بعد ان کی میٹنگ ہو۔

جناب والا! یہ کیا رویہ انہوں نے روار کھا ہوا ہے کہ کاشت کاربے چارے کی آواز سننے والا کوئی نہیں ہے؟ میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

جناب شناہ اللہ خان مستقی خیل: جناب والا! Green revolution تب آئے گا جب sustainable policies جس سے غریب آدمی کو حقیقی طور پر فائدہ ہو گا اور اس کے ثمرات پہنچیں گے۔ بہت مر بانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ مستقی خیل صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: پاؤ اند آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میں نے پہلے تو ایک بات یہ کہنی تھی کہ جب بھی میں تقریر کر رہی ہوتی ہوں تو مجھ پر یہ قد عن لگائی جاتی ہے کہ پانچ منٹ سے ایک سیکنڈ بھی اور آپ کو نہیں ملے گا۔ جب ہم بات کر رہے ہوئے ہیں تو براہ مر بانی اپوزیشن کے لئے بھی relax کر کے بات پوری کرنے کا موقع دیا جائے۔

جناب چیئرمین: مگر آج تو کسی کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ آپ کس اجلاس کی بات کر رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! یہ میں سابقہ اجلاس کی بات کر رہی ہوں۔

جناب چیئرمین: سابقہ اجلاس میں پابندی لگی لیکن آج تو کوئی پابندی نہیں ہے۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! میں اس وقت جو کھڑی ہو کر بات کر رہی ہوں وہ ایک بہت important issue کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں۔ احکام خداوندی ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کر دی جائے۔ ہم سے ملحق یہ جو پنجاب اسمبلی کی نئی بلڈنگ بن رہی ہے وہاں پر اس وقت 80 مزدور ہڑتال کی کیفیت میں ہیں اور ان کو پچھلے چار میئنے سے کسی قسم کی کوئی مزدوری نہیں دی گئی اور ان کے بیوی بچے بھی جو میرے نوٹس میں بات آئی ہے کہ وہ بڑے سخت پریشانی کے عالم میں ہیں، فاقہ کشی کی کیفیت سے گزر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ وزیر قانون صاحب یا سینئر منستر صاحب اس کو دیکھیں اور اس پر آپ کی روائی چاہئے اور اس مسئلے کو sort out کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ کا point of view آگیا ہے، آپ تشریف رکھیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین! اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اس کا جواب دے دوں کیونکہ میں اس کیمیٹی کا ممبر ہوں۔
جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

رانا محمد افضل خان: جناب چیئر مین! یہ جو ہماری اسمبلی کی بلدگ بُن رہی ہے اس میں جو ٹھیکیدار ہے وہ بھاگنے کی کوشش کر رہا ہے اور یہ ٹوپی ڈرامہ ہو رہا ہے کہ مزدوروں کے ذریعے وہ احتجاج کروا کر show کر رہا ہے۔ اگر کارروائی کی ضرورت ہے تو اس ٹھیکیدار کو گرفتار کروایا جائے جو ان مزدوروں کو تباہ نہیں دے رہا۔ شکریہ محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ--

جناب چیئر مین: بس ٹھیک ہے، بات ہو گئی ہے۔ چودھری ممتاز احمد جج صاحب!
چودھری ممتاز احمد جج: شکریہ۔ جناب چیئر مین! یقیناً آج کا موضوع ایک انتہائی حساس ہے اور ہم سب اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہمارا ایک استحصالی طبقہ ہے جو دیہات میں رہتا ہے اور جو چھوٹا کاشت کار ہے اس سے ہم زبانی ہمدردی تو بت جلتا ہے ہیں لیکن عملی طور پر آج تک ان کی بہتری کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اقدامات نہیں اٹھائے گئے۔

کھاد کے حوالے سے یہ کتنی بڑی ستم ظریقی ہے۔ میں جناب کو اپنے مشاہدے کے حوالے سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقہ کے اندر جو کہ پورا کاپور rural area پر مشتمل ہے وہاں پر کھاد لینے کے لئے کسان کی اس قدر تزلیل ہو رہی ہے کہ وہ صحیح سے لائنوں میں کھڑا ہو کر جیسے بھیک مانگنے والے لوگ خیرات لینے کے لئے لائنوں میں کھڑے ہوتے ہیں اس طریقے سے میرا کاشت کار لائنوں میں صحیح سے شام کھڑا ہو کر کھاد کی پانچ بوریاں حاصل کرنے کے لئے صحیح سے شام تک انتظار کرتا ہے۔

آوازیں: شیم، شیم۔

چودھری ممتاز احمد جج: یقیناً میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو کھاد کا بحر ان آیا ہے اس میں دو چیزوں سب سے اہم تھیں۔ ایک تو پیداوار میں کمی آئی اور لاگت میں اضافہ ہوا لیکن اس سے بھی زیادہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ lack of supervision ہے اور اس چیز کا میں ثبوت اس طرح سے دینا چاہتا ہوں کہ کھاد تو تقریباً ہر کاشت کار نے کسی نہ کسی ذریعے سے حاصل کی اور اپنی ضرورت کو کم از کم پورا

کرنے کی اس نے کوشش کی لیکن وہ کھاد جو کہ اس کو کنٹرول ریٹ پر ملنی چاہئے تھی وہی کھاد اس کو بلیک مارکیٹ میں تقریباً ڈبیٹھ گناہیت پر ملی۔ یہ صرف lack of supervision کی وجہ یہ جو ضلعی نظام ہے اس کا بہت بڑا عامل دخل ہے۔ ضلعی نظام سے پہلے ہمارا جو سسٹم تھا اس میں کچھ لوگ ذمہ دار تھے اور ان کے پاس اختیارات تھے۔ یہ بھی ہماری ایک بد قسمتی ہے کہ اس بار بار آمریت کی وجہ سے ہمیں من حیث القوم اخلاقی طور پر بہت زوال پذیر کر دیا ہے۔ جہاں کسی کا لبس چلتا ہے وہ ناجائز مفادات حاصل کرنے کے لئے تگ و دو کرتا ہے۔ اس کے لئے قوانین کا سخت ہونا اور لوگوں کا با اختیار ہونا انتہائی ضروری ہے۔ ایگر یکلپر کے لوگ جو اس کام کی supervision کے لئے لگائے گئے ہیں مثلاً سٹرکٹ آفیسر ہیں یا تحصیل آفیسر ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے لوگ خاص طور پر جو مافیا ہے جو stock holders ہیں، جو black marketing میں با اختیار ہیں اور جن کو اپنے اس طریق کار میں مہارت حاصل ہے وہ زراعت کے لوگوں سے بہت کم ڈرتے ہیں۔ زراعت پیشہ لوگ شریف لوگ ہیں یہ چھوٹے چھوٹے مفادات لے کر خوش بھی ہو جاتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ جہاں اس کی پیداوار لائگت کے حوالے سے بڑھانی چاہئے اور اس کی سفارش ہمیں وفاقی حکومت سے کرنی چاہئے کہ وہ آنے والی فصل کے مطابق ہر کھاد کا بندوبست کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی supervision والا system ہے اس کو بھی ہمیں بہتر کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین! یہ انتہائی ضروری ہے۔ پہلے تو ہم یہ کہا کرتے تھے کہ یہ آمریت کا دور ہے۔ اب جب ہمارے حلقے کا کاشت کاریہ کہتا ہے کہ ایمپلے اے صاحب کھاد نہیں مل رہی، کھاد تو دلوادو تو پھر مساوئے شرمندگی کے۔

معزز ممبر ان حزب اختلاف: لتر کھاؤ

چودھری ممتاز احمد جج: لتر تو آپ نے بھی بہت مارے تھے۔ آپ میرے برخوردار ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب۔

MR CHAIRMAN: No cross talk please.

چودھری ممتاز احمد جج: جناب چیئرمین! اگر کوئی مجھے بات سنانے کی کوشش کرے گا تو میں اس کو آپ کی وساطت سے جواب دینے کی کوشش کروں گا۔ بہر صورت میری یہ گزارش ہے کہ یہ استحصالی طبقہ جو صرف سولہ کروڑ عوام کی خوراک کا ہی بندوبست نہیں کرتا بلکہ ہمارے ہمسایہ ممالک

کی خوراک کا بند و بست بھی کرتا ہے اس کے حال پر رحم کرنا چاہئے اور اس کی جو بنیادی مشکلات ہیں ان کو حل کرنے کے لئے ہمیں اقدامات اٹھانے چاہتیں۔ بہت بہت شکریہ
جناب چیئرمین: اصغر علی منڈا صاحب!

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈو و کیٹ): مجھے وزیر قانون رانا شاہ اللہ خان پسلے ہی کہتے ہیں کہ منڈا صاحب "ذریحتھ ہولار کھیا کرو" بات دراصل یہ ہے کہ--
معزز ممبر ان حزب اختلاف: تیز رکھیں۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈو و کیٹ): بات دراصل یہ ہے کہ مجھ بہت کڑوا ہوتا ہے اور حقیقت ننگی ہوتی ہے اور حقیقت کو کوئی کپڑے نہیں پہن سکتا۔ اپوزیشن کو کم از کم اتنا تو حوصلہ پیدا کرنا چاہئے کہ جو سچی بات اس معزز ایوان میں کی جائے اس کو سننے کے لئے ان کے پاس دل، گردہ، جگہر چیز موجود ہوئی چاہئے۔ جب ہم بڑے حوصلے سے ان کی بات سنتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس اور discussion دونوں کا وقت ایک گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈو و کیٹ): کھاد کے موضوع پر میاں محمد رفین نے ایک اہم مسئلہ اس معزز ایوان میں اٹھایا ہے۔ میں اس پر میاں محمد رفین کی داش اور ذہانت پر ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: آپ نے جو مجھے وقت عنایت کیا میں اس پر بھی آپ کا دل کی اٹھاہ گرائیوں سے مشکور ہوں۔ اس کھاد کے issue پر میں یہی عرض کروں گا کہ یہ ہمارا پیارا پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ انڈسٹری اس ملک کو بچا سکتی ہے میرا اس میں یہ challenge ہے کہ جب بھی کبھی معیشت پر بُرا وقت آیا، جب بھی کبھی اس ملک کی معیشت کو مجبوط کرنے کا وقت آیا تو زراعت ہی ایک واحد source of income ہے جس کے ذریعے اس ملک کی بگڑتی ہوئی معیشت کو اگر سمارادے سکتا ہے تو وہ صرف ایک ہی شعبہ زراعت ہے کیونکہ اس ملک کی 70 فیصد عوام زراعت سے منسلک ہے اور ہمارے ملک میں زراعت کی یہ صورتحال ہے کہ نہ پانی ہے، نہ کھاد ہے، نہ بیج ہے، ہم صرف میٹنگیں کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں، کسی عوامی نمائندے کی کسی رائے کو شامل نہیں کیا جاتا۔ صرف بیوروکریسی جو اس وقت بے لگام ہے جس نے گزشتہ ساڑھے آٹھ سال آمریت کے ساتھ تلے پورش پائی ہے ہمیں اس کے لئے ایک مربوط اور

جامع پالیسی مرتب کرنا پڑے گی۔ میرا ڈسٹرکٹ شیخونپورہ اور بالخصوص میراحلقہ جو چاول کی فصل کے لئے ایک مشور منڈی ہے۔ میرے ڈسٹرکٹ سے میرے دوسرے دوست بھی بینٹھے ہوئے پورے پاکستان میں ضلع شیخونپورہ چاول پیدا کرنے میں نمبر 1 ہوتا ہے اور اس وقت حالات یہ ہیں کہ کسی منڈی میں بھی نارنگ، مرید کے، شیخونپورہ، فیروز والا، شاہ کوٹ، ماناوالہ، منڈی فیض آباد، شرقپور شریف، کہیں پر بھی کسی کسان کو کھاد نہیں مل رہی۔ میرے ایک فاضل ممبر نے یہ بات کی کہ کسان لائنوں میں لگے ہوئے ہیں میں اس بات کی تردید کرتا ہوں۔ کھاد اگر لائنوں میں مل جائے تو وہ بھی بڑی نعمت کی بات ہے۔ بے چارہ کسان ہاتھ میں پیسے پکڑے جگہ جگہ پر ٹھوکریں کھار ہاہے اور کوئی کھاد دینے کے لئے تیار نہیں ہے اور چاولوں کے گودام اس وقت کھاد کے گودام بن چکے ہیں۔ ڈسٹرکٹ انتظامیہ اور صوبے کی انتظامیہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ کسی نے بھی کوئی ایکشن نہیں لیا میں اس موقع پر انتظامیہ سے پوچھ سکتا ہوں کہ کسانوں کو کھاد سپالائی کرنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں، کیا کوئی مقدمہ رجسٹرڈ کروایا ہے۔ کیا کسانوں کو کھاد کی سولت کے لئے کوئی ایسے steps اٹھائے ہیں جن سے کسانوں کو کھاد مل سکی ہو؟ اس وقت چاول کی فصل کا وقت ہے لیکن کھاد نہیں مل رہی۔ اس میں میری تجویز یہ ہے کہ جس کھاد ڈیلر کا کوئی گودام پکڑا جائے اس کو فوری طور پر ضبط کر کے اس علاقے کے غریب کسانوں میں مفت بانٹ دیا جائے اور اس کھاد ڈیلر کے خلاف ایسی تادیبی کارروائی کی جائے کہ وہ عبرت کا نشان بن جائے اور آئندہ کوئی ایسا گھناؤنا جرم کرنے کا سوچے بھی نہ۔ میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ گزشتہ 8 سالوں میں اپنے من پسند ریٹائر جرنیلوں، اپنے ساتھیوں اور مفاد پرستوں کو نوازنے کے لئے کھاد کی جن فیکٹریوں کو 13/12۔ ارب روپے میں فروخت کیا گیا جن کی اصل قیمت 70۔ ارب سے زیادہ تھی ان پر فوری طور پر ایک کمیٹی بن کر ان کی cancel auction کیا جائے۔ میں اس موقع پر اپنے ایک عظیم جسٹس جو اس وقت موجود ہیں جنمیں ہم آج بھی چیف جسٹس آف پاکستان سمجھتے ہیں جسٹس افتخار محمد کے اس act کو salute پیش کرتا ہوں جنہوں نے پاکستانی تاریخ کی ایک بہت بڑی ڈکیتی کو پکڑا تھا میری مراد پاکستان سٹیل ملز ہے۔ اسی طرح میں آج بھی اس ایوان کے توسط سے آپ سے یہ مطالبہ کروں گا اور حکومت وقت سے گزارش کروں گا کہ کھاد کی فیکٹریوں کو اپنے من پسند لوگوں کو نوازنے کے لئے جو کم قیمت پر بیچا گیا ہے اس پر فوری طور پر انکوائری کرائی جائے اور ان کی cancel sale کر کے قوی تحویل

میں واپس لیا جائے اور اس وقت کھاد کی جو قلت ہے اس کو دور کرنے کے لئے یہ ایک بہتر اور مستحسن قدم ہو گا۔

جناب چیئرمین! میں اس موقع پر یہ بھی گزارش کروں گا کہ کسانوں کو کھاد کی بہتر تر سیل کے لئے ہر ڈسٹرکٹ میں ٹاسک فورس بنائی جائے یا ایسی کمیٹیاں بنائی جائیں جس میں اس ڈسٹرکٹ کا عوامی نمائندہ شامل ہو اور ان سے weekly or daily report لی جائے اور ان ڈیلوں کے رجڑ چیک کئے جائیں۔ ان ڈیلوں اور stock holders کے خلاف کیا لئے ہیں، انہیں کتنی کھاد ملی تھی اور انہوں نے کہاں کہاں sale کی تو اس بارے میں میری یہ گزارش ہے کہ کسانوں کو کھاد پہلائی کرنے اور اس ملک کی زراعت کو بہتر کرنے کے لئے فوری طور پر عوامی نمائندوں کو شامل کرتے ہوئے کمیٹیاں بنائی جائیں اور کمیٹیاں بنائے کھاد کی تر سیل آسان کی جائے تاکہ زراعت ترقی کر سکے اور اس ملک کو یونیورسٹیاں بنانے سے بچایا جاسکے و گرنہ وہ دن دور نہیں کہ اگر ذخیرہ اندوز، یہ بروکر، یہ سرمایہ دار اور یہ ریٹائر جر نیل، جو آمریت کی پیداوار ہیں اگر انہیں نکلیں نہ ڈالی گئی تو یہ میر اپناراپاکستان اٹھوپا بن جائے گا۔ خدارا! اس کو بچایا جائے۔ بڑی مریبانی۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ منڈا صاحب! جناب افتخار احمد بلوج!

جناب افتخار احمد خان بلوج: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک اہم نکتہ پر دلانا چاہتا ہوں۔ میں اس سے پہلے منظر صاحب کے کمرے میں ملاقات بھی کر چکا ہوں لیکن میرے خیال میں، میں انہیں سمجھا نہیں سکا یا وہ سمجھ نہیں سکے تو میں آپ کے توسط سے اس ضروری نکتے پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ جنگ کاٹن فیکٹری، رائس ملزاور شوگر ملزا، یہ تینوں انڈسٹریز سٹیٹ بنک کی اجازت سے letter of guarantee پر ایف۔ ایف۔ سی کھاد لے کر زیندار حضرات کو دیا کرتی تھی۔ پہلے تو میرے علم میں نہیں ہے کہ اس دفعہ ایف۔ ایف۔ سی دے رہی ہے یا نہیں دے رہی؟ اگر وہ نہیں دے رہی تو اس وجہ سے بھی یہ main shortage کا مسئلہ بنا ہو گا کیونکہ اس سے کافی زیندار حضرات ان کاٹن فیکٹریوں، رائس ملوں یا شوگر ملوں سے لے کر کھاد کی کمی کو پورا کرتے تھے۔ اس میں بنک والے 10 فیصد یا 25 فیصد maximum پر نقد کیش یا باقی پر اپرٹی لے کر دے دیتے تھے تو اس میں انڈسٹری والوں کا پیسا بھی کم استعمال ہوتا تھا اور زیندار زیادہ accommodate ہو جایا کرتے تھے۔ اس کے بعد کچھ کاٹن فیکٹریاں، رائس مل یا شوگر مل والے یہ بھی کرتے تھے کہ اپنے پاس سے investment کر کے مارکیٹ سے کھاد خرید کر زیندار حضرات کو دیتے تھے اس لامبے کے لئے کہ وہ

اپنی crops during season کیا کرتے انہیں دیں گے تو وہ انہیں accommodate کیا کرتے تھے تو اس سلسلے میں اس دفعہ بھی ان فیکٹریوں والوں نے کام شروع کیا تو انہیں ذخیرہ اندوز کہہ کر ان کے اوپر جھوٹے مقدمات بنایا کر انہیں ہر اسال کیا گیا جس کی وجہ سے انہوں نے بھی یہ accommodate کرنا پھوڑ دیا۔ میں نے منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات دی تھی۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہوا بلکہ آپ ریکارڈچیک کر لیں، میٹنگ بک سے پوچھ لیں یہ facility ہے اور اس میں عوام اور زیندار کو فائدہ ہوتا رہا ہے تو اگر منسٹر صاحب توجہ دے کر اس کو کروائیں تو میرے خیال میں کھاد کا مسئلہ کافی حد تک حل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین از راعت کے سلسلے میں میری دوسری تجویزیہ ہے۔ ویسے تو میرے بھائی وارث گلو صاحب نے پاندی لگائی ہے، کم ہی موقع ملتا ہے آج ملا ہے۔ چھوٹے زیندار کے پاس پانی نہیں پہنچتا، صحیح نہیں پہنچتا۔ میں آپ کو اپنے حلقوں کے بارے میں بتاتا ہوں کہ وہاں کا ایم این اے خود دن دہائی سے پانی چرا لیتا ہے اور بد قسمتی سے اس کا تعلق بھی (ق) لیگ سے ہے اور اس سے پہلے وہاں کی ایم این اے ہو اکرتی تھی۔ تو وہ بھی پانی چرا لیا کرتی تھیں اور آج بھی چرا لیتی ہیں اور جب ان کے پیچھے کوئی ایجنسی لگاتے ہیں تو وہ اپنے منشی یا نیجہ کے اوپر پرچہ ڈلو اکر پانچ سو یا ہزار دے کر چھوٹ جاتے ہیں تو میری آپ سے التجاہ ہے، منسٹر صاحب بھی سن رہے ہیں، ہاؤس بھی سن رہا ہے کہ ان پیچھوئے زینداروں کو اس مصیبت سے اور ان سے جو زیادتی ہو رہی ہے اس سے بچایا جائے۔ میں اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب چرمری میں: شکریہ۔ ڈاکٹر مسٹر صاحبہ!۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتیں، رانا برہ حسین صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحب!

محترمہ فوزیہ بہرام: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ الحمد للہ رب العالمین۔ بات دراصل یہ ہے کہ خوراک energy or climate changes internationally اور جو ہیں وہ discuss کرنے والے ہیں جس طرح کہ 170 ممالک نے S.I. fference changes میں جو ہیں وہ discuss کر کے ان میں سب سے alarming topic کو تھا وہ خوراک کی expected shortage تھی۔ اپنے اپنے ممالک میں ہم لوگوں کو چاہئے کہ ہم اس کو پورا کرنے کی پوری کوشش کریں، جہاں تک اس تحریک اتوائے کار کا تعلق ہے میاں محمد رفیق نے بجا طور پر کھاد

کا نکتہ اٹھایا ہے لیکن کھاد کے ساتھ خوراک related ہے۔ کھاد مناسب طور پر نہ میسر ہو تو پھر خوراک بھی مناسب طور پر ہم پیدا نہیں کر سکیں گے۔ مکملہ Agriculture کو چاہئے کہ سب سے پہلے تو وہ صوبے میں کھاد کی data requirement کا آٹھا کریں اور اس کے بعد پھر permit issue کریں۔ میری findings ہیں اس کے مطابق کچھ ایسی جگہیں یا اضلاع جو بارانی ہیں جیسا کہ میرا ضلع بھی بارانی ضلع ہے اور کچھ ایسے اضلاع بھی ہیں جہاں پر کھاد کی requirement زیادہ ہے لیکن کھاد کے dependent ہے وقت کھاد کی جو district wise requirement ہے اس کو پیش نہیں رکھا جاتا جو انتائی ضروری ہے۔ میں زیندار ہوں میرا تعلق بھی زیندار ہے اور میں خود زیندار کرتی ہوں۔ ہمارے جیسے اضلاع جو کہ مکمل بارانی اضلاع ہیں پانی کے بعد، کھاد کے اوپر سب سے زیادہ shortage ہوتے ہیں، اس وقت ہمارے ملک میں shortage اور ذخیرہ اندوزی بھی ہے۔ میں صرف Agriculture کوہی الزام نہیں دینا چاہوں گی۔ ہمارے یہاں یہ طریق کار ہو چکا ہے کہ shortage کی جائے اور پھر اس کو منگے داموں بیچا جائے اور اس کے بعد اس سے فال تو پیسے کمائے جائیں۔ اگر یہ dependent ہے پہلے permit کا آٹھا کر کے اس کو کمپیوٹرائزڈ کر لیں گے تو شاید آہستہ آہستہ اس کی requirement data کے مطابق permit ہڑھتے یا کم ہوتے رہیں گے تو اس سے یہ منسلک حل ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جیسے ابھی میرے بھائی نے پانی کی بات کی تھی۔ میں کچھ دن پہلے اپنے وزیر موصوف سے discuss کی کہ پانی کی بھی internationally recycling بحث ہے۔ ہمیں بھی پانی dirty water used water یہاں تک کہ جو بارشی پانی، جو ہمارا نالیوں اور گلیوں میں چلا جاتا ہے بہترین ترقی یافتہ ممالک میں بھی اب ان کا sewage system ایسا کیا جاتا ہے کہ وہ زمین کے اوپر رہے اور اس کے بعد utilize ہو سکے۔ کھاد کے پرانے ڈیلوں کی بہت آسانی کے ساتھ ان کی کارگردگی کی رپورٹ کسانوں سے لی جاسکتی ہے اور جو کھاد ڈیلر بھی ذخیرہ اندوزی میں بتلا ہے ان کا کاؤنٹری چیک کرنا چاہئے۔ اس کے لئے ہمارے پاس بہت اچھی مارکیٹنگ کیمپیاں موجود ہیں وہ فلگشنل ہونی چاہیئں، ابھی تک وہ فلگشنل نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی سمجھتی ہوں کہ نیجوں اور کھاد پر جو قرضہ دیا جاتا ہے اس کا طریق کار بہت آسان بنانا چاہئے۔ کھاد ایک تو خود ناپید ہوئی، دوسرا کھاد لینے کے لئے جب زرعی پاس بک بنانے کے لئے حاتے ہیں تو بواہی اکثریت ہو جاتی ہے اور بارانی علاقوں میں پچھلی فصلیں اچھی نہیں ہوتیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ بیجوں اور کھاد کے قرضے کے حصول کے طریق کار کو آسان

ترین بنانا چاہئے اور اگر ہو سکے تو وزیر موصوف کو میں یہ بھی درخواست کروں گی کہ ان قرضوں پر جو کہ زرعی قرضے ہیں سود معاف کر دیں۔ ہمارا ملک agro based country ہے، اس کو ہم کبھی change نہیں کر سکتے، ان پر اگر یہ سود معاف کر دیں تو یہ بھی ان کی بہت مریانی ہو گی کیونکہ 20 بزار روپے جو نیجوں یا کھاد کے لئے minimum ڈینے جاتے ہیں وہ بڑھتے بڑھتے اتنے زیادہ ہو جاتے ہیں کہ ہمارے بارانی علاقوں میں ہمیں اتنی خوراک میسر نہیں ہوتی۔ ہمیں اتنا سودا ادا کرنا پڑتا ہے تو میں یہ وزیر موصوف کو آپ کے توسط سے درخواست کروں گی کہ مریانی فرمائ کر کھادوں اور نیجوں کے قرضوں پر سود معاف کر دیں تو یہ چھوٹے کسانوں کے اوپر بہت بڑی مریانی ہو گی۔ Green Tractor Scheme جو شروع کی گئی ہے اس کا طریقہ کار بھی بہت سمل بنانا چاہئے۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ محکمہ زراعت اس میں کتنا ملوث ہو گا؟ اگر ملوث نہ بھی ہو تو بھی یہ اس کے اندر suggestion information دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ کہوں گی کہ وزیر اعلیٰ نے ایک task force for food stamps and essential items میں اگر بnar کھی ہے اور essential items ہیں، خصوصی طور پر جو چھوٹے کسانوں سے تعلق رکھتی ہیں ان کو بھی شامل کر لیں اور وہ task force میں ہیں وہ بہت محترم، معزز، بہت قابل اور بہت رحم دل انسان ہیں میں ان کی بہت عزت کرتی ہوں اور ان کا کام بھی بڑا صاف ہے۔ اگر وہ item میں اس کو بھی شامل کریں اور اس کے اوپر ہاؤس میں سے ان ممبر ان کو جو زیندار ہیں ان کی ایک کمیٹی بنائیں کار ان کے ساتھ منسلک کر دیں جو وزیر صاحب کو اس کے اوپر زیادہ بہتر اور مفید مشورے دیں تو شاید ہم کوئی خاطر خواہ نتائج نکال سکیں۔ بہت مریانی۔

جناب چیئر مین: جی، شکریہ۔ جناب محمد حفیظ اختر!

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے موقع دیا کیونکہ آج جس وقت Agriculture کی بات ہو رہی تھی اس میں میاں محمد رفیق جنموں نے ایک تحریک پیش کی جس سے ہمیں macro elements کے بارے میں discuss کرنے کا موقع ملا ہے۔ یہ crops کے لئے نمایت ہی ضروری ہے اس میں صرف ایک part نہیں، اس میں نائز و جن بھی ایک حصہ ہے، اس میں جب فاسفورس کی باری بھی

آتی ہے تو اس وقت phosphates fertilizers جتنے بھی ہیں ان کی shortage آ جاتی ہے اور جب potash کی باری آتی ہے تو اس وقت available potash نہیں ہوتی لیکن افسوس کی بات ہے کہ اب ہم اس کی availability کی بات کر رہے ہیں تو یہ ایک secondary part ہے۔ سب سے پہلے ہمیں دیکھنا ہے کہ ہماری اندھر سڑی سے ناٹروجن کی پودکشن کتنی آرہی ہے۔ ہمارے پچھلے دور میں اس کی percentage بڑھانے کے لئے، اس کی پودکشن کو بڑھانے کے لئے کوئی ایسے اقدام نہیں کئے گئے جس میں ہم ناٹروجن کی percentage کو بڑھا سکیں بلکہ اس میں سے بہت سے ایسے elements کا لال دیئے گئے ہیں جس پر میں example quote کروں گا کہ امونیم سلفیٹ جو ناٹروجن فراہم کرتی تھی وہ بھی ایک فرٹیلائزر تھی۔ اس فرٹیلائزر پلانٹ کو جو پاکستان میں بنتی تھی یوریا میں convert کر دیا گیا۔ اس کے بعد کیلیشمیم امونیم ناٹریٹ کی production کو بڑھایا نہیں گی، ناٹروفاس کی production کو نہیں بڑھایا گیا تاکہ ہم اس کے مقابل ناٹروجن کی deficiency کو پورا کرنے کے لئے ایسے اقدام کر سکیں۔ اب ہمیں ایسے اقدامات کرنا ہوں گے جس سے ہم اپنی ناٹروجن اور فاسنیک کی فرٹیلائزر کی production کو اپنے استعمال کے مطابق بڑھا سکیں۔ اس میں data دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ سن فلاور کی crop میں اس کی percentage بڑھی ہے۔ ہمارے پنجاب میں سب سے بڑا ادارہ Extension Department موجود ہے جن کے پاس ایسا کوئی data نہیں ہے کہ crops کو بڑھانے کے لئے ہمیں کیا اقدامات کرنے چاہئیں، کیا ان کی ذمہ داری صرف فرٹیلائزر ڈیلرز اور pesticides ڈیلرز کے چالان مرتب کرنا ہے؟ ان کے ذمے farmers کو ان کے مطابق awareness بھی دینی ہے۔ ہمارا یہ ادارہ جو سب سے بڑا ادارہ ہے اس کے پاس یہ data تو بت پہلے آنا چاہئے جس طرح محترمہ فوزیہ بہرام صاحب نے کہا کہ ناٹروجن کے ساتھ food crisis کا مسئلہ اس کے ساتھ link کرتا ہے تو اس لئے ہمارے سامنے ایسی کوئی پالیسی آج تک وضع کی اور نہ ہی، ہم نے کوئی advance paliisi دی۔ ہماری crop policy اس وقت آتی ہے جب اس فصل کی threshing ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر wheat crisis آیا تو وہ کس وجہ سے آیا؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پچھلی گورنمنٹ نے جو پالیسی اور incentive announce کیا وہ اس وقت کیا جب اس کی threshing ہو رہی تھی۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارا ملک زرعی ملک ہے اور 60% فیصد ہماری زراعت پر base economy کرتی ہے تو اس زراعت کی بہتری کے لئے ہمیں صرف اس فرٹیلائزر کے ایک macro elements ناٹروجن کے اوپر ہی نہیں بلکہ اس میں بہت سے ایسے

ہیں جس میں segments seed, fertilizer and irrigation system ہے ان تمام سسٹم اور crop کی پالیسی کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں ایسے اقدامات کرنا ہوں گے۔ اس وقت اگر ذخیرہ اندوزی ہو رہی ہے تو ان ذخیرہ اندوزوں سے فرٹیلائزر نکال کر زمینداروں تک پہنچانا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔ اگر wheat کی باری آئی تو ہم نے زمینداروں کے گھروں سے وہ wheat نکال لیں لیکن آج اگر انہیں فرٹیلائزر کی ضرورت ہے تو فرٹیلائزر بھی ہمیں ان کے گھروں تک پہنچانی چاہئے۔ (نصر ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! چونکہ آپ بھی زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور اس ایوان میں جتنے بھی معزز ممبر ان ہیں ان میں 90 فیصد لوگوں کا تعلق زراعت سے وابستہ ہے۔ اب آپ کا اور ہمارا ضلع multi crop area ہے وہاں پر آلو کی کاشت کا موسم آ رہا ہے تو اس میں اب phosphatic fertilizer کا بحران پیدا ہو جائے گا۔ کیا ہمارے پاس ایسا data موجود نہیں؟ اگر سن فلاور کی crop میں usage percentage بڑھ گئی ہے تو ہمیں سن فلاور جو import کرنا پڑتا ہے وہ بھی نہیں کرنا پڑے گا۔ ہمیں seed oil کی طرف بھی توجہ دیتی چاہئے۔ ہمیں ان تمام امور کی طرف توجہ دینا ہوگی، ہمیں اپنی productions بڑھانی ہوں گی، ہمیں اموالیں ناٹریٹ، اموالیں سلفیٹ، ناٹروفاس اور دوسرے اس طرح کے جو ناٹرودجن کے elements ہیں ان کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ آج میرے بھائی کلو صاحب نے یہ کما تھا کہ یہ صرف فرٹیلائزر کے متعلق ہے اس لئے میں زراعت پر زیادہ discuss کروں گا۔ صرف آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ جو بحران پیدا ہو گا وہ potash اور phosphatic fertilizer کا ہو گا کیونکہ آئندہ ہماری جو فصل کاشت ہونی ہے اس میں سب سے زیادہ استعمال phosphatic fertilizer اور potash کا ہے اس لئے ہمیں آج سے ہی اس کے بارے میں لائے عمل تیار کرنا ہو گا تاکہ آگے آلو کی جو فصل آرہی ہے اس فصل کی production کو بڑھانے کے لئے ہمیں یہ ensure کرنا ہو گا کہ phosphatic fertilizer available potash کی production کو shortage کو پورا کر سکیں۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ زراعت کے متعلق میں نہیں بولنا چاہتا کیونکہ کلو صاحب نے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کما تھا کہ صرف فرٹیلائزر پر بحث ہے اس لئے

میں فریلائزر پر ہی اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ میری یہ استدعا ہے کہ ہمارے سب سے بڑے کے پاس ایسی advance policies کے متعلق ہر چیز بتائے۔ اگر ہمارا ناٹروجن کا use کو excess ہے تو وہ بھی ہماری فصل کے لئے ایک bad image کو yield کی کو decrease کرتا ہے۔ ہمارے پاس موبائل کی کوئی ایسی لیب موجود نہیں ہے کہ جس میں ہم اس کی ناٹروجن کی actual ضرورت کے متعلق farmers کو بتا سکیں۔ ہمارے پاس ڈسٹرکٹ میں صرف ایک لیب ہے جو صرف soil analysis کرتی ہے لیکن crop analysis کی کوئی ایسی لیبارٹری موجود نہیں ہے۔ بہت شکریہ

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: جناب چیئرمین! آپ تھوڑی سی مربانی کجھے کہ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ جتنے بھی سپیکر ز موجود ہیں جو اس پر input دینا چاہتے ہیں ان کی تباہیز لینے کے لئے کوئی ٹائم مقرر کر لجھئے ورنہ یہ بہت زیادتی ہو گی اور غیر متعلقہ باتیں ہوتی رہیں گی اور جو باتیں ہونی چاہیں وہ نہیں ہو پائیں گی۔

جناب چیئرمین: اب زیادہ نہیں باقی صرف دو تین رہ گئے ہیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیانہ: لیکن تھوڑا سا کوئی ٹائم مقرر کر دیں آپ کی مربانی ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد وارث کلو!

ملک محمد وارث کلو: بِمَا لِلَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ جناب چیئرمین! وزیر زراعت تشریف رکھتے ہیں۔ بار میر انعام لیا گیا کیونکہ پوائنٹ آف آرڈر پر میں نے ان کو restrict کر دیا ہے۔ وہ سچے ہیں کیونکہ زراعت نہایت اہم شعبہ ہے اور زراعت پر بحث اس سیشن میں ہونی بہت ضروری تھی۔ چونکہ سارے دوست زراعت پر مکمل طور پر تیار تھے اور اس اسمبلی میں 80,850 فیصد لوگ زراعت سے وابستے ہیں۔ آج چونکہ میاں محمد رفیق کی تحریک التوائے کا پروجئیٹ کا دن تھا اس لئے میں نے اپنے چھوٹے بھائی شاء اللہ مسٹی خیل سے گزارش کی تھی جو سب دوستوں کو پیغام پہنچ گیا۔ میں محض بات کروں گا کہ آج یہ جو بحث ہو رہی ہے اس میں کسی کوشش و شہر نہیں ہے کہ ہمارے ملک میں

جو ہور ہی ہے وہ چاہے گندم کی ہو، oil ہو، چاول ہو یا گناہو تو جب تک ہماری ضروریات کے مطابق پیداوار نہیں ہو گی تب تک ظاہر ہے ہمارا ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ ایک زرعی ملک میں اگر ہم اپنی آبادی کو feed نہیں کر سکیں گے تو وہ ہماری انتہائی نا اہلی ہو گی لیکن یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہمارے ملک میں زرعی فصلوں کی پیداوار اس حد تک نہیں ہو رہی کہ ہم اپنے ملک کو feed کر سکیں کجا کہ ہم اس کو export کریں۔ ہمارے سامنے ہے کہ ایک مشرقی پنجاب پورے انڈیا کو feed کر رہا ہے تو اس کی وجہ سب سے پہلا آئینہ کھاد ہے اور اس کے بارے میں میاں محمد رفیع اور باقی دوستوں نے جیسے بتایا ہے کہ اس کی کمی اس طرح سے ہو گئی ہے اور میں بھی دیکھ کر آیا ہوں کیونکہ لوگ مارے مارے پھرتے ہیں اور کھاد نہیں مل رہی۔ اگر آج کھاد فصلوں کو نہیں ملے گی تو کل کو yield کماں سے آئے گی؟ ہمارے لئے concerned کا مقام یہ ہے کہ جب ہمارے سر پر آپڑتی ہے تو پھر چودہ چودہ سوروپے من میں ہم جہازوں کے جہاز اپنا انتہائی قیمتی زر مبادلہ لگا کر باہر سے منگواتے ہیں۔ وہ ہمیں بہت منگی پڑتی ہے اور ہمارے ملک کا زر مبادلہ چلا جاتا ہے۔ میں اس سلسلے میں مختصر یہ بات کروں گا کہ کھاد کے سلسلے میں چاہے اس کی adulteration ہو۔ چونکہ کھاد ساری کی ساری ملاوٹ شدہ آتی ہے اور وہ بھی انتہائی بلیک میں۔ اس پر اسمبلی کی ایک خصوصی کمیٹی بنائی جائے جو ایگریٹسک فورس کے ساتھ مل کر کھاد سے متعلق issues کو دیکھ کر کرے اور وہ help کرے اور اس کا monitoring والا کردار ہوتا کہ ہر کسان کو ہر فصل کی کھاد ملنی چاہئے۔ یہ نہیں کہ صرف گندم کی کھاد ہی مل بلکہ دوسری فصلوں چاول، edible، گنا وغیرہ کے لئے بھی کھادیں آسانی سے ملیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں اور دوسرا وہ سر سے بہت اچھی تجویز آتی ہے کہ ہمارا کسان جو بارہ ایکڑ کا کسان ہے یا گزارہ یونٹ کا جو کسان ہے وہ جو کھاد لیتا ہے اس پر سود کی رقم سود در سود کے چکر سے ایک vicious circle ہے۔ یہ ملک پہلا ملک ہے کہ جہاں پر سود مرکب لگ رہا ہے اور سود مرکب یا compound interest کیسی بھی نہیں لگتا۔ یہ پہلا ملک ہے کہ جہاں ہر چیز، ٹریڈ پر، زراعت پر compound interest charge ہو رہا ہے۔ میری استدعا ہے کہ وہی خصوصی کمیٹی recommend کرے اور اگر اربوں میں industrialists کے قرضے معاف ہوتے ہیں تو کم از کم اصل قرضہ نہ معاف ہو تو چھوٹے کسان کے جو ساڑھے بارہ ایکڑ نہری اور پچھیں ایکڑ بارانی کا کسان ہے اس پر جو سود ہے اور یہ سود جو شیطانی آنت کی طرح پھیل چکا ہے وہ سود معاف کرنے کی سفارش کرے۔ جب تک ہم پوری vigilarily war footing کی طرح کام نہیں کریں گے، زراعت

کا شعبہ ہو، وہ تجارت ہو، وہ صنعت کا شعبہ ہو تو اس وقت تک اس ملک کو دوبارہ سے *revive* نہیں کر سکتے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب طارق امین ہوتیا نہ!

جناب محمد طارق امین ہوتیا نہ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے تو یہ درخواست کرنا چاہ رہا ہوں کہ 16 تاریخ گوجب یہ طے پایا تھا کہ بروز منگل کھاد پر بحث ہو گی اسی روز میں نے اپنامہ ماں پر تحریر کروایا تھا لیکن آج جب لسٹ چیک کی گئی تو اس میں میر انام موجود نہیں تھا۔ اگر اسمبلی کے اندر بھی ہمارے ساتھ یہ discrimination ہو گی تو یہ بہت زیادتی ہو گی۔ میں نے خود بختے والے دن جا کر ماں پر table پر اپنامہ ریکارڈ کروایا۔ آج جب چیک کیا تو معلوم ہوا کہ میر انام لسٹ میں موجود نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! کہیں missing ہو گئی ہے discrimination والی بات نہیں ہے۔

جناب محمد طارق امین ہوتیا نہ: جناب! آئندہ ایسا نہ ہو۔

جناب چیئرمین: آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین ہوتیا نہ: جناب چیئرمین! کھاد کے حوالے سے بجٹ تجاویز سے لے کر آج تک میرا یہی رونا رہا ہے کہ اس وقت مرکزی حکومت نے ڈی اے پی کھاد پر زمیندار کو جو incentive دیا تھا وہ عملاً زمیندار تک نہیں پہنچا۔ وہ عملاً جو investors تھے جو جو ڈیلر حضرات تھے وہ ان کی جیبوں کو منتقل ہو گیا۔

راوکاشف رحیم خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: راوکاشف رحیم خان! آپ ان کے بعد بات کر لیں۔ تشریف رکھیں۔

راوکاشف رحیم خان: جناب چیئرمین! یہ اپوزیشن کے لوگ بیٹھ کر شور مچا رہے ہیں، ان کو کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

جناب چیزِ مین: آپ تشریف رکھیں۔ وہ بیٹھ کر شور مچار ہے ہیں کھڑے ہو کر نہیں مچار ہے کوئی بات نہیں۔

جناب محمد طارق امین ہوتیا نہ: جناب چیزِ مین! اب صورتحال یہ ہے کہ کھاد کی کمی نہیں ہے۔ کھاد کی مصنوعی قلت پیدا کر کے جو سرکاری قیمت خرید سے ڈیٹھ گناز زیادہ کوئی زیندار offer کرتا ہے تو اس کو کھاد مل جاتی ہے (نعرہ ہائے تحسین)

اس کا مطلب یہ ہے کہ It is all due to mismanagement جس طرح ہم نے زیندار کی گندم گوداموں سے نکلوائی بلکہ جس طرح پنجابی میں کہتے ہیں کہ زیندار کی بھڑولیوں سے گندم نکال لی گئی وہی قوانین where there is a will there is a way ہیں۔ اگر کچھ کرنا چاہیں تو اس کے راستے موجود ہیں۔ اگر اسی طریقے سے جس طرح زیندار سے گندم خرید کی گئی ہے، اگر کھاد کی خرید اسی سطح پر ہو تو میرا نہیں خیال کریں گا کہ کھاد کو بلیک کر پائے گا۔ اس لئے جناب سے میری یہ گزارش ہے کہ ہم میاں محمد رفین کے انتہائی معنوں ہیں کہ انہوں نے انتہائی اہم کہتے پر پورے ہاؤس کی توجہ دلائی اور میں جناب کے توسط سے وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ صرف پرچوں سے کام نہیں چلے گا۔ اس کو تھوڑا سا سختی سے نمٹا جائے۔ دوسری یہ صورتحال ہے کہ ہمیشہ جب یوریا کھاد کی طلب ہوتی ہے تو یوریا کی بلیک شروع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جیسا کہ حفیظ صاحب فرماتے ہیں کہ جب ڈی اے پی کا وقت آئے گا تو ڈی اے پی کی بلیک شروع ہو جائے گی۔ جو ادارے اس کے ذمہ دار ہیں اور جن کی mismanagement کی وجہ سے ہر سال یہ مسئلہ بنتا ہے کم از کم ان کی accountability تو ہونی چاہئے۔ کم از کم ہم یہ طے تو کریں کہ کس کی غلطی کی وجہ سے کھاد کا بحران پیدا ہوا ہے۔ اگر ہم لوگ اس کو ایک دفعہ سزادیں گے تو آئندہ کمی نہیں رہے گی۔ میری دوسری استدعا ہے کہ IPAD&SC ایک سرکاری ادارہ تھا جو زینداروں کو کھاد اور زیج سپلائی کیا کرتا تھا۔ اگر اس کو بحال کر دیا جائے تو زیندار کے مسائل کھاد کی فراہمی کی بنیاد یا یعنی کی فراہمی ممکن ہو سکے گی۔ دوسرے بلوچ صاحب نے point کیا تھا شاید وہ وزیر صاحب کو اپنی بات سمجھا نہیں پائے۔ پہلے جتنی کھاد بخنسیاں تھیں وہ پہلے farmer dealer مقرر کیا کرتی تھیں۔ وہ farmer dealer کو ریٹ پر کھاد فراہم کرتے تھے جس کی وجہ سے farmer آسان طریقے سے مل جاتی تھی اور صحیح ریٹ پر مل جاتی تھی۔ کھاد کپنیوں نے اب dealership ختم کر دی ہے اگر یہ دوبارہ بحال کروائی جائے تو وہ بھی کھاد کے بحران میں کمی کا سبب

بن سکتی ہے۔ میرے بھائی کلو صاحب نے جس طرح فرمایا کہ کھاد کی فراہمی کو بھی یقینی بنایا جائے اور اس کی adulteration کو بھی چیک کیا جائے کیونکہ جب DAP کا زمانہ آتا ہے تو لوگ اس میں بھر کی بوریاں بھر کر زیندار کو فروخت کرتے ہیں۔ جناب سے میری استدعا ہے کہ ہماری یہ جو تجاویز ہیں یا ہماری درخواستیں ہیں ان پر کچھ عملدرآمد کو بھی ensure فرمایا جائے۔ وزیر صاحب ہماراں پر موجود ہیں جن بھائیوں نے جو جو inputs دیئے ہیں ان کو ensure کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: اب وقت کافی مختصر رہ گیا ہے۔ تین چار مقرر ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ مختصر وقت میں اپنی بات مکمل کر لیں۔ محترمہ آمنہ الفت صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: شکریہ۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ اس وقت کھاد کے بے حد اہم issue پر بات ہو رہی ہے۔ اگر کھاد نہ ہوتی تو آج اتنی اعلیٰ فصل نہ ہو سکتی اور گندم اتنی زیاد پیدا نہ ہو سکتی جتنی کہ آبادی دن بدن بڑھتی چل جا رہی ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے، یہاں ہر طرح کا موسم ہے، ہر طرح کا پھل ہے، دریا ہے، پہاڑ ہے، ریاستان ہے، کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہے لیکن کبھی ہمارے پاس گندم short ہو جاتی ہے، کبھی ہمارے پاس پانی نہیں ہوتا۔ پانچ دریاؤں کی سر زمین ہے اور پانی نہیں ہے۔ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی اگر ہمارے اندر کسی چیز کی کمی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ کھاد تو ایک مصنوعی طور پر بنائی گئی کیمیکل کی ایک ایجاد ہے جس سے کہ ہم گندم کو بڑھا سکتے ہیں۔ ہمارے اندر اگر کسی چیز کی کمی ہے تو وہ رویوں کی کمی ہے۔ ہمارے ہاں کسی کسی چیز کی نہیں ہے۔ یہ رویے ہیں جس کی وجہ سے آج کھاد غائب ہو گئی، یہ رویے ہیں جس کی وجہ سے گندم غائب ہو گئی، یہ رویے ہیں جس کی وجہ سے پانی نہیں ہے، یہ رویے ہیں جن کی وجہ سے آج بجلی نہیں ہے۔ بحیثیت انسان ہمارا کیا role ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین: ان کا بھی ذکر کر دیں جواب غائب ہو گئے ہیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! آپ custodian of the House ہیں۔ آپ سے درخواست تو یہ ہے کہ آپ نے وہ بات کرنی ہے جو سب کی ترجمانی کرے اور میں پھر کہوں گی کہ بڑی باتیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس پر جو ذمہ داری عائد کی گئی، کوئی آیا اور وہ اپنے مقررہ وقت پر آکر اپنی ذمہ داری کو حسن طریقے سے کر گیا یا نہیں، اس کا دور ختم ہو گیا۔ بات ہے آج کے دور کی کہ آج ہم یہاں کھڑے ہیں۔ ہم کسی کو غائب ہونے کا طعنہ دیتے ہیں، کسی کو آسیب ہونے کا طعنہ دیتے ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ "و شمن مرے تے خوشنہ کریے سجناس وی مر جانا" بات یہ ہے کہ ہم نے اپنا

کردار ادا کرنے ہے اور اس وقت موجودہ issue یہ ہے کہ کھاد نہیں ہے۔ زیندار پریشان ہے اور اس لئے نہیں ہے کہ وہ کھاد موجود ہے اور اس کو ذخیرہ اندوزوں نے چھپالیا ہے اور اسے under ground کر دیا ہے اور اسے نکلنے کی ضرورت ہے۔

جناب والا! نکلنے والے ہاتھ بھی جب بک جاتے ہیں اور مسیحاجب بننے لگے، جس نے جا کر نکال کر لانا ہے تو اس کو کیا کریں گے؟ کون پکڑے گا؟ ہم اسی بحث میں لجھے رہیں گے کہ یہ غائب ہو گیا اور وہ غائب ہو گیا اور موافق ہو گیا۔ ہم نے اصل مسائل کی جڑ کو پکڑنا ہے اور اس جڑ کو ختم کرنا ہے۔ ان لوگوں کو پکڑنا ہے جنہوں نے کھاد غائب کر رکھی ہے، جنہوں نے کھاد چھپا رکھی ہے۔ ان لوگوں کو پکڑنے کا طریقہ کیا ہے؟ ان لوگوں کو پکڑنے کے لئے جنمیں بھیجا جاتا ہے وہاں کے ساتھ مل جاتے ہیں، منافع میں شریک ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے اوپر چیک اینڈ سیلنس کیسے ہونا چاہئے؟ ہمیں یہ طریقہ سوچنا ہے اور یہ طریقہ ایجاد کرنا ہے۔

جناب والا! امریکہ تو اتنی ترقی کر گیا کہ اگر یہاں پر ان کے لئے گندم پیدا نہیں ہو گی اور آبادی بڑھ جائے گی تو وہ مرتع پر جا کر اپنی کاؤنٹری بنالے گا، اس نے تو وہاں پر پانی بھی دریافت کر لیا ہے۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن اس کے باوجود ہم اگر کہیں مار کھار ہے ہیں تو رویوں کی وجہ سے کھار ہے ہیں۔ یہ رویوں کا بحران ہے، ہم اپنی ذمہ داریوں کو اس اسمبلی میں بھی نہیں سمجھتے۔ یہاں پر بھی ہم اس کو، منسی مذاق اور ٹھٹھے میں اڑا دیتے ہیں۔

جناب والا! یونین کو نسل کی سطح پر ایسی کمیاں تشکیل دی جائیں جس میں علاقے کے ممبران، وہاں کے معززین، ریٹائرڈ ملازمین اور پولیس کو شامل کیا جائے جو کہ اپنے علاقے میں جا کر چیک کریں میں کم گھبھتی ہوں کہ اس سے زیادہ قیچ فعل اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ جو شخص آج کھاد چھپا رہا ہے، جس نے کھاد under ground اندازی کر دی ہے۔ کھاد کو تو رویوں کی طرح بٹا چاہئے اور کھلے عام مفت بانٹا جانا چاہئے۔ ایسی پالیسیاں لائیں کہ آپ کے پاس جتنی بھی سبstedیز ہیں یا کوئی بھی رقم مختص کی گئی ہے اس سے کھاد لے کر کھلے عام کسانوں میں بانت دیتی چاہئے۔

جناب سپیکر! کھاد اور پانی دو ایسی چیزیں ہیں جن کی ترسیل اس انداز میں ہونی چاہئے کہ انہیں تومفت بانٹا جانا چاہئے۔

خواجہ محمد اسلام: پوانٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

خواجہ محمد اسلام: جناب سپریکر! میں اپنی فاضل ممبر کو یہ request کروں گا کہ وہ براہ مریبانی ٹائم پر تھوڑا سا دھیان کریں کیونکہ کافی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔
جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب والا! مجھے بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم آخر کار رویوں کے بحران میں بتلا ہیں۔ میں اس وقت جو بات کر رہی ہوں میں کسی پارٹی کے پلیٹ فارم سے بات نہیں کر رہی بلکہ میں بطور ممبر پنجاب اسمبلی آپ کو تجویز دے رہی ہوں۔ ایک انتہائی، ہم issue ہے جس پر میں سمجھتی ہوں کہ جسے سب کو سنجیدگی سے لینا چاہئے۔ اگر میں کوئی ایسا مشورہ یا ایسی کوئی تجویز اس پلیٹ فارم سے دے سکوں تو اس کو یہاں پر لکھ لیا جائے، اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے۔ میں تو میں ہوں، مشورہ تو کسی دیوار سے بھی کرنا پڑے تو کرنا چاہئے اور اس کو سمجھنا چاہئے۔

جناب والا! میری رائے یہ ہے کہ اگر آج چاندنہ اتنی ترقی کر گیا اور پوری دنیا میں اس کی بنی ہوئی چیزیں ہر خلطے اور کونے کونے میں ارزال نرخوں پر دستیاب ہیں اور آج بڑی سے بڑی سپرپاور بھی سرپڑ کر بیٹھی ہوئی ہے کہ چاندنہ کے ہاں سارا سرمایہ اکٹھا ہو گیا ہے اس لئے کہ وہاں پر production cost کرنا ہے اور جو بھی مصنوعات بن رہی ہیں، انہیں پوری دنیا میں پھیلا دیا ہے۔ جماں سے دور و پہلے نکتے ہیں وہ دور و پہلے نکتے ہیں اور جماں سے دس روپے نکل سکتے ہیں وہاں سے وہ لوگ دس روپے نکال رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! مختصر کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! مجھے معلوم ہے کہ مجھے ہی مختصر کرنا ہے اور باقی سب لوگ آدھا آدھا گھنٹہ بھی بولے ہیں اور میں اگر کام کی بات بتانا چاہتی ہوں تو مجھے موقع دیا جائے۔
جناب چیئرمین: جی، محترمہ! کام کی بات بتائیں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئرمین! آپ کو پہتا ہے کہ اس طرح interrupt کرنے سے جس طرف ذہن چل رہا ہوتا ہے تو اس کے اندر interruption ہونے سے آپ اپنے نکتے اور پوائنٹ سے ہٹ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: محترمہ! کھاد پر بات کریں۔

محترمہ آمنہ الفت: جناب چیئر مین! کھاد کے اوپر ہی بات کر رہی ہوں کہ کھاد کو لوگوں میں، کسانوں میں ازال نرخوں پر اس انداز میں تقسیم کیا جائے اور ایسی پالیسیاں بنائی جائیں کہ ایک تو under ground نہ ہو سکے اور اوپر سے اس کی قیمت اتنی کم ہو کہ کسی کو under ground کرنے کا فائدہ ہی نہ ہو۔ اس کے لئے کمیٹیاں بنائی جائیں۔ میں اپنی بات کو پہلی ختم کرتی ہوں کہ اگر میری بات کسی کی سمجھ میں آگئی ہے تو یقیناً وہ اس پر عمل کر لیں گے ورنہ سر سے گزر گئی تو کیا کہنے؟

شکریہ

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، میاں محمد شفیع وقت بہت مختصر ہے اور آپ بھی مختصر ہی بات کریں۔
میاں محمد شفیع: شکریہ۔ جناب چیئر مین! دھواں دار تقاریر تو تمام ممبران نے کیں لیکن میں انتہائی مختصر اتجاویز دوں گا۔ وزیر زراعت سے امید ہے کہ وہ میری ان تجویز کو نوٹ فرمائیں گے اور ان پر عملدرآمد بھی کروائیں گے۔ سب سے پہلے تو میں اپنے ضلع کے DCO کی praise کروں گا کہ انہوں نے کھاد کے حوالے سے فیکٹری سے dispatch ہونے والی کھاد کی لسٹیں منگوائی ہیں اور اس سے پتا چلا ہے کہ میرے ضلع میں کتنا کھاد آ رہی ہے۔ اس میں تھوڑا سا further step یہ لینا چاہئے کہ ریونیو اور ملکہ زراعت فیکٹری سے آنے والی ترسیل کو چیک کریں کہ وہ کسانوں تک پہنچ رہی ہے یا وہ ڈیلرز اپنے نوکروں کے نام کی چیٹیں بنائے کر اس کو بلیک کر رہے ہیں؟ یہ میری آپ سے تجویز ہے اور میں امید رکھوں گا کہ آپ اس کو ensure کروائیں کہ فیکٹریوں سے آنے والی کھاد کا ریکارڈ تو تک پہنچ رہا ہے لیکن آگے وہ جا رہا ہے یا نہیں؟

جناب چیئر مین! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ آٹھ میںے میں DAP کھاد 860 روپے سے 3200 روپے ہو چکی ہے۔ یوریا 500 روپے سے 825 روپے میں بلیک میں بک رہی ہے، ڈیزل 38 روپے سے 75 روپے پر پہنچ گیا ہے تو ان تمام inputs کے rates ہونے کے بعد، inputs ملنے بھی ناپید ہو جائیں تو زراعت کن مشکلات میں پڑ جائے گی؟ میری گزارش ہے کہ آپ کو drastic step لینے چاہئیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہماری آنے والی گندم کی فصل ہمارے ملک کے لئے کتنا اہم ہے، اس کا اندازہ آپ سب کو ہو گا تو میری یہ عرض ہو گی کہ پنجاب سینڈ کارپوریشن کے نیچ پر چیک رکھا جائے، وہ ڈیلوں کو دیئے کی جائے کسانوں کو براہ راست sale کیا جائے۔ یہ آپ نوٹ فرمائیں گے۔

جناب چیئر مین! میں نے ایک سوال بھی جمع کروایا ہے کہ کیا laser leveler اسکم جو کہ پچھلی حکومت کی تھی آپ اسے آگے چلانا چاہتے ہیں یا نہیں؟ میرا سوال جمع ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: میاں صاحب! جلدی کریں کیونکہ نام ختم ہو رہا ہے۔

میاں محمد شفیق: آخری گزارش یہ ہے کہ ایران سے ڈی اے پی کھاد آرہی ہے جو کہ پتا نہیں قانونی آرہی ہے یا غیر قانونی طور پر آرہی ہے تو اس میں فاسفورس کی مقدار پوری نہیں ہے تو میری یہ عرض ہو گی کہ آپ اگلی نصل کم از کم ریج کے لئے چاندنے سے درآمد کر لیں اور جو بھی کھاد جس ملک سے بھی درآمد کی جائے تو کم از کم اس میں فاسٹیٹ کی مقدار کو ports پر چیک فرمایا جائے اور بجائے اس کے کہ اسی طرح مارکیٹ میں آگئی تو ہم اس میں رقم بھی 3200 روپے بھر لیں اور اس میں فاسٹیٹ کی مقدار بھی پوری نہ ہو تو یہ ہمارے ساتھ بہت بڑا ظلم ہو گا۔ یہ میری گزارشات ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ ہاؤس کو ensure کریں گے کہ یوریا کھاد اگلے دو ہفتوں میں طلب کے مطابق پوری ہو جائے گی۔

جناب چیئر مین: شکریہ۔ جی، محترمہ عارفہ خالد پرویز صاحبہ! دو منٹ میں مکمل کر لیں کیونکہ کافی وقت ہو گیا ہے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: شکریہ۔ جناب چیئر مین! میں دو منٹ سے بھی کم وقت لوں گی۔ میں نے صرف یہ کہنا ہے کہ جماں ہم کھاد کی اتنی باتیں کر رہے ہیں، پاکستان بھی ترقی پذیر ملک ہے اور ہم organic food کے بارے میں کوئی بات نہیں کر رہے ہیں جو کھاد اور insecticides trade show food پوری دنیا میں سب سے زیادہ بتاتے ہیں آپ کسی بھی میں جائیے، سیال میں جائیے، انوکھا میں جائیے، آپ دیکھیں گے کہ اس کی اپنی ایک خاص demand ہے اور ہمارے غریب ملکوں میں اس کی خاص ضرورت ہے۔۔۔

جناب چیئر مین: محترمہ! کھاد کے متعلقہ کوئی بات ہے تو کہئے۔

محترمہ عارفہ خالد پرویز: جناب چیئر مین! کھاد کا یہ ہے کہ اس کے لئے ایسی کھاد میاں کی جائے جو کیمیکل کے بغیر ہو اور ہر جگہ، ہر قصبے اور ہر دیہات میں اس کو develop کیا جائے اور تھوڑا بہت organic food ضرور اگا جائے تاکہ food کے لحاظ سے ہمارے ملک کی بھی کوئی عزت اور نام ہو۔

جناب چیئر مین: جی، شکریہ۔ محترمہ سکینہ شاہین خان!

محترمہ سکینہ شاہین خان: جناب چیئر مین! میری وزیر زراعت سے یہ گزارش ہے کہ زراعت کے نظام کو بہتر بن فعال اور شفاف بنایا جائے۔ زراعت کے لئے کھاد جو کہ بہت اہم ہے کے حصول کو ہر ممکن طریقے سے کسانوں کے لئے دستیاب کیا جائے۔ کھاد کے لئے غریب کسانوں کو subsidy دی جائے اور اگر ان کو کم up پر یعنی 1 percent or 2 percent mark up کی قرضہ جات یا فری قرضہ جات بھی دیے جائیں تو یہ ان کے لئے بہت اچھا ہو گا۔ چھوٹے کسانوں کی سولیات کو ممکن بنایا جائے۔ ہر شعبے میں پنجاب کی زمین زراعت کے حوالے سے بہترین زمین ہے اگر کسان کے لئے حصول کھاد کے ساتھ تمام سولیات سلسلہ بنادی جائیں تو میں یقین سے یہ کہ سکتی ہوں کہ یہ وہ زمین ہے جو پورے ایشیا کے لئے گندم میا کرتی تھی اب انشاء اللہ تعالیٰ ان اقدامات سے یہ پھر پورے ایشیا کے لئے گندم پیدا کرے گی اور اس طرح سے چھوٹے کسان ملک کو آٹے کے بھر ان سے نکال کر خودداری کی راہ پر گامزن کر دیں گے اور پیدا کر دہ آٹے کے بھر ان سے چھٹکارا مل جائے گا۔ ان سب کے ساتھ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ کھاد کے ساتھ دو نمبر دو ایساں کسانوں کو ملتی ہیں اس پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت زمین جو کاشنکار ٹھیکے کی زمین کاشت کرتے ہیں ان کے لئے بھی ٹریکٹر کا حصول ممکن بنایا جائے تاکہ اس ملک کا محنت کش بھی اس سے مستقید ہو سکے۔ شکریہ

جناب چیئر مین: جناب وزیر زراعت اپنی statement دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): پواخت آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، لاءِ منیر!

وزیر قانون و پارلیمنٹی امور (رانا شاہ اللہ خان): جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ وزیر موصوف آج کی discussion کو wind up کر دیں میں تمام ممبر ان جنوں نے اس discussion میں حصہ لیا۔ الخصوص ہمارے اپوزیشن کے ممبر ان نے بڑی دلچسپی سے ناصرف اس میں contribute کیا بلکہ انہوں نے بڑا good gesture کیا۔ میں اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور یقیناً ان کی اور باقی معزز ممبر ان کی تجاویز بڑی valuable workable ہیں ان کو وزیر موصوف نے بھی نوٹ کیا ہے، سیکرٹری زراعت جو بڑے فرض شناس آفیسر ہیں جو ہمہ وقت گیلری میں اپنے تمام آفیسروں کے ساتھ موجود رہے ہیں انہوں نے بھی ہر چیز نوٹ کی ہے اور ان

تجاویز سے میں تممیح تھا ہوں کہ حکومت کو اس موجودہ بحران پر قابو پانے میں بڑی مدد ملے گی۔ سب کا بہت بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، وزیر زراعت!

خواجہ محمد اسلام: پاؤ انت آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، خواجہ صاحب!

خواجہ محمد اسلام: جناب چیئرمین! ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان میں کسی ہسپتال کی ایک جنسی میں بم پھٹا ہے جس سے 25 انسانی جانیں چلی گئی ہیں۔

جناب چیئرمین: ان اللہ و ان الیہ راجعون۔

خواجہ محمد اسلام: میں آپ کی وساطت سے لاءِ منسٹر صاحب کو کہوں گا کہ ابھی ہم وہاں ایک جنسی کے طور پر جا کر ان کے لئے جو کر سکتے ہیں کریں۔ اگر آپ مجھے کھاد کے موضوع پر دو منٹ بات کرنے کی اجازت دیں تو میں آپ کا بڑا مشکور ہوں گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ، اب آپ تشریف رکھیں میں نے منسٹر صاحب کو floor دے دیا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت، تعلیم (ملک احمد علی اوکھا): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا ہے کہ جملہ ارکین اسمبلی نے کھاد کے اس بحران کے موقع پر اپنی تجاویز دی ہیں۔ میں معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت میں دلچسپی، اس میں کوئی شک و شبهہ نہیں ہے اور اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ زراعت کے بغیر ہماری معيشت ترقی نہیں کر سکتی۔ زراعت ہی ہماری معيشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اس وقت کاشتکار طبقہ بڑی مشکلات کا شکار ہے اور اس صورتحال میں ہماری agriculture بہت دباؤ کا شکار ہے۔ اس پس منظر میں بہت سی چیزیں دیکھنی پڑیں گی تاکہ یہ چیز واضح ہو سکے کہ کھاد کا مسئلہ کیوں ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! زراعت کے لئے کچھ short term measures ہوتے ہیں

اور کچھ short term measures long term measures میں ہوتے ہیں۔

اس حکومت کے لئے جو ممکن تھا وہ بھی میں عرض کروں گا اور long term measures

کے لئے بھی عرض کروں گا۔ صوبہ پنجاب میں کھاد کی total requirement 54 لاکھ ٹن ہے اور 48 لاکھ ٹن ہماری internal production ہے جو پاکستان میں ہوتی produce ہے۔ میرے پاس DAWN اخبار بھی پڑا ہے اس میں بھی detail لکھی ہے اور ہمارے جو اپنے ذرائع ہیں ان سے بھی یہی ہے۔ 54 لاکھ ٹن ہماری ضرورت ہے اور 48 لاکھ ٹن ہماری پیداوار ہے جو اندر ورنی ہماری کھاد کی فیکٹریاں ہیں میں یہ یوریا کھاد کی بات کر رہا ہوں۔ اس میں ایک واضح اصول ہے "رسد" اور "طلب" کا یعنی supply اور demand کا اصول۔ ہماری demand ماہانہ تھی کیونکہ ہماری internal industry روزانہ تقریباً 4 ہزار ٹن پیدا کر رہی ہے اور ہماری ماہانہ rice requirement 3 لاکھ ٹن ہے۔ ہم نے 60 لاکھ ایکٹر پر کائن کاشت کی ہے اور ہمارا area چلے 43 ہزار ایکٹر تھا بڑھ کر 47 ہزار ایکٹر ہو گیا ہے۔ اگر ہم اس میں کائن اور rice کو بھی count کر لیں تو ہمیں ایک کروڑ ٹن کھاد کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس میں ہوا یہ ہے کہ جو ہماری انڈسٹری یوریا بنارہی ہے اس میں 80 فیصد یوریا پاکستان میں تیار ہوتی ہے اور 20 فیصد یوریا ہم import کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ DAP ہم 80 فیصد import کرتے ہیں اور 20 فیصد پاکستان میں تیار ہوتی ہے۔ ابھی میرے بھائیوں نے جعلی کھاد کے حوالے سے بہت اچھی تجاویز دی ہیں اور باقی دوستوں نے بھی تجاویز دی ہیں، یہ تمام تجاویز ہم نے collect کر لی ہیں اور اس کے لئے short possible ہو گا پنجاب گورنمنٹ وہ تمام تراقدامات کرے گی۔ یہ دیکھیں کہ جو term measures میں ملاوٹ کا مسئلہ تھے اس میں ہم نے کیا کیا؟ اس میں pesticides میں ملاوٹ کا مسئلہ تھا۔ یہاں on the floor of the House take up نے اس کو up کیا کیونکہ زراعت ہماری ترجیح نمبر ایک ہے۔ ہمارا پورا مکمل functional بات نہیں ہے کہ یہاں سے 22 کروڑ کی pesticides برآمد ہوئی جو جعلی تھی۔ جعلی substandard اور expiring pesticides ہمارے گھنے نے برآمد کی ہے، میں خود موقع پر جاتا رہا ہوں۔ یہ کتنا بڑا کام ہوا ہے کہ پاکستان کے کاشتکاروں کے لئے کہ اتنی بڑی مقدار میں جو جعلی دوائی بنائی جائی ہی تھی وہ substandard تھی، ملاوٹ شدہ تھی اس کے پکڑنے سے کاشتکاروں کا پیسانچ گیا جو برباد ہونا تھا۔ یہ حکومت پنجاب کا چھوٹا کام نہیں ہے اور میں یہ short term measure بڑا رہا ہوں۔ جعلی کھاد کے حوالے سے میں خود گیا ہوں۔ مزید کئی جگہوں پر گئے ہیں اور ملتان میں بھی ایک فیکٹری

پکڑی ہے، ملکہ اس میں اچھا کام کر رہا ہے۔ ہم نے جعلی pesticide اور ملاوٹ شدہ کھاد بھاری مقدار میں پکڑی ہے اس کی میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ ہمارے لئے نے پنجاب میں کھاد کی ملاوٹ پر 136 پرچے درج کروائے ہیں۔ جو کھاد زیادہ قیمت پر نیچے رہے تھے۔۔۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا تمام دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر زراعت، تعلیم (ملک احمد علی اوکھا): جو کھاد زیادہ قیمت پر نیچے رہے تھے ان کے خلاف 120 پرچے درج ہوئے اور holding FIR پر چار FIR درج ہوئے۔ ہم نے پہلے 10 دنوں میں ملتان سے 80 ہزار بوری کھاد کی برآمد کی ہے جو ذخیرہ کی گئی تھی اور اسی طرح ایک لاکھ 34 ہزار کھاد کی بوری ہم نے لوڈ ہر ہیں اور ملتان سے نکالی ہے جو ذخیرہ اندوزی کی گئی تھی۔ ذخیرہ اندوزی اور ملاوٹ کے پرچے ہو رہے ہیں، ملکہ زراعت پنجاب functional ہے۔ اس کے باوجود میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو ہماری کاشن کی crop تھی اس سے پہلے لوگ جو کاشنکار تھے وہ مکنی کی کاشت پر چلے گئے اور اس سیزن میں مکنی اور سورج مکھی کی کاشت میں 68 فیصد اضافہ کیا گیا، اس میں fertilizer زیادہ استعمال ہوئی اور میں آپ کو تفصیل بتانا چاہتا ہوں کہ جنوری 2007 کے مینے میں 2 لاکھ پانچ ہزار بوری یوریا اور 2008 میں چار لاکھ بوری استعمال ہوئی ہے اسی طرح 2008 میں ایک لاکھ 95 ہزار بوری یوریا کھاد کا زائد استعمال ہوا ہے، فروری 2007 کے مینے میں ایک لاکھ 65 ہزار یوریا کھاد استعمال ہوئی ہے اور فروری 2008 میں 2 لاکھ 56 ہزار بوری استعمال ہوئی ہے، اسی طرح فروری 2008 میں 93 ہزار بوری زائد استعمال ہوئی ہے۔ مارچ 2007 میں ایک لاکھ تین ہزار اور پھر مارچ 2008 میں تین لاکھ بوری استعمال ہوئی ہے یعنی مارچ 2008 میں ایک لاکھ 71 ہزار بوری زائد استعمال ہوئی ہے۔ مئی 2007 کے مینے میں آپ دیکھیں گے کہ 2 لاکھ 16 ہزار اور پھر مئی 2008 میں 3 لاکھ 14 ہزار بوری استعمال ہوئی ہے، 98 ہزار زیادہ استعمال ہوئی ہے۔ ٹوٹل ہماری 55 فیصد یوریا کی fertilizer پہلے سال کے مقابلے میں اس سال زیادہ استعمال ہوئی ہے۔ اس زیادہ استعمال کی وجہ کیا ہے کہ بہت سارے کاشنکار سورج مکھی کی طرف چلے گئے، مکنی میں چلے گئے اور پھر ہمارا جو rice کا علاقہ ہے اس میں چاول کی جو کاشت ہوئی ہے وہ پہلے 43 لاکھ ایکڑ تھی، اس سال 47 لاکھ ایکڑ پر چاول کاشت ہوا ہے اور 15 سے 20 فیصد زیادہ کاشت ہونے کی وجہ سے ہماری جو consumption ہے وہ بڑھی ہے لیکن ہم نے شروع سے نئے سال کی میٹنگ میں فیدرل گورنمنٹ کو کہا ہے جو 16۔ اپریل 2008 کو ہوئی تھی ہم نے وہاں پر بتایا تھا کہ 6 لاکھ ٹن کی ہمیں زائد ضرورت ہے اور وہاں

پر یہ طے ہو گیا تھا کہ یہ تین لاکھ ٹن مئی اور جون میں import کی جائے گا۔ یہاں پر ہم پنجاب اسمبلی کے forum پر بیٹھے ہیں، پنجاب گورنمنٹ کی کچھ limitation ہے، جتنی inputs ہیں، کھاد ہے اس پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے وہ یا اس کو فیدرل گورنمنٹ regulate کرتی ہے اور اس طریقے سے کھاد کے علاوہ آپ یہ دیکھیں کہ جتنی چیزیں ہیں کہ اس میں pesticides آجاتی ہیں، یہ فیدرل گورنمنٹ نے import کرنی ہیں، کھاد کی عالمی سطح پر قیمت تو بڑھی ہے۔ میرے بھائی نے کہا ہے کہ پاکستان کے اندر پہلے ڈی۔ اے۔ پی کی 1000 ہزار روپے قیمت تھی، عالمی سطح پر ڈی۔ اے۔ پی کی قیمت 3 ہزار روپے سے اوپر ہو گئی ہے اور تمام ڈی۔ اے۔ پی ہم import کر رہے ہیں، صرف دس اور پندرہ فیصد ڈی۔ اے۔ پی ہم خود بنارہے ہیں۔ چنانچہ یہ international prices اس کو کنٹرول کر رہی ہیں، اس میں حکومت پنجاب بے بس ہے کیونکہ نہ تو وہ import کر رہی ہے اور نہ وہ ان کو regulate کر رہی ہے اور نہ ہی پاکستان میں یہ کھاد بن رہی ہے۔ اس میں جو production ہے اور وہ جو ہماری industry کام کر رہی ہے ابھی دو فیکٹریاں ہیں ایک Engro اور دوسری فیکٹری Pak Arab کھاد فیکٹری ہے، 16 لاکھ ٹن production میں اضافہ کر رہی ہیں لیکن یہ اضافہ 2010 میں ہو گا۔ اس وقت جو ہماری 6 لاکھ ٹن کی shortage آ رہی ہے ہم نے main fault کی میٹنگ میں بتایا ہے۔ مسلسل فیدرل گورنمنٹ سے رابطہ رکھا ہے۔ میں نے خود ذاتی طور پر production کے جو federal adviser ہیں ان سے بات کی ہے لیکن یہ کما جا رہا ہے کہ پنجاب کے اندر ہمارے جو ادارے ہیں انہوں نے صحیح طور پر نگرانی نہیں کی۔ میں محکمہ کو کبھی defend نہیں کروں گا۔ پہلے میں کاشنکار ہوں پھر وزیر زراعت ہوں اور یہ پوری اسمبلی جو بیٹھی ہے یہ 99 فیصد کاشنکار ہے۔ ہم نے یہاں پر improvement ہوتی ہے یہ جو خرابیاں پیچھے سے آ رہی ہیں۔ یہ کھاد کے کارخانے میں ہیں اس میں پھر جو import ہوتی ہے یہاں پر یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ کام شفاف ہوتا رہا ہے، ماضی میں بھی شفاف نہیں ہوا اور اب میں یہ گارنٹی نہیں دے سکتا کہ یہ شفاف ہوتا رہا ہے اس کی import ہے، production ہے، کاشنکار کو کاشنکار کے لئے ہیں لیکن تمام کاشنکار کو لوٹنے والے ہیں، کاشنکار کو کسی نے معاف نہیں کیا چاہے کھاد کپنیاں ہوں یا pesticides ہوں یا چاہے اس کے بعد جو باقی متعلقہ ٹکڑے ہوں جیسا کہ محکمہ مال ہے، محکمہ پولیس ہے، شوگر ملیں ہیں تو کاشنکار بچارا کافی دباؤ میں ہے۔ حکومت پنجاب پوری توانائی سے ان مسائل کا حل چاہتی ہے۔ چیف منسٹر پنجاب کی

سخت ہدایات ہیں کہ نیک نیتی سے کام کریں اور جماں جماں ہمیں شکایات آئی ہیں میں خود موقع پر جاتا رہا ہوں اور میری محکمہ کو سخت ہدایات ہیں ہمارے محکمہ کو دھمکیاں بھی لی ہیں، میں اسی وجہ سے ان فیکڑیوں میں خود گیا ہوں کٹار بند روڈ پر تین چار چھاپوں پر میں خود گیا ہوں وہاں جعلی ادویات کروڑوں روپے کی بن رہی تھیں۔ اسی طریقے سے جو کھاد ہے کھاد کے لئے بھی کئی فیکڑیوں میں، میں خود گیا ہوں جماں پر جعلی کھاد بن رہی تھی ہم نے ان کو پکڑا ہے اور ان پر پرچے درج بھی ہوئے ہیں، اگر آپ چاہیں گے تو میرے پاس ان کی باقاعدہ تفصیل موجود ہے کہ کماں کماں پرچے ہوئے ہیں۔ کھاد پر ہم نے 283 ریڈ کئے ہیں، 95 آدمی arrest ہوئے ہیں اور 2 کروڑ 43 لاکھ 21 ہزار کی ہم نے کھاد برآمد کی ہے اور اس میں 260 پرچے درج کرائے ہیں اس میں آپ جو بھی کہیں محکمہ جانتا ہے اور باقی اداروں میں جو صورتحال ہے آپ بھی جانتے ہیں تو محکمہ زراعت کے wings ہیں اس میں pest-controlling extension دیں گے، ان میں E.D.Os کو بلایا ہے، تمام D.E.Os کو بلایا ہے، تمام E.D.Os کو warning دی کہ جماں کہیں ہمارے محکمہ کا کوئی شخص ملوث ہوگا، جو لوگ کھاد بلیک میں بیچتے ہوں یا hoarding کر رہے ہوں یا ملاوٹ کر رہے ہوں ان کو spare کیا جائے گا، ہم ان کو معاف نہیں کریں گے۔ میرے یہ بھائی جو پنجاب اسمبلی میں موجود ہیں اگر کوئی ہمیں آگاہ کرتا ہے یا اس سے باہر کہیں اخبارات میں خبریں چھپتی ہیں تو میں direct ان کا نوٹس لیتا ہوں اور اس کے لئے ہم باقاعدہ رپورٹ تیار کرتے ہیں، جماں پر ہمارے محکمہ زراعت سے ہمارے بھائیوں کو شکایت ہو یا جو یہ تجاویز دیں گے اور میں نے یہ تمام لکھی ہیں، میرے پاس موجود ہیں، ان تجاویز میں جو ٹھوس تجاویز ہیں وہ قابل عمل ہوں گی ان پر عمل کیا جائے گا۔ میں ایک بات بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری ترجیحات میں یہ ترجیح اول ہے اور ابھی بھی میں سمجھتا ہوں کہ آپ اندازہ کریں کہ 45 کروڑ روپے کا مزید باؤ حکومت پنجاب پر ہے۔ یہ بلدوزر کے کرائے 12 سوروپے فی گھنٹہ پچھلی interim government میں کئے گئے تھے لیکن وزیر اعلیٰ پنجاب نے ابھی 560 روپے فی گھنٹہ بلدوزر کا کرایہ کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر اس ایوان کو resolution لانی چاہئے کہ یہ بڑا revolutionary اقدام ہے اور یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں ہے، یہ مفت میں ہے۔ صرف ہماری حکومت کی دو ترجیحات ہیں، جب زراعت پر discussion ہوگی، میں تفصیل سے بات کروں گا، ابھی میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ ہماری پہلی ترجیح یہ ہے

کہ جو زمینیں غیر آباد پڑی ہیں ان کو آباد کرنا ہے اور دوسری ترجیح کون سی ہے؟ فی ایک پیداوار بڑھانی ہے، فی ایک پیداوار بڑھانے کے لئے جو inputs ہیں ان کو ہم فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ take up کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ پالیسیاں ہیں۔ قرضے کی بات ہوئی ہے یہ long term polices ہیں۔ ہمیں تھوڑا سا وقت چاہئے۔ اقدار میں آئے ہوئے ابھی تین ماہ ہوئے ہیں لیکن تھوڑے سے وقت میں ہماری achievements کے ہماری پنجاب حکومت کی بہتر achievements ہیں اور ابھی تک تو ہم political مسائل سے نکل رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ ہم عملی اقدام کریں گے اور عملی کام کریں گے۔ آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ محلمہ زراعت میں کام ہو گا اور زراعت ترقی کرے گی۔ میں حکومتی بخوبی پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں اور اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے چیمہ صاحب اور باقی بھائیوں کا شکر گزار ہوں کہ یہ ہمارے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں کہ ہماری ملکی صدروت 54 لاکھ ہیں لیکن پیداوار 48 لاکھ ہی۔ جب import میں ہی 6 لاکھ ہیں کافی فرق آ رہا ہے اس کے لئے جتنی بھی کوشش کریں اسے کہاں سے پورا کریں گے؟ اس کے باوجود میں خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ مجھے نے بھرپور کوشش کر کے کائن کی فصل کی بیماریوں کا کافی حد تک تدارک کر لیا ہے اور کائن کی تین لاکھ ایکڑ کم کاشت کے باوجود انشاء اللہ اچھی پیداوار ہو گی۔ کائن کی فصل اچھی ہے۔ چاول کی فصل بھی اچھی ہے اور اب کھاد کی مقدار کم پڑ گئی ہے۔ جماں تک کھاد کی ذخیرہ اندوزی کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں چھاپے بھی مارے جائیں گے، پرچے کریں گے ان کو کڈیں گے بھی اور جماں کوتا ہیاں ہوں گی ان کو دور کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین شکریہ۔ آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس کل بروز بعد مورخہ 20۔ اگست 2008 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔